UNIVERSAL LIBRARY
OU_226483
UNIVERSAL LIBRARY

قال الامام الاعظم اترکوا قولی بخبر الرسول صلی الله علیه وسلم

از تصانیف عمدة المفسرین زبدة المحدثین عارف بالله مولانا شاه ولی الله دهلوی رحمه الله

عقد الجید فی احکام الاجتهاد والتقلید

مع رساله وصیت نامه و رساله دانشمندی

۱۳۰۲

بفرمایش تاجران باہوش و تمیز فقیر الله عبد القادر و عبد العزیز رزقہم الله ایمانا کاملا ورزقا واسعا

در مطبع محمدی واقع لاہور مطبوع گردید

عبد الغنی و محمد عبد الرشید علی محمد
تاجران کتب بازار کشمیری لاہور سے
ہر ایک قسم کی کتب بکفایت ملسکتی ہیں

تنقیح ۱۲۱۰۴
Checked 1965

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہون مین ساتھ نام خدا بخشنے والے مہربان کے

الحمد للہ الذی بعث سیدنا محمدا الی العرب و العجم

جمیع ستایش اوس اللہ کو ہے جس نے ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب اور عجم کیطرف بہیجا تاکہ عربی اور عجمی

لیستضیئوا بہ فی الظلمات و ینال بسببہ معالی المقامات

اونکی سبب سے تاریکیون مین روشنی لین اور انکی سبب سے

من کان من اہل عوالی الہمم و اشہد ان لا الہ الا اللہ

جو کہ بلند ہمتون سے ہے عالی مدارج حاصل کرے اور مین گواہی دیتا ہون کہ سوا اللہ کے

وحدہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ الذی لا نبی

کوئی معبود نہین ہے اور یگانہ ہی اور تحقیق محمد اسکا بندہ اور اسکا رسول ہے کہ اوسکی بعد

بعدہ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ و صحبہ و

کوئی نبی نہین ہے درود اللہ کا اونپر اور اون کے آل اور اصحاب پر

بارک و سلم و بعد فیقول العبد الضعیف المفتقر الی

اور برکت اور سلام اسکی بعد بندہ ضعیف اپنے

رحمة ربه الكريم ولي الله بن عبد الرحيم صانه الله تعالى

رب کریم کی رحمت کا حاجتمند ولی اللہ بن عبد الرحیم اللہ تعالیٰ اسکو عیب لگانے والی صفت سے

عما شانه واصلح باله وحاله وشانه هذه رسالة سميتها

بچاوے اور اسکا دل اور حال اور کار درست کرے کہتا ہے کہ یہ رسالہ ہے میں نے اسکا نام

عقد الجيد في احكام الاجتهاد والتقليد حملني على تحريرها

عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید رکھا مجھکو اسکے لکھنے پر

سؤال بعض الاصحاب عن مسائل مهمة في ذلك

بعضے اصحاب کے سوالنے ضروری مسائل سے جو اس باب میں تھے راغب کیا

الباب باب في بيان حقيقة الاجتهاد وشرطه و

باب اجتہاد کی ماہیت اور شرط اور

اقسامه حقيقة الاجتهاد على ما يفهم من كلام العلماء

اقسام کے بیان میں اجتہاد کی ماہیت جو علما رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے معلوم ہوتی ہے

استفراغ الجهد في ادراك الاحكام الشرعية الفرعية

کوشش کو احکام شرعی فرعی کے حاصل کرنے میں بذریعہ

عن ادلتها التفصيلية الراجعة كلياتها الى اربعة

دلائل تفصیلے کے جنکے کلیات کا انجام چار

اقسام الكتاب والسنة والاجماع والقياس ويفهم

قسم کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس کیطرف ہے خوب صرف کرنا

من هذا انه اعم من ان يكون استفراغا في

اور اس تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اجتہاد اس سے عام ہے کہ صرف کوشش

ادراك حكم ما سبق التكلم فيه من العلماء السابقين

ایسے مسئلہ کے حکم حاصل کرنے میں ہو کہ جسمیں علماء سابقین سے گفتگو ہو چکی ہے

اولا وافقهم فی ذلك او خالف ومن ان یکون ذلك باعانة

یا نہین اسمین اول ان علما سے موافق ہو یا مخالف اور اس سے عام ہے کہ وہ جستہا کسے کی اعانت سے ہو

البعض فی التنبیه علی صور المسائل والتنبیه علی ماخذ

صور مسائل کے تنبیه مین اور بذریعه تفصیلے دلائل کے

الاحکام من الادلة التفصیلیة او بغیر اعانة منه فما یظن

ماخذ احکام کے تنبیه مین یا اوسکی بلا اعانت ہوا ب اوس شخص کے

فیمن کان موافقا لشیخه فی اکثر المسائل لکنه یعرف

حقین کہ اپنے شیخ سے اکثر مسائل مین موافق ہو پر ان

لکل حکم دلیلا ویطمئن قلبه بذلك الدلیل وهو علی

ہر ایک حکم کی دلیل جانتا ہے اور اسکا دل اوس دلیل پر مطمئن ہے اور وہ شخص اوس حکم یا دلیل سے

بصیرة من امره انه لیس بمجتهد ظن فاسد وکذلك

خوب ماہر ہے یہہ گمان کیا جاتا ہے کہ وہ مجتهد نہین ہے یہ گمان خراب ہے اور ایسے ہی پہلے گمان پر اعتماد کرکے

ما یظن من ان المجتهد لا یوجد فی هذه الازمنة اعتمادا

یہہ گمان کرنا کہ اس زمانہ مین مجتهد نہین ہے بنیاد ہے

علی الظن الاول بناء فاسد علی فاسد وشرطه انه لابد له

فاسد کی فاسد پر اور اجتهاد کے شرط یہہ ہے کہ مجتهد کو ضرور ہے

ان یعرف من الکتاب والسنة ما یتعلق بالاحکام

کہ کتاب اور سنة مین سے وہ جانتا ہو کہ جو احکام سے متعلق ہین

ومواقع الاجماع وشرائط القیاس وکیفیة النظر وعلم

اور اجماع کے مواقع کو اور قیاس کی شروط کو اور نظر کی کیفیت کو

العربیة والناسخ والمنسوخ وحال الرواة ولا

اور علم عربیے کو اور ناسخ ور منسوخ کو اور راویون کے حال کو اور

حاجة الى الكلام والفقه قال الغزالى انما يحصل الاجتهاد

کلام اور فقه کی کچهه حاجت نهین هے غزالی کهتا هے که هماری زمانه مین اجتهاد

فى زماننا بممارسة الفقه وهى طريق تحصيل الدراية فى

بجز فقه کے جهان چهوڑ کے حاصل نهین هوتا اور اس زمانه مین فهم کی تحصیل کا

هذا الزمان ولم يكن الطريق فى زمن الصحابة رض

یهه هی طریقه هے اور یهه طریقه صحابه رض کی زمانه مین نهین تها

ذلك قلت هذا اشارة الى ان الاجتهاد المطلق المنتسب

مین یه کهتا هون یه اوپر اشاره هی که اجتهاد مطلق منتسب

لا يتم الا بمعرفة نصوص المجتهد المستقل وكذلك لا بد

بدون معرفت مجتهد مستقل کے نصوص کے پورا انهین هوتا اور ایسی هی مجتهد

للمستقل من معرفة كلام من مضى من الصحابة والتابعين

مستقل کو معرفت کلام گذشتگان یعنی صحابه اور تابعین

وتبعهم فى ابواب الفقه وهذا الذى ذكرناه من شرط

اور تبع تابعین کے ابواب فقه مین ضرور چاهیے اور اجتهاد کی یهه شرط جو همنی بیان کی هے

الاجتهاد مبسوط فى كتب الاصول ولا بأس ان يورد

کتب اصول مین خوب مذکور هے اور

كلام البغوى فى هذا الموضع قال البغوى والمجتهد

اسمقام پر بغوی کے تقریر کو بیان کرنا

من جمع خمسة انواع من العلم علم كتاب الله

کچهه مضایقه نهین هے بغوی کهتا هے اور مجتهد وه هے جو پانچ قسم کے علم جمع کرے علم

عزوجل وعلم سنة رسول الله صلى الله

کتاب الله عزوجل کا اور علم رسول الله صلی الله علیه وسلم کے

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَأَقَاوِيلِ عُلَمَاءِ السَّلَفِ مِنْ إِجْمَاعِهِمْ
حدیث اور علماء سلف کے اجماعی

وَاخْتِلَافِهِمْ وَعِلْمِ اللُّغَةِ وَعِلْمِ الْقِيَاسِ هُوَ طَرِيقُ اسْتِنْبَاطِ
اور اختلافی اقوال کا اور علم لغت کا اور علم قیاس کا اور وہ طریق ہی حکم کے استنباط کا

الْحُكْمِ عَنِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ إِذَا لَمْ يَجِدْهُ صَرِيحًا فِي نَصِّ
کتاب اور سنت سے جبکہ اوس حکم کو نص

كِتَابٍ أَوْ سُنَّةٍ أَوْ إِجْمَاعٍ فَيَجِبُ أَنْ يَعْلَمَ مِنْ عِلْمِ الْكِتَابِ
کتاب یا سنت یا اجماع صریح نپاوے پس اوسپر واجب ہے کہ علم کتاب مین سے

النَّاسِخَ وَالْمَنْسُوخَ وَالْمُجْمَلَ وَالْمُفَسَّرَ وَالْخَاصَّ وَالْعَامَّ وَالْمُحْكَمَ
ناسخ اور منسوخ کو اور مجمل اور مفسر کو اور خاص اور عام کو اور محکم

وَالْمُتَشَابِهَ وَالْكَرَاهَةَ وَالتَّحْرِيمَ وَالْإِبَاحَةَ وَالنَّدْبَ وَ
اور متشابہ کو اور کراہت اور حرمت اور اباحت اور مستحب اور

الْوُجُوبَ وَيَعْرِفُ مِنَ السُّنَّةِ هَذِهِ الْأَشْيَاءَ وَيَعْرِفُ مِنْهَا
واجب کو جانے اور سنت مین سے ان سب چیزون کو جانے اور سنت کی صحیح اور ضعیف کو

الصَّحِيحَ وَالضَّعِيفَ وَالْمُسْنَدَ وَالْمُرْسَلَ وَيَعْرِفُ تَرْتِيبَ السُّنَّةِ عَلَى الْكِتَابِ
اور مسند اور مرسل کو جانے اور سنت کو کتاب پر

وَتَرْتِيبَ الْكِتَابِ عَلَى السُّنَّةِ حَتَّى لَوْ وَجَدَ حَدِيثًا لَا يُوَافِقُ ظَاهِرُهُ
مرتب کرنا اور کتاب کو سنت پر مرتب کرنا جانے یہانتک کہ اگر کسی حدیث کو ایسا پاوے کہ اوسکی ظاہر معنے

الْكِتَابَ يَهْتَدِي إِلَى وَجْهِ مَحْمَلِهِ فَإِنَّ السُّنَّةَ بَيَانُ
کتاب سے موافق نہین ہین تو اوسکے مطابقت کی وجہ پاجاوے کیونکہ سنت

الْكِتَابِ لَا تُخَالِفُهُ وَإِنَّمَا يَجِبُ مَعْرِفَةُ مَا وَرَدَ مِنْهَا فِي
کتاب کا بیان ہوتی ہے اور مخالف نہین ہوتی اور معرفت واجب اتنی ہی ہے کہ جو حدیثین

أحكام الشرع دون ما عداها من القصص والأخبار و

احکام شرعی مین وارد ہوئی ہین اس سے علاوہ حکایات اور اخبار اور

المواعظ وكذلك يجب أن يعرف من علم اللغة ما أتى

مواعظ کے واجب نہین ہے اور ایسی ہی علم لغت مین اتنا ہی واجب ہے

في كتاب وسنة في أمور الأحكام دون الإحاطة

جو کتاب اور سنت کی اندر احکامی امور مین وارد ہوئی ہین تمام لغات عرب کا احاطہ

بجميع لغات العرب وينبغي أن يتحرج فيها بحيث يقف

واجب نہین ہے اور مناسب یہ ہی کہ اسمین اتنی مشقت کرے

على مرام كلام العرب فيما يدل على المراد من اختلاف

کہ کلام عرب کی مقصود سے واقف ہوجاوی کہ مختلف محل اور مختلف احوال مین

المحال والأحوال لأن الخطاب ورد بلسان العرب فمن

اس سے کیا مراد ہوتی ہے کیونکہ خطاب الٰہی تو عربی زبان مین وارد ہوا ہے پھر

لم يعرف لا يقف على مراد الشارع ويعرف أقاويل الصحابة

جو شخص لغت کو نہین جانیگا تو شارع کے مراد سے واقف نہین ہوگا اور صحابہ

والتابعين في الأحكام ومعظم فتاوى فقهاء الأمة

اور تابعین کے اقوال کو جو احکام مین ہین اور امت کی فقہاء کی بڑی بڑی فتاوی کو جان سے

حتى لا يقع حكمه مخالفا لأقوالهم فيكون فيه خرق

تاکہ اسکا حکم اونکے اقوال کے برخلاف واقع ہو کیونکہ اسمین

الإجماع وإذا عرف من كل من هذه الأنواع معظمه

اجماع کا توڑنا ہے اور جب ان اقسام مذکورہ سے ہر ایک کے معظم کو جان لیا

فهو حينئذ مجتهد ولا يشترط معرفة جميعها بحيث لا

تو اب یہ شخص مجتہد ہے اور تمام احکام کا جان لینا ایسا کہ اسمین سے کوئی امر

يشذ عنه شيء منها واذا لم يعرف نوعا من هذه
باقی نہ رہی ہی شرط نہیں ہے اور ان علوم میں سے اگر کسی ایک نوع کو بھی نہیں جانتا تو پھر اسکی راہ
الانواع فسبيله التقليد وان كان متبحرا في مذهب
تقلید ہی ہے اگرچہ افراد ائمہ سلف میں سے کسی ایک کے مذہب کا متبحر جامع ہے ہو
واحد من احاد ائمة السلف فلا يجوز له تقلد القضاء
پس اسکو قاضی ہونا جائز نہیں ہے اور نہ فتوی دینے کو امیدوار ہونا اور اگر اسنے یہہ علوم
ولا الترصد للفتيا واذا جمع هذه العلوم وكان
جمع کر لیے اور ہوا ہوس اور بدعات کا تارک ہو
مجانبا للاهواء والبدع مدرعا بالورع محترزا
اور تقوی کا لباس پہنے ہوئے کبائر سے بچنے والا ہو
عن الكبائر غير مصر على الصغائر جاز له ان
صغائر پر اڑا ہوا نہو تو اسکو جائز ہے کہ قاضی ہو جاوے
يتقلد القضاء ويتصرف في الشرع بالاجتهاد و
اور شرع کے احکام میں اجتہاد اور
الفتوى ويجب على من لم يجمع هذه الشرائط
فتوی کے راہ سے تصرف کرے اور ایسی شخص کو کہ جسمیں
تقليده فيما يعن له من الحوادث انتهى كلام
یہہ شرطیں جمع نہیں ہیں اسکی تقلید اوس حکم میں جو حوادث میں پیش آوی واجب ہے
البغوي وقد صرح الرافعي و النووي
بغوی کا کلام تمام ہوا اور رافعی اور نووی
وغيرهما ممن لا يحصى كثرة ان
وغیرہ جو بسبب کثرت کی شمار نہیں ہو سکتے تصریح کی ہے اور

وغيرهما ممن لا يحصى كثرة ان المجتهد المطلق الذي مر
وغیرہ نے جو بسبب کثرت کے شمار نہیں ہو سکتی تصریح کی ہے کہ مجتہد مطلق جسکے

تفسيره على قسمين مستقل ومنتسب ويظهر من كلامهم
تفسیر گذر چکی ہے دو قسم پر ہے مستقل اور منتسب اور علماء کی کلام سے ظاہر ہوتا ہے

ان المستقل يمتاز عن غيره بثلاث خصال احدها التصرف
کہ مجتہد مستقل غیر مستقل سے تین وصف میں ممتاز ہوتا ہے ایک تو ان اصول میں تصرف کرنا

في الاصول التي عليها بناء مجتهداته وثانيها تتبع الايات
کہ جسپر اسکی اجتہادی مسائل کی بنا ہے اور دوسری آیات

والاحاديث والاثار لمعرفة الاحكام التي سبق بالجواب
اور احادیث و آثار کے تلاش واسطے معرفت اول احکام کے جن میں جواب

فيها واختيار بعض الادلة المتعارضة على بعض وبيان الراجح
پہلے ہو لیا ہے اور متعارض دلیلوں میں سے کسی کو کسی پر اختیار کر لینا اور اسکی احتمالی مضمون

من محتملاته والتنبيه لماخذ الاحكام من تلك
راجحہ کا بیان کرنا اور ان دلائل میں سے احکام کے ماخذ پر

الادلة والذي نرى والله اعلم ان ذلك ثلثا علم الشافعي
تنبیہ کرنی اور ہم یوں سمجھتے ہیں واللہ اعلم کہ یہی شافعی کے علم کا

رحمه الله عليه والثالثة الكلام في المسائل التي لم يسبق با
دو تہائی ہی اور تیسرے ان مسائل میں کہ جنکا پہلے جواب

لجواب فيها اخذا من تلك الادلة والمنتسب من سلم اصول
جواب نہیں ہوا ان دلائل سے نکالکر بحث کرنی اور مجتہد منتسب وہ ہے

شيخه واستعان بكلامه كثيرا في تتبع الادلة
جو اپنی شیخ کی اصول مان لے اور شیخ کے کلام سے دلائل کے تلاش میں

والتنبه للمآخذ وهو مع ذلك مستيقن بالاحكام

اور ماخذ کی تنبیہ مین اکثر امداد دیا کرے اور مع اسکے وہ احکام کو بذریعہ دلائل کے

من قبل ادلتها قادر على استنباط المسائل منها قل ذلك

یقینی جانتا ہو اور ان دلائل سے مسائل کے استنباط پر قادر ہو اس سے ایسا حال قلیل ہو

منه او كثر وانما يشترط الامور المذكورة في

یا کثیر اور یہ امور مذکورہ مجتہد مطلق ہی مین شرط ہین

المجتهد المطلق واما الذي هو دونه في المرتبة فهو مجتهد

اور جو مجتہد کہ مرتبہ مین اوس سے کمتر ہو سو وہ

في المذهب وهو مقلد لامامه فيما ظهر فيه نصه

مجتہد فی المذہب اور وہ اپنے امام کا اون احکام مین جو نصًا ظاہر کر چکا ہے مقلد ہوتا ہے

لكنه يعرف قواعد امامه وما بنى عليه مذهبه فاذا

پر وہ اپنے امام کے قواعد اور جسپر اوس نے اپنے مذہب کی بنا رکھی ہے

وقعت حادثة لم يعرف لامامه فيها نصا اجتهد فيها

جانا کرتا ہے پس جس وقت ایسا حادثہ پیدا ہو جاوے جسمین اوسکے امام کی کچھ نص معلوم نہین ہوتی تو اسمین امام کے مذہب پر اجتہاد

على مذهبه وخرجها من اقواله وعلى منواله ودونه

کرتا ہے اور اسکو امام کے اقوال سے اور اسکی وضع پر نکالتا ہے اور اس سے

في المرتبة مجتهد الفتيا وهو المتبحر في مذهب امامه

مرتبہ مین کمتر مجتہد الفتیا ہوتا ہے اور وہ اپنے امام کے مذہب کا متبحر

المتمكن من ترجيح قول على اخر ووجه من وجوه الاصحاب على

ایک قول کو دوسرے پر اور صاحبان علم کے وجوہ مین سے ایک وجہ کو دوسری وجہ پر ترجیح دینے مین

اخر والله اعلم باب في بيان اختلاف المجتهدين اختلفوا في

قادر ہوتا ہے واللہ اعلم باب مجتہدون کے اختلاف کے بیان مین مجتہدین سے

باب در بیان اختلاف مجتہدین

تَصْوِيبُ الْمُجْتَهِدِينَ فِي الْمَسَائِلِ الْفَرْعِيَّةِ الَّتِي لَا قَاطِعَ فِيهَا

صواب پر ہونے مین اون مسائل فرعی مین کہ اونمین حکم قطعی نہین ہے اختلاف کیا ہے

هَلْ كُلُّ مُجْتَهِدٍ فِيهَا مُصِيبٌ وَالْمُصِيبُ فِيهَا وَاحِدٌ وَقَالَ

آیا اون مسائل مین ہر ایک مجتہد صواب پر ہے یا اونمین ایک صواب پر ہے

بِالْأَوَّلِ الشَّيْخُ أَبُو الْحَسَنِ الْأَشْعَرِيُّ وَالْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ وَأَبُو يُوسُفَ

اول کے تو شیخ ابو الحسن اشعری اور قاضی ابو بکر اور ابو یوسف

وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَابْنُ سُرَيْجٍ وَنُقِلَ عَنْ جُمْهُورِ الْمُتَكَلِّمِينَ

اور محمد بن الحسن اور ابن سریج قائل ہوئی ہین اور اشاعرہ کی جمہور متکلمین سے

مِنَ الْأَشَاعِرَةِ وَالْمُعْتَزِلَةِ وَفِي كِتَابِ الْخَرَاجِ لِأَبِي يُوسُفَ

اور معتزلہ سے منقول ہے اور ابو یوسف کی کتاب الخراج مین اس طرف

إِشَارَاتٌ إِلَى ذَلِكَ تُقَارِبُ التَّصْرِيحَ وَبِالثَّانِي قَالَ جُمْهُورُ

ایسے اشارے ہین کہ تصریح کے قریب قریب ہین اور رای ثانی کے جمہور

الْفُقَهَاءِ وَنُقِلَ عَنِ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ وَقَالَ ابْنُ السَّمْعَانِيِّ فِي

فقہا ہی قائل ہین اور چارون امام سے منقول ہے اور ابن السمعانی

الْقَوَاطِعِ أَنَّهُ ظَاهِرُ مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ قَالَ الْبَيْضَاوِيُّ فِي الْمِنْهَاجِ

قواطع مین کہتا ہی کہ شافعی کا ظاہر مذہب یہی ہی بیضاوی منہاج مین کہتا ہے

اخْتُلِفَ فِي صَوَابِ الْمُجْتَهِدِينَ بِنَاءً عَلَى الْخِلَافِ فِي أَنَّ لِكُلِّ صُورَةٍ

کہ مجتہدین کے صواب پر ہونیکا اختلاف اس خلاف پر مبنی ہے جو ہر ایک صورت کیواسطی

حُكْمًا مُعَيَّنًا عَلَيْهِ دَلِيلٌ قَطْعِيٌّ أَوْ ظَنِّيٌّ وَالْمُخْتَارُ مَا صَحَّ عَنِ الشَّافِعِيِّ

ایک حکم معین ہوتا ہے جسپر قطعی یا ظنی دلیل ہوا کرتی ہی اور مختار وہ ہی جو امام شافعی سے صحت کو پہنچا ہے

أَنَّ فِي حَادِثَةٍ حُكْمًا مُعَيَّنًا عَلَيْهِ أَمَارَةٌ مَنْ وَجَدَهَا أَصَابَ وَمَنْ

کہ حادثہ مین حکم معین ہوتا ہے اور سپر نشانیان ہوتی ہین جسنے اونکو پا لیا مصیب ہوا اور جسنے انکو

فَقَدْ هَا أَخْطَأَ وَلَمْ يَأْثَمْ لِأَنَّ الْاِجْتِهَادَ مَسْبُوقٌ بِالْأَدِلَّةِ لِأَنَّهُ

گم کیا چوک گیا اور گنہگار نہین ہوا اس لیے کہ اجتہاد دلائل سے بعد ہی کیونکہ

طَلَبُهَا وَالدَّلَالَةُ مُتَأَخِّرَةٌ عَنِ الْحُكْمِ فَلَوْ تَحَقَّقَ الْاِجْتِهَادُ اِنْ جُتُمِعَ

اجتہاد دلائل کی تلاش ہوتی ہے اور دلالت حکم سے متاخرہ ہوتی ہے پھر اگر دو تو اجتہاد حقیر ہون تو

النَّقِيضَانِ وَلِأَنَّهُ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ أَصَابَ فَلَهُ

اجتماع نقیضین ہو جاوے اور اسلیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جو مجتہد مصیب ہوتا ہی اوسکی لیے

أَجْرَانِ وَمَنْ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ وَاحِدٌ قِيلَ لَوْ تَعَيَّنَ الْحُكْمُ فَالْمُخَالِفُ

دوسرا اجر ہی اور جو چوک گیا اسکیو سطی ایک اجر ہے کسیکا اعتراض اگر حادثہ کا حکم متعین ہووے تو اسکی مخالف ہونے یعنے خطا کرنیوالی

لَهُ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَيَفْسُقُ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ

نے حکم موافق انزال الٰہی کے نہین دیا پھر وہ فاسق ہووے گا اسوسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اور جو کوی حکم نکری

بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ قُلْنَا أُمِرَ بِالْحُكْمِ بِمَا ظَنَّهُ

اللہ کی اوتاری ہوی پر سو وہی لوگ ہین بے حکم ہم جواب دیتی ہین کہ امر اسکے

وَإِنْ أَخْطَأَ الْحُكْمَ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ قِيلَ لَوْ لَمْ يُصَوَّبِ الْجَمِيعُ

مظنون حکم کا ہے اگرچہ حکم منزل الٰہی سے چوک جاوی کوئی کہتا ہی اگر سب مجتہد مصیب نہ جاوین

لَمَا جَازَ نَصْبُ الْمُخَالِفِ وَقَدْ نَصَبَ أَبُوبَكْرٍ رض زَيْدًا قُلْنَا لَمْ يَجُزْ

تو مخالف کا منصوب کرنا جائز نہین ہوگا اور حال یہ ہے کہ ابوبکر رضی نے زید کو منصوب کیا ہی جواب دیتی ہین

تَوْلِيَةُ الْمُبْطِلِ وَالْمُخْطِئُ لَيْسَ بِمُبْطِلٍ انْتَهٰى كَلَامُ الْبَيْضَاوِيِّ قَوْلُهُ

مبطل کا والی کرنا جائز نہین ہے اور مخطی مبطل نہین ہوتا بیضاوی کا کلام تمام ہوا قولہ

لِكُلِّ صُورَةٍ حُكْمٌ إلخ قُلْنَا حُكْمٌ عَلَى الْغَيْبِ بِلَا دَلِيلٍ قَوْلُهُ مَا صَحَّ

لکل صورۃ حکم آخر تک ہم کہتے ہین غیب پر بلا دلیل حکم ہے قولہ

عَنِ الشَّافِعِيِّ أَنَّ فِي الْحَادِثَةِ إلخ قُلْنَا مَعْنَاهُ فِي كُلِّ حَادِثَةٍ

ما صح عن الشافعی ان فی الحادثۃ آخر تک ہم کہتے ہین اسکے یہ معنے ہین کہ ہر ایک حادثہ مین

قوله هو اوفق بالاصول وابعد فی طرق اجتهاد وعلیه امارة
قول اصول کے موافق اور اجتہاد کے طریقوں سے جدا ہوتا ہے اور اسپر اجتہادی دلائل
ظاهرة من دلائل الاجتهاد من وجدها اصاب ومن فقد
مین سے ظاہر نشانی ہوتی ہے جسنے اوس نشانی کو پالیا صواب پر پہنچا اور جسنے اسکو گم کیا
ها فقد اخطأ ولم یأثم وذلك لانه نص فی اوائل الام بان
بیشک چوک گیا اور گنہگار نہین ہوتا اور یہ اسلیے کہ ام کے اوائل مین یہہ نص موجود ہے کہ
العالم اذا قال للعالم اخطأت فمعناه اخطأت المسلك السدید
ایک عالم اگر دوسرے عالم کو کہے کہ تو نے خطا کی تو اوسکے یہہ معنی ہین کہ تو نے اوس راہ محکم سے
الذی ینبغی للعلماء ان یسلکوه وبسط ذلك ومثله بامثال
کہ علماء کو اوسپر چلنا سزاوار ہے خطا کی اور اسکو بڑی تفصیل سے لکھا ہے اور اسکی بہت مثالین لایا ہے
کثیرة او معناه اذا کان فی المسئلة خبر الواحد فقد اصاب
یا اس کے یہہ معنی ہین اگر مسئلہ مین خبر واحد ہوتی ہے تو جسنے اسکو پایا بیشک مصیب ہوا
من وجده واخطأ من فقده وهذا ایضا مبسوط فی الام
اور جس نے گم کیا اوس نے خطا کی ام مین یہہ بہی مفصل ہے
قوله لان الاجتهاد مسبوق الی اخره قلنا تعبدنا الله تعالی
قوله لان الاجتهاد مسبوق الی آخره ہم کہتے ہین ہمارے لیے اللہ تعالے نے یہی عبادت ٹہرائی ہے
بان نعمل ما یؤدی الیه اجتهادنا فنطلب الذی نعلمه اجمالا
کہ ہم وہ عمل کرین جسطرف ہمارا اجتہاد پہنچا دے پس ہم اپنی اجمالی علم کو تلاش کرین
لنحیط به تفصیلا قوله لا جتمع النقیضان قلنا هو کخصال
تاکہ اسکی ذریعہ سے تفصیلی علم حاصل کرلین قوله لاجتمع النقیضان ہم کہتے ہین یہہ
الکفارة کل واحد منها واجب ولیس بواجب قوله من اصاب
جیسے کفارہ کی چیزین کہ وہ سب واجب ہین اور واجب نہین ہین قوله من اصاب

فله اجران قلنا هذا علیکم لا لکم لان الخطأ الذی یوجب

فلہ اجران ہم کہتے ہین یہہ ہمکو مضر ہے مفید نہین اس لیے کہ جب خطا سے ثواب ملے

الاجر لا یکون معصیة فلا بد ان یکونا حکمین لله تعالی احدهما

وہ معصیت نہین ہوگی سو ضرور ہے کہ وہ دو نو حکم الٰہی ہی ہون کہ انمین سے ایک دوسرے

افضل من الاخر کالعزیمة والرخصة او هذا فی القضاء ولا بد

افضل ہے جیسے عزیمت اور رخصت یا یہہ قضا مین ہے اور بالضرور

ان المتحقق فی الخارج اما قول المدعی او المنکر قوله امر بالحکم

خارج مین یا تو مدعی کا قول ثابت ہوگا یا منکر کا قول قوله امر بالحکم

بماظن الخ قلنا اعتراف بمقصودنا قوله والمخطئ لیس بمبطل

باظن الخ ہم کہتے ہین یہہ مقصود کا اقرار ہے قوله والمخطئ لیس بمبطل

قلنا لما لم یکن مبطلا لم یکن مخالفا للحق لان کل مخالف

ہم کہتے ہین جب مخطی مبطل نہین ہے تو حق کا مخالف بھی نہین ہے اسلیے کہ حق کا مخالف

للحق مبطل وماذا بعد الحق الا الضلال والحق انما نسب

تو مبطل ہی ہوتا ہے اور حق کے بعد بجز گمراہی کے کیا ہے اور حق یہ ہے کہ جو بات

الی الائمة الاربعة قول مخرج من بعض تصریحاتهم

چارون امام کیطرف منسوب ہے وہ قول انکے بعضے تصریحات سے نکالا ہوا ہے

ولیس نصا منهم وانه لا خلاف للامة فی تصویب المجتهد

اور ان کے بیان سے منصوص نہین ہے اور حق یہہ ہے کہ امت کو مجتہدین کے مصیب ہونے مین

فیما خیر فیه نصا او اجماعا کالقراءت السبع وصیغ

جہان کہ اختیار از روے نص یا اجماع کے ثابت ہے خلاف نہین ہے جیسے ساتون قراءتین اور دعاؤن کے

الادعیة والوتر بسبع وتسع واحدی عشرة

کلمات اور وتر کے سات اور نو اور گیارہ رکعتین

فَكَذَالِكَ لَا يَنْبَغِي اَنْ يُخَالِفُوا فِيمَا خُيِّرَ فِيهِ دَلَالَةً وَالْحَقُّ اَنَّ

تو ایسے ہی سزاوار نہیں ہے کہ جہان اختیار ازروے دلالت کی ثابت ہے خلاف کرین اور حق تو یہ ہے

الْاِخْتِلَافَ اَرْبَعَةُ اَقْسَامٍ اَحَدُهَا مَا تَعَيَّنَ فِيهِ الْحَقُّ قَطْعًا

کہ اختلاف چار قسم کا ہوتا ہے ایک تو وہ کہ جسمین حق یقینی متعین ہے

وَيَجِبُ اَنْ يُنْقَضَ خِلَافُهُ لِاَنَّهُ بَاطِلٌ يَقِينًا وَثَانِيهَا مَا تَعَيَّنَ

اور واجب ہے کہ اوسکا خلاف توڑ ڈالا جاوے کیونکہ یقینا باطل ہے اور دوسری قسم یہ کہ اسمین حق

فِيهِ الْحَقُّ بِغَالِبِ الرَّاْيِ وَخِلَافُهُ بَاطِلٌ ظَنًّا وَثَالِثُهَا مَا كَانَ

باعتبار غالب رے کے متعین ہو اور اسکا خلاف ظنی باطل ہوتا ہے اور تیسری قسم وہ کہ

كِلَا طَرَفَيِ الْخِلَافِ مُخَيَّرًا فِيهِ بِالْقَطْعِ وَرَابِعُهَا مَا كَانَ كِلَا طَرَفَيِ

خلاف کی دونو طرفین یقینی اختیار دی ہوی ہون اور یہ چوتھی قسم وہ کہ

الْخِلَافِ مُخَيَّرًا فِيهِ بِغَالِبِ الرَّاْيِ وَتَفْصِيلُ ذٰلِكَ اَنَّهُ اِنْ كَانَتِ

خلاف کی دونو طرفین باعتبار غالب رائے کے اختیار دی ہوی ہون اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ اگر

الْمَسْئَلَةُ مِمَّا يُنْقَضُ فِيهَا قَضَاءُ الْقَاضِي بِاَنْ يَكُونَ فِيهَا نَصٌّ

مسئلہ اس قسم کا ہے جسمین قضاے قاضی کا نقض لازم آتا ہے اس طور کہ اس مسئلہ مین

صَحِيحٌ مَعْرُوفٌ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَكُلُّ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نص صحیح معروف موجود ہو پس جو

اِجْتِهَادٍ خِلَافَهُ فَهُوَ بَاطِلٌ نَعَمْ رُبَّمَا يُعْذَرُ بِجَهْلِ نَصِّهِ صَلَّى

اجتہاد اوس کے خلاف ہوگا سو وہ باطل ہوگا ہان اتنا ہے کہ بسبب نادانستگی نص

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِلٰى اَنْ يَبْلُغَ وَتَقُومَ الْحُجَّةُ وَاِنْ كَانَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معذور رکھا جاتا ہے جبتک کہ وہ نص پہنچے اور حجت قائم ہو اور

اِجْتِهَادٌ فِي مَعْرِفَةِ وَاقِعَةٍ قَدْ وَقَعَتْ ثُمَّ اشْتَبَهَ

اگر اجتہاد کسی ایسے واقعہ کی دریافت کرنے مین ہے کہ وہ ہوچکا ہے پھر اسکا حال مشتبہ ہوگیا ہے

الحال مثل موت زيد وحياته فلا جرم ان الحق واحد نعم

معلوم نہین رہا جیسے زید کے موت اور حیات سو بالضرور حق ایک ہی جانب ہوگا

ربما يعذر المخطئ باجتهاده وان كان الاجتهاد في امر

ہان بعضے وقت اجتہاد کا مخطی معذور ہوتا ہے اور اگر اجتہاد ایسے باب مین ہو

فوض الى تحري المجتهد وكان الماخذان متقاربين و

کہ مجتہد کی اٹکل پہ حوالہ ہوا ہے اور اوسکی دونو ماخذ باہم قریب قریب ہون اور

ليس احد منهما بعيدا من الاذهان جدا بحيث يرى

اونمین سے کوئی سا اذہان سے ایسا نہایت بعید ہو کہ اوس ماخذ والا

ان صاحبه مقصر قد خرج من عرف الناس وعادتهم

تقصیر وار سمجھا جائے کہ بیشک لوگون کے محاورہ اور عادت سی باہر ہوگیا ہے

فالمجتهدان مصيبان مثل رجلين قيل لكل واحد

ایسی دونو مجتہد مصیب ہوتے ہین مثلاً کسی نے دو شخصون مین سے ہر ایک کو یوں کہا

منهما اعط كل فقير وجدته درهما من مالي قال كيف

کہ تجھکو جو فقیر ملے اوسکو میرے مال مین سے ایک درہم دیدیا کر اوس نے کہا کہ مین کیونکر

اعرف انه فقير قيل اذا اجتهدت في تتبع قرائن الفقر

معلوم کرون کہ وہ فقیر ہے کہا جب تو قرائن کی تلاش مین کوشش کر چکا

ثم اتاك لتظن انه فقير فاعطه فاختلفا في رجل قال

پھر تجھکو اطمینان ہوا کہ یہ فقیر ہے پس اوسکو دیدیا کر پس اون دونو شخصون نے ایک آدمی کی حال مین اختلاف کیا

احدهما هو فقير وقال الاخر لا والماخذان متقاربان

ایک نے کہا یہ فقیر ہے اور دوسری نے کہا فقیر نہین ہے اور ماخذ دونون کے باہم ایسی قریب ہین

يسوغ الاخذ بها فهما مصيبان لانه مادار الحكم الا على

کہ اون دونو ماخذ سے سند جائز ہی پس وہ دونو مصیب ہین اس لیے کہ اونسے اپنی حکم کو اسہی پہ دائر کیا ہے

مَن تَقَعُ فِی تَحَرِّیہ بِاَنَّہٗ فَقِیرٌ وَقَدْ وَقَعَ فِی تَحَرِّیہِ ذٰلِکَ

کہ جسکی اٹکل مین وہ فقیر معلوم ہو اور بیشک اوس کے اٹکل مین بظاہری قصور کے بغیر

مِنْ غَیرِ تَقْصِیرٍ ظَاھِرٍ بِخِلَافِ مَا اِذَا اَعْطٰی تَاجِرًا کَبِیرًا

آیا کہ فقیر ہے برخلاف ایسی صورت کے کہ کسی بڑے سوداگر

لَہٗ خَدَمٌ وَحَشَمٌ فَاِنَّ الْقَائِلَ بِفَقْرِہٖ بَعْدُ مُقَصِّرٌ اَوْ لَا یَسُوغُ

خدم حشم والی کو دیدی کیونکہ جو شخص ایسی سوداگر کو فقیر سمجھے وہ قصور والا گنا جاتا ہے ایسے

الْاَخْذُ بِالشُّبْھَۃِ الَّتِی ذَھَبَ اِلَیْھَا فَھٰھُنَا مَقَامَانِ اَحَدُ

شبہ سی سند لینا جدہر وہ گیا ہے جائز نہین ہے پس یہان دو مقام ہین ایک

ھُمَا اَنَّہٗ فَقِیرٌ فِی الْحَقِیقَۃِ اَمْ لَا وَلَا شُبْھَۃَ اَنَّ الْحَقَّ فِیہِ

تو یہ کہ آیا وہ حقیقت مین فقیر ہے یا نہین اور بلا شبہ سمین تو حق ایک ہی بات ہے

وَاحِدٌ وَاَنَّ النَّقِیضَیْنِ لَا یَجْتَمِعَانِ وَالثَّانِی اَنَّ

اور بیشک دو نقیضین جمع نہین ہوئین اور دوسرا مقام یہہ ہے کہ جس نے

مَنْ اَعْطٰی غَیْرَ الْفَقِیرِ عَلٰی ظَنِّ فَقْرِہٖ ھَلْ ھُوَ مُطِیعٌ اَمْ لَا

تونگر کو اپنے گمان مین فقیر سمجھکر دیدیا آیا وہ حکم کا مطیع ہے یا نہین

وَلَا شُبْھَۃَ اَنَّہٗ مُطِیعٌ نَعَمْ مَنْ وَافَقَ ظَنُّہُ الْحَقِیقَۃَ قَدْ

اور بلا شبہ وہ مطیع ہے ہان جسکا گمان حقیقت کے مطابق ہوگیا اوسنے

نَالَ حَظًّا وَافِرًا وَاِنْ کَانَ الْاِجْتِھَادُ فِی اخْتِیَارِ مَا خُیِّرَ

بڑا ہی کام کیا اور اگر اجتہاد اختیار دی ہوئی بات کے اختیار کرنے مین ہو

فِیہِ کَاَحْرُفِ الْقُرْاٰنِ وَصِیَغِ الْاَدْعِیَۃِ وَکَذَا مَا فَعَلَہُ

جیسے قرآن کے حروف اور دعاؤن کے کلمات اور ایسی ہی

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی وُجُوہٍ تَسْھِیلًا عَلٰی

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کئی وضع کے افعال امت پر سہولت کی واسطے

النَّاسِ مع كونها كلها حاوية لاصل المصلحة فالمجتهدان

باوجودیکہ وہ ہر ایک وضع اصل مصلحت کو حاوی ہے سو ایسی دونو مجتہد

مصيبان فهذا كله بين لا ينبغي لاحد ان يتوقف فيه

مصیب ہونے مین پس یہ سب ظاہر ہے کیونکہ سزاوار نہین ہے کہ اسمین توقف کرے

ومواضع الاختلاف بين الفقهاء ومعظمها امور احدها

اور فقہا مین اختلاف کی مواضع اور معظم مواضع کئے امر ہین

ان يكون واحد قد بلغه الحديث والآخر لم يبلغه

ایک تو یہ ہے کہ حدیث ایک کو تو مل گئی اور دوسرے کو نہ پہنچی

والمصيب ههنا متعين والثاني ان يكون عند كل

اس صورت مین مصیب معین ہے یعنی ایک دوسرا امر یہ ہے کہ ہر ایک کے پاس

واحد احاديث وآثار متخالفة وقد اجتهد في تطبيق

حدیثین اور آثار آپسمین متخالف ہون اور اوسنے ایک کو ایک سے مطابق کرنے مین

بعضها ببعض او ترجيح بعضها على بعض فادى اجتهاده الى

اور ایک کو ایک پر ترجیح دینے مین اجتہاد کیا سو اوس کے اجتہاد نے

حكم فجاء اختلاف من هذا القبيل والثالث ان يختلفوا

ایک حکم پیدا کیا پس اسطرح سے اختلاف واقع ہو گیا اور تیسرا امر یہ ہے

في تفسير الالفاظ المستعملة وحدودها الجامعة المانعة

کہ الفاظ مستعملہ کی تفسیر مین اور الفاظ جامع اور مانع حدود مین

او معرفة اركان الشيء وشروطه من قبيل السبر والحذف

یا ایک شی کے ارکان اور شروط کی معرفة مین بطور سبر اور حذف

وتخريج المناط او صدق ما وصف وصفا عاما على هذا

اور مناط پیدا کرنے کی یا اسطور کی اشخاص صورت پر وہ مفہوم صادق آجاوے جو وصف عام ہے

الصورة الخاصة او انطباق الكلية على جزئياتها ونحو ذلك

موصوف ہو رہا ہے یا اس طور کہ کلیہ اپنی جزئیات پر منطبق ہو جاوے اور کسی اور طور سے

فادى اجتهاد كل واحد الى مذهب والرابع ان يختلفوا

پھر ہر ایک کی اجتہاد سے ایک ایک مذہب ٹھہر جاوے اور چوتھی یہ امر ہے

فى المسائل الاصولية ويتفرع عليه الاختلاف فى الفروع

کہ فقہا اصول کے مسائل مین اختلاف کرین اور اس اختلاف پر فروع مین اختلاف ہو جاوے

والمجتهدان فى هذه الاقسام مصيبان اذا كان ماخذهما

ان اقسام مین دونو مجتہد مصیب ہوتے ہین جس صورت مین کہ اون دونو کا ماخذ

متقاربين بالمعنى الذى ذكرنا والحق ان المسائل المذكورة

ہماری معنے ذکر کیے گئے کئے اعتبار سے ملتا جلتا ہو اور حق یہ ہے کہ کتب اصول کے

فى كتب اصول الفقه على قسمين قسم هو من باب تتبع

مسائل مذکورہ دو قسم پر ہین ایک قسم تو باعتبار تلاش

لغة العرب كالخاص والعام والنص والظاهر ومثله

عربی لغت کے ہے جیسے خاص اور عام اور نص اور ظاہر اسکے مثال

كمثل قول البغوى هذا الاسم نكرة وذلك معرفة

جیسے بغوی کا قول ہے یہ اسم نکرہ ہے اور وہ معرفہ ہے

وهذا علم وذلك اسم جنس والفاعل مرفوع والمفعول

اور یہ علم ہے اور وہ اسم جنس ہے اور فاعل مرفوع ہوتا ہے اور مفعول

منصوب وليس فى هذا القسم كثير اختلاف وقسم هو

منصوب ہوتا ہے اور اس قسم مین کچھ بہت اختلاف نہین ہے اور ایک قسم

من باب تقريب الذهن الى ما يفعله العاقل بسليقته

باعتبار ذہن پہنچانے کے اس بات پر جو عاقل لوگ اپنے سلیقہ سے کیا کرتے ہین

تَفْصِيلُهُ اَنَّكَ اِذَا اَلْقَيْتَ اِلٰى عَاقِلٍ كِتَابًا عَتِيقًا قَدْ تَغَيَّرَ

اسکی تفصیل یہ ہی کہ تو نے اگر کسی عاقل کو ایک ایسی پُرانے کتاب دی جسکی

بَعْضُ حُرُوفِهٖ وَاَمَرْتَهُ بِقِرَاءَتِهٖ فَاِنَّهُ لَابُدَّ اِذَا اشْتَبَهَ عَلَيْهِ

بعض حروف بگڑ بگڑ گئے ہون اور اُسکو پڑہنی کو کہا پس وہ عاقل بیشک جب اُسپر کوئی حرف اٹکیگا

شَيْءٌ يَتَتَبَّعُ الْقَرَائِنَ وَيَتَحَرَّى الصَّوَابَ وَرُبَّمَا يَخْتَلِفُ

تو قراین تلاش اور صواب کے اٹکل کریگا اور بعضی وقت ایسی جگہہ دو عاقل مختلف ہو جاتی ہین

الْعُقَلَاءُ فِي مِثْلِ ذٰلِكَ وَاِذَا عَنَّ لِلْعَاقِلِ طَرِيقَانِ كَيْفَ يَتَتَبَّعُ

اور جب عاقل کو دو راہ پیش آتے ہین تو دلائل کو کیسا تلاش

الدَّلَائِلَ وَيَتَفَحَّصُ عَنِ الْمَصَالِحِ وَيَخْتَارُ الْاَرْجَحَ وَالْاَقَلَّ شَرًّا

اور مصالح کو کیسا تفحص کرتا ہے اور عمدہ کو اور جسمین نقصان کمتر ہو پسند کر لیتا ہے ایسی ہے

فَكَذٰلِكَ الْاَوَائِلُ لَمَّا وَرَدَ عَلَيْهِمْ اَحَادِيثُ مُخْتَلِفَةٌ اَجَالُوا

اوائل فقہا رستے جب انکو مختلف حدیثین ملین تو انہون نے اپنی اپنی

قِدَاحَ نَظَرِهِمْ فِي ذٰلِكَ فَاَفْضٰى اجْتِهَادُهُمْ اِلَى الْحُكْمِ عَلٰى بَعْضِهَا

نظر کی تیر او نمین لگائی غور کیے پہر اونکے اجتہاد کا یہہ انجام ہُوا کہ کسی حدیث پہ تو منسوخ ہونیکا

بِالنَّسْخِ وَتَطْبِيقِ بَعْضِهَا بِبَعْضٍ وَتَرْجِيحِ بَعْضِهَا عَلٰى بَعْضٍ وَ

حکم لگایا اور کسی حدیث کو کسی سے مطابق کیا اور کسی حدیث کو کسی پر ترجیح دی اور

كَذٰلِكَ لَمَّا وَرَدَ عَلَيْهِمْ مَسَائِلُ لَمْ يَكُنِ السَّلَفُ تَكَلَّمُوا

ایسی ہی جب اونپر ایسے مسائل پیش آئے کہ سلف نے انمین کلام نہین کیا تہا

فِيهَا اَخَذُوا النَّظِيرَ بِالنَّظِيرِ وَاسْتَنْبَطُوا الْعِلَلَ وَبِالْجُمْلَةِ

تو انہون نے ایک نظیر کو نظیر سے پکڑ لیا اور انکی علتین نکالین. اور خلاصہ یہ ہے

فَكَانَتْ لَهُمْ صَنَائِعُ اَنْدَفَعُوا اِلَيْهَا بِسَلِيقَتِهِمُ الْمَخْلُوقَةِ فِيهِمْ

کہ اونکی یہہ ہر تدبیرے اپنی اپنی پیدایشی سلیقہ سے اور سیطرف سہارا لیا

كما يندفع العاقل في أمر يعن له فأراد قوم أن يسيروا

جیسے عاقل اپنے امر پیش آمدہ مین سہارا لیتا ہی پھر ایک قوم نے تو یہ ارادہ کیا کہ اپنی عمل در آمد کو

صنائعهم التي ذكروها مفصلة في كتبهم أو أشاروا إليها

حدیث کی روایت مین جید کرین وہ عمل در آمد جسکو اپنی کتابون مین مفصل ذکر کیا ہے

في ضمن كلامهم أو خرجت من مسائلهم وإن

یا اپنی کلام کے ضمن مین اوس طرف اشارہ کیا ہے یا وہ صنائع اونکے مسائل مین سے نکالین اور

لم يذكروها وتلقت عقول الخلف أكثر صنائعهم

اگرچہ انہون نے اون صنائع کو ذکر نہین کیا اور پچھلون کی عقلون نے اونکی اکثر صنائع کو اس سلیقہ

بالقبول لما جبلوا عليه من السليقة في مثل ذلك

کے ذریعہ سے جسپر اسباب مین مخلوق ہوئی ہین مان لیا

ثم صارت أمورا مسلمة فيما بينهم وعلى قياس ذلك

پھر وہ صنائع انکے اندر امور مسلمہ ٹھہر گئے اور اسیے قیاس پر

لما فرغوا جهدهم في رواية الحديث ومعرفة الصحيح

جب وہ اپنی کوشش کو حدیث کی روایت مین اور صحیح حدیث کو سقیم سے

من السقيم والمستفيض من الغريب ومعرفة أحوال

اور مستفیض کو غریب سے پہچانتی ہین اور باعتبار جرح اور

الرواة جرحا وتعديلا وكتابة كتب الحديث وتصحيحها

تعدیل کے راویون کے حالات کی معرفۃ مین اور کتب حدیث کے لکھنی اور صحیح کرنے مین خوب صرف

جسروا في تلك الميادين بسليقتهم المخلوقة في عقولهم جرّوا

کر چکے تو وہ اپنے سلیقہ کے زور سے جو اونکی عقلون مین پیدا کیا گیا تھا اول ہی میدان

ثم جاء قوم آخرون وجعلوا صنائعهم تلك كليات

مین چلی پھر اور لوگ آئی اور انہون نے اونکی وہی صنائع یعنی امر مسلمہ کو قاعدہ کلیہ

مدونة وههنا فائدة جليلة هي ان من شرط العمل

مدونہ بنائی اور یہاں بڑا عمدہ فائدہ ہے کہ ایسی ایسے مقدمات

بمثل هذه المقدمات الكلية ان لا يكون الصورة

کلیہ پر عمل کرنے کی شرط یہ ہے کہ وہ خاص جزئیہ صورت

الجزئية التي يقع فيها الكلام مما سبق الى العقلاء فيها

جسمین بحث ہو رہی ہے اوس قسم کے نہو کہ عقلا کو اوس مین

ضد حكم الكليات لانه كثيرا ما يكون هناك قرائن خاصة

کلیات کے حکم کے ضد حاصل ہو چکی ہو کیونکہ ایسا بہت اتفاق ہوتا ہے کہ وہان خاص خاص

تفيد غير حكم الكليات واصل الجدل هو

قرینے ایسی ہوتے ہین کہ اون سے برخلاف کلیات حکم پیدا ہو جاتا ہے اور جدل کی حقیقت یہ ہوتی

اتباع الكليات واثبات حكم قد قضى العقل الصراح بخلافه

ہے کہ کلیات کے پیروی اور ایسے حکم کا ثابت کرنا کہ عقل صرف

لخصوص المقام كما اذا رأيت حجرا وايقنت انه حجر

خصوصیت مقام کی وجہ سے اوس حکم کے برخلاف حکم دی چکی جیسے تونے ایک پتھر دیکھا اور یقین

فجاء الجدلي فقال الشيء انما يعرف باللون

کر لیا کہ پتھر ہے پھر ایک جدلی آیا اور کہا کہ شئے رنگ اور شکل وغیرہ سے

والشكل ونحوها وهذه الصورة قد تتشابه الاشياء

معلوم ہوتی ہے اور یہ صورت اس شکل اور رنگ مین اور اشیائے بہتسی ملی ہوئی ہے

فيها فتنقض ذلك اليقين بامر كلي ولا يعلم المسكين

پھر وہ یقین اس امر کلی سے ٹوٹ گیا اور بیچارہ یکو یہ معلوم نہوا

ان اليقين الحاصل في هذه الصورة الخاصة اكبر

کہ اس صورت خاص کا وہ یقین جو حاصل ہو چکا ہے کلیات کی پیروی سے بہت بڑا ہے

مِنْ اتِّبَاعِ الْكُلِّيَّاتِ فَإِيَّاكَ اَنْ يَغُرَّكَ اَقْوَالُهُمْ عَنْ صَرِيحِ

سوچتے رہنا مبادا کہ تجھکو اونکے ایسے اقوال صریح

السُّنَّةِ وَالْاِخْتِلَافُ فِي هٰذَا الْقِسْمِ رَاجِعٌ اِلَى التَّحَرِّي

سنت سے دکا دین اور اس قسم مین اختلاف کا انجام اٹکل اور دیکھے

وَسُكُونِ الْقَلْبِ بِالْجُمْلَةِ الْاِخْتِلَافُ فِي اَكْثَرِ اُصُولِ

اطمینان کیطرف ہی اور خلاصہ یہ ہے کہ اکثر اصول فقہ مین اختلاف

الْفِقْهِ رَاجِعٌ اِلَى التَّحَرِّي وَاطْمِينَانِ الْقَلْبِ بِمُشَاهَدَةِ

قرائن کے دیکھنے سی اٹکل اور دلی اطمینان کیطرف رجوع

الْقَرَائِنِ وَقَدْ اَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

کرتا ہے اور بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اِلَى اَنَّ التَّكْلِيفَ رَاجِعٌ اِلَى مَا يُؤَدِّي اِلَيْهِ التَّحَرِّي فِي

اپنی کلام سے کئی مواضع مین یہ اشارہ فرمایا ہے کہ تکلیف ادہر رجوع کرتی ہے جدہر

مَوَاضِعَ مِنْ كَلَامِهٖ مِنْهَا قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اٹکل لیجاوے ان مواضع مین سے یہ حدیث تمہارا

فِطْرُكُمْ يَوْمَ تُفْطِرُوْنَ وَاَضْحَاكُمْ يَوْمَ تُضَحُّوْنَ قَالَ الْخَطَّابِيُّ

افطار اوسی دن ہے جبدن افطار کرو اور تمہارے قربانی اسیدن ہی جسدن قربانی کرو

مَعْنَى الْحَدِيثِ اَنَّ الْخَطَاءَ مَوْضُوْعٌ عَنِ النَّاسِ فِيمَا كَانَ

خطابی کہتا ہے حدیث کے یہ معنی ہین کہ اجتہاد کے راہ مین لوگون کی خطا معاف ہی

سَبِيلُهُ الْاِجْتِهَادُ فَلَوْ اَنَّ قَوْمًا اجْتَهَدُوا فَلَمْ يَرَوُا الْهِلَالَ

پس اگر ایک قوم نے محنت سی ڈہونڈا اور

اِلَّا بَعْدَ ثَلٰثِيْنَ فَلَمْ يُفْطِرُوْا حَتّٰى اسْتَوْفَوُا الْعَدَدَ

ہلال نہ دیکھا مگر بعد تیس دن کے اونہون نے افطار نکیا یہانتک کہ مہینے کی گنتی پوری کرلے

ثُمَّ ثَبَتَ عِنْدَهُمْ اَنَّ الشَّهْرَ كَانَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ

پھر اون کو ثابت ہوا مہینا انتیس دن کا تھا

فَاِنَّ صَوْمَهُمْ وَفِطْرَهُمْ مَاضٍ وَّلَا شَيْءَ عَلَيْهِمْ مِّنْ وِزْرٍ

تو بے شک انکا روزہ اور افطار صحیح ہی اور انپر کچھ گناہ اور سزا

اَوْ عَتْبٍ وَكَذٰلِكَ فِي الْحَجِّ اِذَا اَخْطَئُوْا يَوْمَ عَرَفَةَ فَاِنَّهُ لَيْسَ

نہین ہے اور ایسی ہی حج مین اگر انہون نے یوم عرفہ مین خطا کی تو ان پر حج کے

عَلَيْهِمْ اِعَادَتُهٗ وَتُجْزِئُهُمْ اَضْحَاهُمْ ذٰلِكَ وَاِنَّمَا هٰذَا

قضا نہین ہے اور انکو وہی قربانی کافی ہے یہ اللہ سبحانہ تعالے

تَخْفِيْفٌ مِّنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَرِفْقٌ بِعِبَادِهٖ وَمِنْهَا قَوْلُهُ الْحَاكِمُ

کیطرف سے تخفیف اور اپنے بندون پر آسانی ہے اور ایک

اِذَا اجْتَهَدَ فَاَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِذَا اجْتَهَدَ

موضع یہہ حدیث ہی کہ حکم دینیوالا اگر اجتہاد کرے اور صواب پر پہنچ جاوی تو اسکیو سطے دو ہر

فَاَخْطَاَ فَلَهٗ اَجْرٌ وَكُلُّ مَنِ اسْتَقْرَءَ نُصُوْصَ الشَّارِعِ

اجر ہی اور اگر اجتہاد کرے اور چوک جاوی تو اکہرا اجر ہے اور جو شخص شارع کی نصوص اور فتاوی کو

فَتَاوَاهُ يَحْصُلُ عِنْدَهٗ قَاعِدَةٌ كُلِّيَّةٌ وَّهِيَ اَنَّ الشَّارِعَ

خوب تلاش کریگا تو اسکو کلیہ قاعدہ مل جاوے گا کہ بے شک شارع

قَدْ ضَبَطَ اَنْوَاعَ الْبِرِّ مِنَ الْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ وَالصَّلٰوةِ

نے عمدہ اقسام وضو اور غسل اور نماز

وَالزَّكٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالْحَجِّ وَغَيْرِهَا مِمَّا اَجْمَعَتِ الْمِلَلُ

اور زکوۃ اور روزہ اور حج وغیرہ جنپر مذہب متفق ہین ہر

عَلَيْهِ بِاَنْحَاءِ الضَّبْطِ فَشَرَعَ لَهَا اَرْكَانًا وَّشُرُوْطًا وَّاٰدَابًا

طرح ضبط کر دیے ہین پس اونکے لیے رکن اور شرطین اور آداب مقرر کر دیے ہین

وَوَضَعَ لَهَا مَكْرُوهَاتٍ وَّمُفْسِدَاتٍ وَّجَوَائِزَ وَاَشْبَعَ

اور اُن کیواسطی مکروہات اور مفسدات اور جائز امور مقرر کردی ہین اور

الْقَوْلَ فِي هٰذَا حَقَّ الْاِشْبَاعِ ثُمَّ لَمْ يَبْحَثْ عَنْ تِلْكَ

اسمین کہنے کاحق خوب ادا کردیا ہے پھر اون ارکان وغیرہ سی

الْاَرْكَانِ وَغَيْرِهَا بِحَدٍّ وَّجَامِعَةٍ مَّانِعَةٍ كَثِيْرَ

بطور تعریف جامع اور مانع کے خوب بحث نہین کے

بَحْثٍ وَّكُلَّمَا سُئِلَ عَنْ اَحْكَامٍ جُزْئِيَّةٍ يَّتَعَلَّقُ بِتِلْكَ

ہے اور جب کوئی جزئے احکام سے جو کہ اون

الْاَرْكَانِ وَالشُّرُوْطِ وَغَيْرِهَا اَحَالَهَا عَلٰى مَا يَفْهَمُوْنَ

ارکان اور شرط وغیرہ سے متعلق ہین پوچھتا تو اسکو اونکے

فِيْ نُفُوْسِهِمْ مِنَ الْاَلْفَاظِ الْمُسْتَعْمَلَةِ وَ

ذاتی سمجھ پر جو الفاظ مستعملہ سی سمجھتے ہین حوالہ کردیتے ہین اور

اَرْشَدَهُمْ اِلٰى رَدِّ الْجُزْئِيَّاتِ نَحْوَ الْكُلِّيَّاتِ

یہہ بتادیتے کہ جزئیات کو کلیات سی منطبق کرلین

وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ اللّٰهُمَّ اِلَّا فِيْ مَسَائِلَ قَلِيْلَةٍ

اور اتنے پر کبھی نہ بڑہاتے پایا ہے مگر کمتر مسائل مین

لِاَسْبَابٍ طَارِيَةٍ مِّنْ لِجَاجِ الْقَوْمِ وَنَحْوِهٖ فَشَرَعَ

عارضی اسباب کیوجہ سے کہ قوم کا اصرار کرنا وغیرہ پس وضور

غَسْلَ الْاَعْضَاءِ الْاَرْبَعَةِ فِي الْوُضُوْءِ ثُمَّ لَمْ يَحُدَّ الْغَسْلَ

مین چاروں اعضاء کا دہونا شروع کیا پھر دہونے کے کوئی

بِحَدٍّ جَامِعٍ مَّانِعٍ يُعْرَفُ بِهٖ اَنَّ الدَّلْكَ دَاخِلٌ فِيْ حَقِيْقَتِهٖ

جامع مانع حد نہین مقرر کے جس سے معلوم ہو کہ عضو کی مالش وضو کی حقیقت مین داخل ہے

أم لا وأن إصالة الماء داخلة فيها أم لا ولم يقسم الماء

یا نہین اور پانی کا بہانا حقیقت مین داخل ہے یا نہین اور پانی کے

إلى مطلق ومقيد ولم يبين أحكام البير والغدير

اقسام مطلق اور مقید مقرر نہین کیے اور کوئی اور تالاب وغیرہ

ونحوهما وهذه المسائل كلها كثيرة الوقوع لا

کے احکام نہین بیان کیے اور یہ تمام مسائل بہت پیش آنیوالے ہین

يتصور عدم وقوعها في زمانه صلى الله عليه و

یہہ خیال نہین کیا جا سکتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین پیش

آله وسلم ولما سأله السائل في قصة بير بضاعة

نہین آئے اور جب آپسے کسی سائل نے بیر بضاعة کا حال

وحديث القلتين لم يزد على الرد إلى ما يفهمونه من

اور قلتین کی حدیث پوچھی تو آپنے کچھہ طول کلام نہین کیے اسی پر حوالہ کیا کہ جو مضمون لفظ

اللفظ ويعتادونه فيما بينهم ولهذا المعنى قال سفيان

سے وہ سمجھتے ہین اور آپسمین عادت کر رکھی ہے اور اس وجہسے سفیان ثوری نے

الثوري ما وجدنا في أمر الماء إلا سعة ولما سألته امرأة

کہا ہے کہ پانی کے حق مین تو ہمکو گنجایش ہی پائی ہے اور جب حضرت سے

عن الثوب يصيبه دم الحيضة لم يزد على أن قال

ایک عورت نے خون حیض سے بھرے ہوئے کپڑے کا مسئلہ پوچھا تو آپنے فرمایا کہ

حتيه ثم اقرصيه ثم انضحيه ثم صلي فيه فلم يأت

اسکو کھرچ ڈال پھر مل ڈال پھر دھو ڈال پھر اوس سے نماز پڑھ لے سو جو وہ جانتے تھے

بأكثر مما عندهم وأمر باستقبال القبلة ولم يعلمنا

اوس سے زیادہ نہ فرمایا اور استقبال قبلہ کا امر فرمایا اور ہمکو قبلہ کے

طريق معرفة القبلة وقد كانت الصحابة يسافرون

معرفت کا طریق تعلیم نہین کیا اور بیشک صحابہ سفر کیا کرتے تھے اور

ويجتهدون في امر القبلة وكانت لهم حاجة شديدة

قبلہ کے جہت سے اجتہاد کرتے تھے اور انکو طریق اجتہاد کے

الى معرفة طريق الاجتهاد فهذا كله لتفويضه مثل

معرفت کے نہایت حاجت تھی یہہ سب اس لیے تھا کہ حضرت کیطرف سے ایسے امور

ذلك الى رائهم وهكذا اكثر فتاواه صلى الله عليه و

انکی رای پر حوالہ اور اسیطور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکثر فتاوی

آله وسلم كما لا يخفى على منصف لبيب وقد

چنانچہ منصف دانا پر پوشیدہ نہین ہے اور بے شک

فهمنا من تتبع احكامه انه راعى في ترك التعمق وعدم

حضرت کی احکام کے پیروی سے ہمنے سمجھ لیا ہے کہ حضرت صلعم نے جہان بین چھوڑ نہین اور

الاكثار من وجوه الضبط مصلحة عظيمة وهي ان

وجوہ ضبط کے کثرت بحث مین بڑی مصلحت کے رعایت کے ہے اور مصلحت یہ ہے

هذه المسائل ترجع الى حقائق تستعمل في العرف

کہ ان مسائل کا مآل ایسی حقایق کیطرف ہے کہ عرف مین مجملاً

على اجمالها ولا يعرف حدها الجامع المانع الا بعسر

مستعمل ہوتے مین اور ان حقایق کے جامع اور مانع حد دشواری بغیر معلوم نہین ہوتے

وربما يحتاج عند اقامة الحد الى التمييز بين المشكلين

اور بسا اوقات حد قائم کرتے ہوئے دو مشکل کے تمیز کے لیے

باحكام وضوابط يحتجون باقامتها ثم ان ضبطت

ایسے احکام اور ضابطون کے حاجت پڑتی ہی کہ اونکو قائم کرنیمین حرج مین پڑتے ہین پہر جب تو انکو

فسرت لا يمكن تفسيرها الا بحقائق مثلها وهلم جرا

اور اونکی تفسیر کے تو اونکی تفسیر بدون دیسے ہی حقائق کے ممکن نہین ہی اور اسیطرح کہی جا

فتسلسل الامر او يقف في بعض ما هنالك الى التفويض

پھر اوسمین تسلسل پیدا ہوتا ہے یا بعضے جگھہ مبتلے بہ کے

على رأي المبتلى به والحقائق الاخر ليست باحق

رائی پر حوالہ کرنا پڑتا ہے اور دوسرے درجہ کے حقایق مین رائی مبتلی بہ پر

من الاولى في التفويض الى المبتلين فلاجل هذه

حوالہ کرنے مین پہلے حقایق سے کچھہ اولے تر نہین ہے سوای مصلحت کے

المصلحة فوض الحقائق اول مرة الى رائهم ولم يشدد فيما

واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے پہل سے حقایق کو اون کے رای پر حوالہ کیا اور

يختلفون حين كان الاختلاف في امر فوض اليهم و

خلافی امور مین جب کہ اختلاف امر مفوض مین واقع ہو کچھہ تشدد نہین کیا

كان له في ذلك مساغ فلم يعنف على عمرو بن العاص فيما

اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ جائز تہا سو عمرو ابن العاص پر اسمین کہ وہ اس

فهم من قوله تعالى ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة

آیت سی مت ڈالو اپنے ہاتھہ طرف ہلاکت کے

من جواز التيمم للجنب اذا خاف على نفسه من البرد ولم

جنب کے لیے تیمم کا جواز سمجہا اگر سردی سے ماری جان کا خوف ہو کچھہ سخت گیری

يعنف على عمر بن الخطاب فيما فهم من تاويل او لامستم

نہین کے اور عمر ابن الخطاب رض پر اسمین کہ وہ اس آیتہ کے معنون سے یا چہوہو تم

النساء انه في لمس المرأة لا الجنابة فبقيت مسئلة الجنب

عورتون کو یہ سمجہے کہ یہ حکم عورت کی چہونے مین ہے جنابت مین نہین اور جنب کا مسئلہ

غير مذكورة فينبغي ان لا يتيمم الجنب اصلا اخرج
یہان مذکور نہین کچھ سخت گیری نہین کی اب چاہیے کہ جنب ہرگز تیمم نکرے نسائے
النسائي عن طارق ان رجلا اجنب فلم يصل فاتى النبي
نے طارق سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کو جنابت عارض ہوئی سو اوس نے نماز
صلى الله عليه واله واصحابه وسلم فذكر ذلك له
نہ پڑھی پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور یہ ذکر کیا
فقال اصبت فاجنب رجل فتيمم وصلى فاتاه فقال
آپنے فرمایا اچھا کیا اور ایک اور شخص کو جنابت ہوئی اوس نے تیمم کرکہ نماز پڑھ لی وہ بھی حاضر ہوا
نحوما قال للاخر يعني اصبت انتهى ولم يعنف على احد
آپنے وہی فرمایا یعنے اچھا کیا تمام ہوا اور کسی پر اون صحابہ مین سے
ممن اخر صلوة العصر او اداها في وقتها حين كانوا جميعا
جس نے وقت سی نماز بدیر ادا کے یا عین وقت پر پڑھی جب کہ وہ سب
على تاويل من قوله لا تصلوا العصر الا في بني قريظة
اسحدیث کے تاویل پر تھے کہ تم نماز نہ پڑھنا مگر بنی قریظہ
وبالجملة فمن احاط بجوانب الكلام علم انه
من جا کر سخت گیری نہین کے اور خلاصہ یہہ ہے کہ جو شخص کلام کے پہلو کو خوب جانتا ہے
صلى الله عليه واله وسلم فوض الامر في تلك
وہ جانیگا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ان حقائق کا حال جو عرف
الحقائق المستعملة في العرف على اجمالها وكذا
مین مجملا مستعمل ہین اور ایسی ہے ایک کو ایک سے مطابق کرنا اون کے
في تطبيق بعضها ببعض الى افهامهم ونظيره تفويض
سمجھ پہ تفویض فرمایا ہے اور اس کی نظیر فقہاء کا

الفقهاء كثيرا من الاحكام الى تحرّي المبتلى به وعادته
اکثر احکام کو مبتلی بہ کی تخمین اور عادت پر حوالہ کردینا سو ان کے نزدیک
فلا عنف على احد من المختلفين عندهم ونظيره ايضا
دونون خلاف کرنیوالون مین سے کسی پر گرفت نہین ہے اور اوسکی یہہ بھی نظیر ہے
ما اجمعت الامّة من الاجتهاد في القبلة عند الغيم
کہ امت کا اس اجتہاد پر اجماع ہوچکا ہے کہ ابر کے دن جہت قبلہ اٹکل سے معین کرلین اور
وترك العنف على واحد فيما ادّى تحرّيه اليه ونظير
کسی پر اوسکی اٹکل نے جدہر تجویز کیا گرفت نہین کے اور
هذه المصلحة ما ذكره اهل المناظرة من الاصطلاح
اس مصلحت کی نظیر یہی کہ اہل مناظرہ نے جو اصطلاح دلائل
على ترك البحث عن مقدّمات الدلائل
کے مقدمات سے بحث ترک کرنے پر ذکر کیا ہے تاکہ بحث
لئلا يلزم انتشار البحث فمن عرف هذه المسئلة
کی تفریق لازم نہ آجاوی پس جو شخص کہ اس مسئلہ کو کما حقہ جانتا ہے
كما هي علم انّ اكثر صور الاجتهاد يكون الحقّ فيها
وہ یہ جان لیگا کہ اجتہاد کی اکثر صورت مین حق الامر اختلاف کی دونون
دائرا جانبي الاختلاف وانّ في الامر سعة وانّ
جانب مین دائر ہوتا ہے اور یہ جان لیگا کہ حکم مین گنجایش ہے اور ایک
اللبس على شيء واحد والجزم بنفي المخالف ليس بشيء
شے پر اڑجانا اور مخالف کی نفی کا یقین کرلینا کچھہ نہین ہے
وانّ استنباط حدودها ان كان من باب تقريب
اور اسکے حدود کا استنباط اگر وہ استنباط اس قسم کا ہے کہ ذہن اوسی قریب کرتا ہے

الذهن الى ما يفهمه كل احد من اهل اللسان

اور اس محاورہ کیطرف جنکو زبان دان ہر ایک سمجھتا ہے تو وہ علم کے

فاعانه على العلم وان كان بعيدا من الاذهان

اعانت ہوتے ہے اور اگرچہ یہ استنباط ذہنوں سے بعید ہے

وتمييز المشكل بمقدمات مخترعة معسى ان

اور اختراعی مقدمات کی ذریعہ سے مشکل سے تمیز کرنے سے تو بسا اوقات

تكون شرعا جديدا وان الصحيح ما قاله الامام عز

نئی شرع ہوجاتی ہے اور بیشک صحیح وہ ہے جو امام عز الدین

الدين بن عبد السلام ولقد افلح من بما اجمعوا

بن عبد السلام نے کہا ہے اور بیشک خوب ہی کہ جس نے وہی اختیار کیا

على وجوبه واجتنب ما اجمعوا على تحريمه واستباح

جسکے وجوب پر اتفاق ہوا ہے اور وہی بچا جسکے حرمت پر اجماع ہوا ہے اور اسی

ما اجمعوا على اباحته وفعل ما اجمعوا على استحبابه

عمل کو مباح جانا جسکے اباحت پر اجماع ہوا ہے اور وہی کیا جسکے استحباب پہ اجماع ہے

واجتنب ما اجمعوا على كراهته ومن اقتدى بما اختلفوا

اور اسی بچا جسکے کراہت پر اجماع ہوا ہے اور جس نے مختلف فیہ کو لیا

فيه فله حالان احدهما ان تكون المختلف

اور اس کے لیے دو حال ہیں ایک تو یہ کہ مختلف فیہ اس قسم کا ہو

فيه مما ينقض الحكم به فهذا لا سبيل الى

کہ حکم کے نقیض ہے ایسی مختلف فیہ میں تقلید کے کوئی راہ نہیں ہے

التقليد فيه لانه خطأ محض وما حكم فيه بالنقض الا

کیونکہ صرف خطا ہی خطا ہی اور جس میں نقیض کا حکم اس لیے ہی ہوا ہے

لكونه خطأ بعيدا من نفس الشرع ومأخذه ورعاية

كه وه خطا ہے نفس شرع اور ماخذ شرع سے اور شرعی حكم كے رعايت

حكمه الثانية ان يكون مما لا ينقض الحكم به فلا باس

سے دور ہے اور دوسرا حال يهه ہے كه اس قسم كا ہو كه حكم اوسی نهين ٹوٹتا تو

بفعله ولا بتركه اذا قلد فيه بعض العلماء لان

اوسكی كرنی اور نكرنيكا كچهه ڈر نهين اگر كسی عالم كے تقليد كرلے ہو

الناس لم يزالوا على ذلك يسالون من اتفق من

كيونكه لوگون كا ہميشه يهی حال رہا ہے كه جو عالم مل گيا اوسی سے

العلماء من غير تقييد بمذهب ولا انكار على

پوچهه ليا مذہب كچهه قيد نه تهے اور نه كسی سائل پر كوئی

احد من السائلين الى ان ظهرت هذه المذاهب و

اعتراض تها يهانتك كه يه مذاہب اور

متعصبوها من المقلدين فان احدهم يتبع امامه

متعصب مقلد پيدا ہوگئے كيونكه بعض شخص مقلد ہوكر اپنے ہی امام

مع بعد مذهبه عن الادلة مقلدا له فيما قال فكانه

كے قول كی پيروی كرتا ہے باوجوديكه اسكا مذہب دلائل سے الگ ہوتا ہے گويا كه وه امام

نبي ارسل اليه وهذا نأي عن الحق وبعد عن

نبی ہی اوسكی طرف مرسل ہوا ہے اور يه حق سے جدائی اور

الصواب لا يرضى به احد من اولي الالباب انتهى

صواب سے دوری ہے كوئی دانا پسند نهين كرتا قول تمام ہوا

وقال من قلد اماما من الائمة ثم اراد تقليد غيره

اور كہا ہے جو شخص كسی ايك امام كا مقلد ہو پهر اوسكی تقليد كا اراده كرے

فهل له ذلك فيه خلاف والمختار التفصيل فان كان

تو آیا اوسکو بهی جائز ہے اس مین خلاف ہے اور مختار یہہ تفصیل ہے پس اگر وہ

المذهب الذی اراد الانتقال الیه مما ینقض فیه

مذہب جسطرف تقلید کیا جاتا ہے اس قسم کا ہے کہ اوس مین

الحکم فلیس له الانتقال الی حکم یجب نقضه

حکم ٹوٹا جاتا ہے تو اسکو ایسی حکم کیطرف جسکا نقض واجب ہے

فانه لم یجب نقضه الا لبطلانه وان کان الماخذان

انتقال کرنا جائز نہین ہے کیونکہ اسکا نقض اس کے لیے واجب ہے کہ وہ باطل ہے

متقاربین جاز التقلید والانتقال لان الناس لم

اور اگر دونو کے ماخذ قریب ہین تو تقلید اور انتقال دونو جائز ہین کیونکہ صحابہ کے زمانہ سے

یزالوا من زمن الصحابة الی ان ظهرت المذاهب

یہانتک کہ یہہ چارون مذہب پیدا ہوئے

الاربعة یقلدون من اتفق من العلماء من غیر

لوگون کا ہمیشہ یہی حال رہا کہ جو عالم ملگیا تقلید کر لے کسی ایسے کا

نکیر من احد یعتبر انکاره ولو کان ذلك باطلا

انکار نہین تہا جسکا اعتبار ہو اور اگر ایسی تقلید باطل ہوتی تو

لانکروه والله اعلم بالصواب انتهی واذ تحقق عندك

بے شک وہ انکار کرتے واللہ اعلم بالصواب تمام ہوا اور جب تجھکو

ما بیناه علمت ان کل حکم تکلم فیه المجتهد باجتهاده

ہمارا بیان دلمین بیٹھ گیا تو یہہ جان گیا کہ جس حکم مین مجتہد اپنے اجتہاد سے بحث کرتا ہے

منسوب الی صاحب الشرع علیه الصلوة والتسلیمات

تو وہ صاحب شرع علیہ الصلوۃ والتسلیمات کیطرف منسوب ہوتا ہے

اما الى لفظه او الى علة ماخوذة من لفظه واذا كان

یا تو حضرت کی فرمودہ کیطرف یا علۃ کیطرف کہ اونکی فرمودہ سے ماخوذ ہوئی ہے اور جب یہہ

الامر على ذلك ففى كل اجتهاد مقامان احدهما ان

انتساب قائم ہوا تو ہر ایک اجتہاد مین دو مقام ہین ایک تو یہہ

صاحب الشرع هل اراد بكلامه هذا المعنى او غيره

کہ آیا صاحب شرع مین اپنی کلام سے یہی معنے مراد لیے ہین یا اور

وهل نصب هذه العلة مدارا فى نفسه حين ما

اور آیا اسے علت کو اپنی دل مین بروقت فرمانے حکم

تكلم بالحكم المنصوص عليه او لا فان كان التصويب بالنظر

منصوص علیہ کے مدار ٹھرایا ہے یا نہین پس اگر باعتبار اسیہی مقام کے

الى هذا المقام فاحد المجتهدين لا بعينه مصيب دون

تصویب کی بحث ہوتی ہے تو دونو مجتہد مین سے بلا تعیین ایک مصیب ہی

الاخر وثانيهما ان من جملة احكام الشرع انه صلى الله

دوسرا نہین اور دوسرا مقام یہہ ہے کہ منجملہ احکام شرعی کے ہے کہ حضرت

عليه واله وسلم عهد الى امته صريحا او دلالة انه

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے امت سے بالتصریح یا بدلالت یہہ عہد کیا ہے

متى اختلف عليهم نصوصا او اختلف عليهم معاني

کہ جب اونپر نصوص مختلف ہو جاوین یا نصوص مین سے کسی نص کے معانے

نص من نصوصه فهم مامورون بالاجتهاد واستفراغ

مختلف ہو جاوین تو اونکو اجتہاد کرینگا اور اون معانے مین سے حق بات

الطاقة فى معرفة ما هو الحق من ذلك فاذا تعين عند

دریافت کرنیمین خوب طاقت صرف کرنیکا حکم ہے پہر جب مجتہد کو اون مین سے

مجتهدٍ شيءٌ من ذلك وجب عليه اتباعه كما عهد

کوئی ایک معنی معین ہوجاوے تو اوسپر اوسیکا اتباع واجب ہے جیسا کہ اون سے

إليهم أنه متى اشتبه عليهم القبلة في الليلة

یہہ عہد کیا کہ جب اونپر اندہیرے رات مین قبلہ کے جہت مشتبہ ہوجاوے

الظلماء يجب عليهم أن يتحروا ويصلوا إلى جهة وقع

تو اونپر اٹکل کرنا واجب ہی اور نماز اودہر پڑہ لیا کرین جدہر اون کے اٹکل قائم

تحريهم عليها فهذا حكم علقه الشرع بوجود التحري كما علق

ہو پس یہہ حکم ہے کہ شرع نے اٹکل کرنے پر منحصر کیا ہے جیسا کہ

وجوب الصلوة بالوقت وكما علق تكليف الصبي

نماز کے وجوب کو وقت پر منحصر رکہا ہے اور جیسے بچہ کے مکلف ہونیکو اوس کے بالغ

ببلوغه فإن كان البحث بالنظر إلى هذا المقام نظر

ہونے پر منحصر فرمایا ہے پس اگر بلحاظ اس مقام کے بحث ہی تو غور کرے

فإن كانت المسئلة مما ينقض فيه اجتهاد المجتهد فا

پس اگر مسئلہ اس قسم کا ہے کہ اس مین مجتہد کا اجتہاد توڑتا ہے

جتهاده باطل قطعا وإن كان فيها حديث صحيح

تو یقینا اسکا اجتہاد باطل ہے اور اگر اوسباب مین حدیث صحیح موجود ہو

وقد حكم بخلافه فاجتهاده باطل ظنا وإن كان

اور اوسنی اوس کے خلاف حکم دیا تو اسکا اجتہاد ظنا باطل ہے اور اگر

المجتهدان جميعا قد سلكا ما ينبغي لهما أن يسلكاه

دونو مجتہد وہی راستہ چلین جو اونکو چلنا چاہیے تہا

ولم يخالفا حديثا صحيحا ولا أمرا ينقض اجتهاد

اور نہ حدیث صحیح کے مخالفت کی ہے اور نہ ایسی امر کے مخالفت کی ہے

الْقَاضِیْ وَالْمُفْتِیْ فِیْ خِلَافِہٖ فَهُمَا جَمِیْعًا عَلَی الْحَقِّ هٰذَا

کہ اوس کے خلاف مین قاضی اور مفتی کا اجتہاد ٹوٹ جاوی تو وہ دونو مجتہد حق پر

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بَابُ تَاکِیْدِ الْاَخْذِ بِهٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ

ہین یہہ یاد رکھہ واللہ اعلم باب ان چارون مذہب کی اتباع کی تاکید کا اور

وَالتَّشْدِیْدِ فِیْ تَرْکِهَا وَالْخُرُوْجِ عَنْهَا اِعْلَمْ اَنَّ فِی الْاَخْذِ

ان کے چہوڑنے مین اور ان سے باہر ہونے مین تشدید کا سمجھہ لے کہ ان چارون

بِهٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ مَصْلَحَةً عَظِیْمَةً وَّفِی الْاِعْرَاضِ

مذاہب کی اتباع مین بڑی مصلحت ہی اور ان سب سی منحرف

عَنْهَا کُلِّهَا مَفْسَدَةً کَبِیْرَةً نَحْنُ نُبَیِّنُ ذٰلِكَ بِوُجُوْهٍ اَحَدُهَا

ہونیمین بڑا ہی مفسدہ ہے ہم اسکو کئی طرحسے بیان کرتے ہین

اَنَّ الْاُمَّةَ اجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَّعْتَمِدُوْا عَلَی

ایک یہ ہی کہ امت اوسپر متفق ہے کہ شریعت کی معرفت مین سلف پر

السَّلَفِ فِیْ مَعْرِفَةِ الشَّرِیْعَةِ فَالتَّابِعُوْنَ اعْتَمَدُوْا فِیْ

اعتماد کیا کرین سو تابعیون نے اس معرفت مین صحابہ پر

ذٰلِكَ عَلَی الصَّحَابَةِ وَتَبَعُ التَّابِعِیْنَ اعْتَمَدُوْا عَلَی التَّابِعِیْنَ

اعتماد کیا اور تبع تابعین نے تابعین پر اعتماد کیا

وَهٰکَذَا فِیْ کُلِّ طَبَقَةٍ اعْتَمَدَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی مَنْ قَبْلَهُمْ وَ

اور اسیطور پر ہر ہر طبقہ کے علما نے اپنے سی پہلون پر اعتماد کیا ہے

الْعَقْلُ یَدُلُّ عَلٰی حُسْنِ ذٰلِكَ لِاَنَّ الشَّرِیْعَةَ لَا تُعْرَفُ

اور عقل اس امر کو نیک جانتے ہے کیونکہ شریعت بدون نقل اور

اِلَّا بِالنَّقْلِ وَالْاِسْتِنْبَاطِ وَالنَّقْلُ لَا یَسْتَقِیْمُ اِلَّا بِاَنْ

استنباط کی معلوم نہین ہوتی اور نقل جب ہی راست آتی ہے کہ

يأخذ كل طبقة عمن قبلها بالاتصال ولابد في الاستنباط
كہ ہر طبقہ اپنی سی پہلی متصل طبقہ سی دریافت کری اور استنباط مین یہ
ان يعرف مذاهب المتقدمين لئلا يخرج من اقوالهم
ضروری کہ متقدمین کی مذاہب کو سمجھہ لی تا کہ اونکی اقوال سی باہر نہ ہوجاوی
فيخرق الاجماع ويبني عليها ويستعين في ذلك
کہ اجماع ٹوٹ جاوی اور اسپر بنا رکھی اور اسمین اپنی سابقین سے
بمن يسبقه لان جميع الصناعات كالصرف والنحو و
استعانت لیوی کیونکہ تمام علوم جیسے صرف اور نحو اور
الطب والشعر والحدادة والنجارة والصياغة لم
طبابت اور شعر اور آہنگری اور درودگری اور زرگری کسیکو
يتيسر لاحد الا بملازمة اهلها وغير ذلك نادر بعيد
بدون خدمتگزاری اہل صناعت کی میسر نہین ہوئی اور اوسکی علاوہ ناممکن ہے
لم يقع وان كان جائزا في العقل واذا تعين
واقع نہین ہوئی اور گرچہ عقل کے تجویز مین جائز ہی اور جب سلف کی
الاعتماد على اقاويل السلف فلابد من ان يكون
اقوال پر اعتماد ٹھہر گیا تو یہہ ضروری کہ اونکے اقوال
اقوالهم التي يعتمد عليها مروية بالاسناد الصحيح
جنپر اعتماد ضروری صحیح صحیح سندونسے مروے ہون
او مدونة في كتب مشهورة وان يكون مخدومة
یا مشہور مشہور کتابون مین مندرج ہون اور بحث کیی ہوئی ہون
بان يبين الراجح من محتملاتها وتخصص عمومها في
اسطور کہ اوسکے تمام احتمالات مین سی راجح کا اور بعض موضع مین عام مین سی خاص

بعض المواضع وتقيد مطلقها في بعض المواضع و

اور بعض مواضع مین مطلق مین سے مقید کا بیان ہو اور

يجمع المختلف منها ويبين علل احكامها والا لم يصح

وہیں سے مختلف کو جمع کیا ہو اور اوس کے احکام کی علتون کا بیان ہو اور نہین تو

الاعتماد عليها وليس مذهب في هذه الازمنة

او نپر اعتماد صحیح ہو گا اور اس آخری زمانہ مین اس طرح کا مذہب

المتاخرة بهذه الصفة الا هذه المذاهب الاربعة

بجز ان چارون مذہبون کے اور کوئی مذہب نہین ہے

اللهم الا مذهب الامامية والزيدية وهم اهل

مگر امامیہ اور زیدیہ کا مذہب اور وہ دونون

البدعة لا يجوز الاعتماد على اقاويلهم وثانيها قال

بدعتی ہین ان کے اقوال پر اعتماد کرنا جائز نہین ہے اور دوسری وجہ

رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اتبعوا السواد

یہہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے انبوہ کثیر کے

الاعظم ولما اندرست المذاهب الحقة الا هذه الاربعة

پیروی کرو اور چونکہ اور مذاہب حقہ بجز ان چارون کے مٹ مٹا گئے

كان اتباعها اتباعا للسواد الاعظم والخروج عنها

ان نہین کا اتباع سواد اعظم کا اتباع ہے اور اون سے باہر ہونا

خروجا عن السواد الاعظم وثالثها ان الزمان

سواد اعظم سے باہر ہونا ہے اور تیسرے یہہ وجہ ہی کہ جون کہ

لما طال وبعد العهد وضيعت الامانات لم يجز ان

مدت دراز گذر گئے اور زمانہ دور ہو گیا اور امانتین جاتی رہین تو اب جائز نہین ہی

يعتمد على اقوال علماء السوء من القضاة الجورة و

کہ کسی علما یعنی ظالم قاضیون اور ہوا ہوس کے گرفتار مفتیون کے

المفتين التابعين لاهوائهم حتى ينسبوا ما يقولون

اقوال پر استناد کیا جاوے یہانتک کہ وہ اپنے قول کو سلف مین سے

الى بعض من اشتهر من السلف بالصدق والديانة

کسی شخص صدق اور دیانت اور امانت مین مشہور کیطرف

والامانة اما صريحا او دلالة وحفظ قوله ذلك و لا

بصراحت یا بدلالت منسوب کرین اور اسکا قول محفوظ ہو اور نہ

على قول من لا ندري هل جمع شروط الاجتهاد

ایسے کیقول پر اعتماد کیا جاتا ہے جسکو ہم نہین جانتے کہ اجتہاد کی شرطین اسمین جمع ہو گئی ہین

او لا فاذا رأينا العلماء المحققين في مذاهب السلف

یا نہین پھر جب ہم مذاہب سلف کی محققین علما کو دیکھین تو قریب ہے کہ وہ اپنے

عسى ان يصدقوا في تخريجاتهم على اقوالهم واستنباط

تخریجات مین سلف کی اقوال سے یا اپنی استنباط مین کتاب و سنت

هم في الكتاب والسنة واما اذا لم نر منهم ذلك فهيهات

سے تصدیق کیے جاوین اور رہا وہ حال کہ اونمین یہہ بات نہ دیکھین تو تصدیق

وهذا المعنى الذي اشار اليه عمر بن الخطاب رض حيث

دور ہی اور یہہ وہی معنے ہین کہ عمر ابن الخطاب نے جدہر اشارہ کیا ہے جہان

قال يهدم الاسلام جدال المنافق بالكتاب وابن مسعود

کہا ہے منافق کا جھگڑا کتاب کیساتھ اسلام کو برباد کر دیتا ہے اور ابن مسعود نے

حيث قال من كان متبعا فليتبع من مضى فما ذهب

اشارہ کیا ہی جہان کہا ہے جو شخص اتباع کری تو چاہیے کہ گذری ہوئی کا اتباع کرے پس ابن حزم

إِلَيْهِ ابْنُ حَزْمٍ حَيْثُ قَالَ التَّقْلِيْدُ حَرَامٌ وَّلَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ

کا قول یہہ ہی جو کہتا ہے کہ تقلید حرام ہی اور کسیکو حلال نہین ہے

اَنْ يَّأْخُذَ قَوْلَ اَحَدٍ غَيْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

کہ سوای رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کیسیکے قول کو

اٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِلَا بُرْهَانٍ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ

بلا دلیل اخذ کرے بدلیل اس آیت کے چلو اوسے پر جو اترا

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَاءَ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَاِذَا

تمکو تمہاری رب سی اور نہ چلو اوس کے سوا اور رفیقون کے پیچھی اور بلا دلیل اس آیت کی

قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ

اور جب اونکو کہین چلو اوسپر جو اتارا اللہ نے کہین نہین بلکہ ہم چلینگے

اٰبَاءَنَا وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَادِحًا لِمَنْ لَّمْ يُقَلِّدْ

جسپر دیکہا ہمنی اپنے باپ دادونکو اور اللہ تعالی اوسکی مدح مین جو تقلید نہ کرے

فَبَشِّرْ عِبَادِيْ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ

فرماتا ہے کہ تو خوشی سنا میری بندونکو جو سنتے ہین بات اور پھر چلتے ہین اوسکے نیک پر

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُو الْاَلْبَابِ

وہی ہین جنکو راہ دی اللہ نے اور وہی ہین عقل والے

وَقَالَ تَعَالٰى فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ

اور اللہ تعالے فرماتا ہے پھر اگر جھگڑ پڑو تم کسے چیز مین تو اوسکو رجوع کرو اللہ

الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَمْ يُبِحِ اللّٰهُ

اور رسول کیطرف اگر تم یقین رکہتے ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر سو اللہ تعالے نے

تَعَالٰى الرَّدَّ عِنْدَ التَّنَازُعِ اِلٰى اَحَدٍ دُوْنَ الْقُرْاٰنِ وَالسُّنَّةِ

تنازع کیوقت حادثہ کا پیش کرنا بجز قرآن اور حدیث کی کسیطرف مباح نہین کیا

وحرم بذلك الرد عند التنازع الى قول قائل لانه غير
اور اسی سے تنازع کیوقت قول قائل کیطرف رد کرنا حرام ہوگیا اس لیے
القرآن والسنة وقد صح اجماع الصحابة كلهم اولهم
کہ بجز قرآن اور حدیث کے ہے اور بیشک تمام صحابہ کا اجماع اول سے آخر تک
عن آخرهم واجماع التابعين اولهم عن آخرهم
اور تابعین کا اجماع اول سے آخر تک
واجماع تبع التابعين اولهم عن آخرهم على الامتناع
اور تبع تابعین کا اجماع اول سے آخر تک اس تقلید سے باز رہنے پر
والمنع من ان يقصد احد الى قول انسان منهم او
اور منع کرنے پر ثابت ہو چکا ہے کہ کوئی شخص اپنے میں سے کسی انسان کے قول کیطرف
ممن قبلهم فياخذه كله فليعلم من اخذ بجميع
یا اپنی سے پہلے قول کیطرف قصد کرے پھر وہ تمام اقوال کو اخذ کرے پس جس شخص نے امام
اقوال ابی حنيفة او جميع اقوال مالك او جميع اقوال
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اقوال یا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اقوال یا امام
الشافعی رح او جميع اقوال احمد رح ولا يترك قول من
شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اقوال یا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اقوال اخذ کیے اور انہوں سے یا ان سے
اتبع منهم او من غيرهم الى قول غيره ولم يعتمد على
علاوہ اپنے متبوع کا قول چھوڑ کر غیر کا قول نہیں لیتا اور جو قرآن
ما جاء في القرآن والسنة غير صارف ذلك الى
اور حدیث میں آیا ہے اوس پر اعتماد نہیں کرتا جب تک کہ اسکو کسی انسان معین کے
قول انسان بعينه انه قد خالف اجماع الامة كلها
قول سے مطابق کر لے تو وہ خوب سمجھ لے کہ اوسنے تمام امت اول

أَوَّلِهَا عَنْ آخِرِهَا بِيَقِيْنٍ لَا إِشْكَالَ فِيْهِ وَأَنَّهُ لَا يَجِدُ

اوّل سے آخر تک کا یقیناً خلاف کیا اس مین کوئی شبہہ نہین ہے اور وہ

لِنَفْسِهِ سَلَفًا وَلَا إِمَامًا فِي جَمِيْعِ الْأَعْصَارِ الْمَحْمُوْدَةِ الثَّلٰثَةِ

اپنے واسطے سارے تینوں زمانہ محمود مین نہ سلف پاتا ہے

فَقَدِ اتَّبَعَ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ

اور نہ امام سواد سلفنے بیشک مومنین سے الگ راہ اختیار کی اس درجہ سے

الْمَنْزِلَةِ وَأَيْضًا فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ الْفُقَهَاءَ كُلَّهُمْ قَدْ

خدا کے پناہ اور یہ سبب ہے کہ اس تمام جماعت فقہاء نے اپنی تقلید سے اور غیر

نَهَوْا عَنْ تَقْلِيْدِهِمْ وَتَقْلِيْدِ غَيْرِهِمْ فَقَدْ خَالَفَهُمْ مَنْ

کے تقلید سے بیشک منع کیا ہے تو جس نے اونکی تقلید کے

قَلَّدَهُمْ وَأَيْضًا فَمَا الَّذِيْ جَعَلَ رَجُلًا مِنْ هٰؤُلَاءِ

اونکا خلاف کیا اور علی ہذا القیاس ایک یہ بات ہے کہ جس نے اس جماعت

أَوْ مِنْ غَيْرِهِمْ أَوْلٰى بِأَنْ يُّقَلَّدَ مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض

مین سے یا انکی علاوہ ایک شخص کو تقلید کے واسطے عمر بن الخطاب

أَوْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رض أَوِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَوِ ابْنِ عُمَرَ أَوِ ابْنِ

یا علی بن ابی طالب یا ابن مسعود یا ابن عمر یا ابن

عَبَّاسٍ أَوْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رض فَلَوْ سَاغَ التَّقْلِيْدُ لَكَانَ

عباس یا ام المومنین عائشہ سے اولے کر دیا پس اگر تقلید جائز ہوتی ہے تو اس

كُلُّ وَاحِدٍ مِنْ هٰؤُلَاءِ أَحَقَّ بِأَنْ يُتَّبَعَ مِنْ غَيْرِهِ انْتَهٰى

جماعت صحابہ مین سے ہر ایک تقلید کے لیے غیر کے نسبت زیادہ سزاوار تھا قول ابن حزم کا

إِنَّمَا يَتِمُّ فِيْمَنْ لَهُ ضَرْبٌ مِنَ الْاِجْتِهَادِ وَلَوْ فِيْ مَسْئَلَةٍ

تمام ہوا یہ قول اوسی شخص کے حق مین پورا ہوتا ہے جسکو کچھ اجتہاد حاصل ہو اگرچہ ایک مسئلہ مین ہو

وَاحِدًا لَا وَفِيمَنْ ظَهَرَ عَلَيْهِ ظُهُورًا بَيِّنًا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اور اوسکی حق مین جسپر خوب ظاہر ہوجاوے کہ نبی صلی

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِكَذَا أَوْ نَهَى عَنْ كَذَا وَأَنَّهُ
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر فرمایا ہے اور یہ منع کیا ہے اور یہ

لَيْسَ بِمَنْسُوخٍ إِمَّا بِأَنْ يَتَتَبَّعَ الْأَحَادِيثَ وَأَقْوَالَ الْمُخَالِفِ
منسوخ نہین ہے یا تو احادیث کی تتبع اور مسائل مین مخالف

وَالْمُوَافِقِ فِي الْمَسْأَلَةِ فَلَا يَجِدُ لَهَا نَسْخًا أَوْ بِأَنْ
اور موافق اقوال کے تلاش سے ظاہر ہوجاوی کہ اسکا نسخ کہین نہ دیکھے

يَرَى جَمًّا غَفِيرًا مِنَ الْمُتَبَحِّرِينَ فِي الْعِلْمِ يَذْهَبُونَ إِلَيْهِ
یا اس طور کہ علم کے متبحر انبوہ کثیر کو دیکھتا ہے کہ سب نے یہی اختیار کر رکھاہے

وَيَرَى الْمُخَالِفَ لَهُ لَا يَحْتَجُّ إِلَّا بِقِيَاسٍ أَوِ اسْتِنْبَاطٍ أَوْ
اور اسکے مخالف دیکھتا ہے کہ وہ صرف قیاس یا استنباط وغیرہ ہی سے

نَحْوِ ذٰلِكَ فَحِينَئِذٍ لَا سَبَبَ لِمُخَالَفَةِ حَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى
حجت لاتا ہے اس صورت مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حدیث کی مخالفت

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِلَّا نِفَاقٌ خَفِيٌّ أَوْ حُمْقٌ جَلِيٌّ
کا کوئی سبب نہین ہے بجز پوشیدہ نفاق کے یا ظاہر حماقت کے

وَهٰذَا هُوَ الَّذِي أَشَارَ إِلَيْهِ الشَّيْخُ عِزُّ الدِّينِ بْنُ عَبْدِ
اور یہ وہ ہی مضمون ہے کہ شیخ عز الدین بن عبد السلام نے اودہر اشارہ

السَّلَامِ حَيْثُ قَالَ وَمِنَ الْعَجَبِ الْعَجِيبِ أَنَّ الْفُقَهَاءَ
کیاہے کیونکہ کہا ہے بڑا ہی عجب ہے کہ بعضے مقلد فقہاء

الْمُقَلِّدِينَ يَقِفُ أَحَدُهُمْ عَلَى ضَعْفِ مَأْخَذِ إِمَامِهِ
اپنے امام کے ایسے ضعیف ماخذ پر واقف ہوتے ہین

بحيث لا يجد لضعفه مدفعاً وهو مع ذلك يقلده فيه و

کہ اوسکی ضعف کی دفع کی کوئی صورت نہین ملتی اور وہ پھر بھی اوس مسئلہ مین اسکی تقلید کیے جاتا

يترك من شهد الكتاب والسنة والاقيسة الصحيحة

ہین اور جنکی مذہب کی کتاب اور سنت اور صحیح قیاس شہادت

لمذهبهم جموداً على تقليد امامه بل يتحيل لدفع

دیتے ہین اوسکو اپنی امام کے تقلید پہ ٹھہر کر ترک کرتے ہین بلکہ ظاہر کتاب اور سنت کے

ظاهر الكتاب والسنة ويتاولها بالتاويلات البعيدة

دفع کے لیے حیلہ سوچتے ہین اور اون سے دور از کار اور باطل تاویلین

الباطلة نضالاً عن مقلده وقال لم يزل الناس يسألون من

کرتے ہین تاکہ اپنی امام کیطرفسے تیر اندازی کرے اور کہا ہے ہمیشہ لوگ علماء مین سے

اتفق من العلماء من غير تقييد بمذهب ولا انكار

جو ملگیا پوچھتے رہی ہین نہ تو مذہب کی کچھ قید تھی اور نہ پوچھنے والون مین سے کسیپر

على احد من السائلين الى ان ظهرت هذه المذاهب

کچھ اعتراض تھا یہانتک کہ یہ مذاہب اور ان مذاہب

ومتعصبوها من المقلدين فان احدهم يتبع امامه

کے متعصب مقلد پیدا ہوگئے بیشک کوئی کوئی مقلد اپنے امام کا اتباع

مع بعد مذهبه عن الادلة مقلداً له فيما قال كانه

کرتا ہے باوجودیکہ اسکا مذہب دلائل سے بہت الگ ہے جو اوسنے کہدیا اوسکا مقلد بنتا ہی

نبي ارسل اليه وهذا نائ عن الحق وبعد عن الصواب لا يرضى

گویا کہ امام نبی مرسل ہے اور یہ تو حق سے علیحدگی اور صواب سی دوری ہے اسکو

به احد من اولي الالباب وقال الامام ابو شامة ينبغي

دانا آدمی کوئی پسند نہین کرتا اور امام ابو شامہ کہتے ہین کہ

لمن اشتغل بالفقه ان لا يقتصر على مذهب امام و

کہ جو شخص فقہ مین مشغول رہے اوسکو مناسب ہے کہ ایک امام کے مذہب پر حصر نکر دے اور

يعتقد في كل مسئلة صحة ما كان اقرب الى دلالة

ہر مسئلہ مین صحیح اوسیکو سمجھے جو کتاب اور سنت محکمہ

الكتاب و السنة المحكمة و ذلك سهل عليه اذا كان

کی دلیل سے قریب تر ہو اور یہ بات اوسپر بہت آسان ہے اگر

اتقن معظم العلوم المتقدمة و ليجتنب التعصب

وہ شخص علوم متقدمہ کے معظم اموز کو خوب ضبط کرے اور مناسب ہے کہ

و النظر في طرائق الخلاف فانها مضيعة للزمان و

تعصب سے اور طرائق خلاف مین فکر کرنے سے بچتا رہے کیونکہ اوس مین اوقات ضائع اور

لصفوه مكدرة فقد صح عن الشافعي انه نهى عن

صاف وقت مکدر ہوتا ہے کیونکہ بیشک امام شافعی سے ثابت ہوچکا ہے کہ انہون نے اپنی

تقليده و تقليد غيره قال صاحبه المزني في اول مختصره اختصرت

تقلید اور غیر کے تقلید سے منع کیا ہے مزنی اونکا شاگرد اپنی کتاب مختصر کے اول

هذا من علم الشافعي رحمة الله عليه و من معنى قوله لا

مین کہتا ہے مین اسکو شافعی کے علم مین سے اور اوسکے اسقول کے معنے مین مختصر کیا ہے

قربه على من اراده مع اعلاميه نهيه عن تقليده

تاقریب علی من اراد باوجودیکہ مین اسکو جتا دیتا ہون کہ امام شافعی نے اپنی تقلید سے

و تقليد غيره لينظر فيه لدينه و يحتاط لنفسه اي

اور غیر کی تقلید سے منع کیا ہے چاہیے کہ اس مختصر مین اپنے دین کے واسطے غور اور اپنی نفس کے لیے احتیاط

مع اعلامي من اراد علم الشافعي نهي الشافعي عن

کرے یعنے جو شخص شافعی کا علم مقصود رکھتا ہے اوسکو جتا دیتا ہون

تقليده وتقليد غيره انتهى وفيمن يكون عاميا ويقلد

کہ شافعی نے اپنی تقلید اور غیر کی تقلید سے منع کیا ہے انتہی اور اسکی حق مین جو عامی ہو اور

رجلا من الفقهاء بعينه يرى انه يمتنع من مثله

فقہا مین سے کسی ایک شخص کی تقلید کرے یہ سمجھ کر کہ ایسی

الخطاء وان ما قاله هو الصواب البتة واضمر في

شخص سے خطا محال ہے اور یہ جو کہتا ہے سو البتہ صواب ہی اور اپنی دل مین یہ

قلبه ان لا يترك تقليده وان ظهر الدليل على خلافه

بات پوشیدہ رکھی کہ اوسکی تقلید نچھوڑون گا اگر اوسکی خلاف پر دلیل قائم ہو جاوی

وذلك ما رواه الترمذي عن عدي بن حاتم انه

اور اوسکی دلیل یہ ہے جو ترمذی عدی بن حاتم سے روایت کرتا ہے عدی

قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

بن حاتم کہتا ہے کہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کو سنا کہ یہ آیت

يقرأ اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون

پڑہتے تھے ٹہرا لی اپنے عالم اور درویش خدا کو چھوڑ کر

الله قال انهم لم يكونوا يعبدونهم ولكنهم كانوا

فرمایا کہ وہ لوگ اونکی پرستش تو نہین کرتے تھے پر اونکا یہ

اذا احلوا لهم شيئا استحلوه واذا حرموا عليهم شيئا

حال تھا کہ جب کسی کو ان کے واسطے وہ حلال جانتے اور جب اونپر کوئی چیز

حرموه وفيمن لا يجوز ان يستفتي الحنفي مثلا فقيها

حرام کردیتی تو اسکو حرام کرلیتی اور اسکی حق مین جو یہ جائز نہین رکھتا کہ حنفی شخص مثلاً

شافعيا وبالعكس ولا يجوز ان يقتدي الحنفي بامام

فقیہ شافعی سے فتوی لے اور اسکے برعکس یعنے شافعی حنفی سے اور یہ جائز نہین رکھتا کہ حنفی شخص شافعی مذہب امام

شافعي مثلاً فان هذا قد خالف اجماع القرون الاولى

مثلاً مقلدی ہو جاوے کیونکہ بے شک اسنے قرون اولی کے اجماع کا خلاف کیا

وناقض الصحابة والتابعين وليس محله فيمن لا يدين

اور صحابہ اور تابعین سے مناقضہ کیا اور قول ابن حزم کا محل اوس کے

الا بقول النبي صلى الله عليه وسلم ولا يعتقد حلالاً

حق مین جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کو سوا دین نہین ٹھہراتا

الا ما احله الله ورسوله ولا حراماً الا ما حرمه

اور بجز اسکے حلال نہین جانتا جو اللہ نے اور اسکے رسول نے حلال کیا ہی اور نہ سوا اسکے حرام

الله ورسوله لكن لما لم يكن له علم بما قاله النبي صلى

جانتا ہے جو اللہ نے اور اسکے رسول نے حرام کر دیا ہے لیکن چونکہ اوسکو نبی صلے

الله عليه واله واصحابه وسلم ولا بطريق الجمع

اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے فرمودہ کا علم نہین تہا اور نہ حضرت کی

بين المختلفات من كلامه ولا بطريق الاستنباط من

کلام مین سے طریق الجمع بین المختلفات کا علم تہا اور نہ حضرت کی کلام مین سے طریق

كلامه اتبع عالماً راشداً على انه مصيب فيما يقول و

استنباط کا علم تہا تو عالم راہ بتانیوالے کا مقلد ہو گیا اس خیال پر کہ یہ اپنے قول مین صواب

يفتي ظاهراً متبع سنة رسول الله صلى الله عليه و

پر ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کا تابع ہو کر ظاہر فتوی دیتا ہے

اله وسلم فان ظهر خلاف ما يظنه اقلع من

پھر اگر کبھی اوسکے مظنون کا خلاف ظاہر ہو جاوے تو

ساعته من غير جدال ولا اصرار فهذا كيف ينكره

اوسی وقت اکھڑ جاوی اور بے جہد اصرار اور جھگڑا کئے ایسا شخص اسکا کوئی انکار کیونکر کرسکتا ہے

أَحَدٌ مَعَ أَنَّ الاِسْتِفْتَاءَ وَالْإِفْتَاءَ لَمْ يَزَلْ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ

باوجودی کہ استفتا لینا اور فتوی دینا مسلمانون مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے

مِنْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَلَا فَرْقَ

وقت سے ہمیشہ چلا آیا ہے اور اسمین کچھہ

بَيْنَ أَنْ يَسْتَفْتِيَ هٰذَا دَائِمًا أَوْ يَسْتَفْتِيَ هٰذَا حِينًا بَعْدَ

فرق نہین ہے کہ فتوی ہمیشہ اس سے لیا کرے یا کبھی کسی سے لیا کرے بعد اسکے

أَنْ يَكُونَ مُجْمَعًا عَلَى مَا ذَكَرْنَاهُ كَيْفَ لَا وَلَمْ نُؤْمِنْ

کہ وہ ہمارے ذکر کیے ہوسے پر متفق ہو گیا ہو اور یہ امر کیونکر نہو حالانکہ ہم

بِفَقِيهٍ أَيًّا كَانَ أَنَّهُ أَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ الْفِقْهَ وَفَرَضَ عَلَيْنَا طَاعَتَهُ

کسی فقیہ پر کوی ہو یہ ایمان نہین لاتے ہین کہ اللہ نے فقہ اسکو بذریعہ وحی کے بھیجی ہے اور

وَأَنَّهُ مَعْصُومٌ فَإِنِ اقْتَدَيْنَا بِوَاحِدٍ مِنْهُمْ فَذٰلِكَ

ہمپر اونکی اطاعت فرض کیے ہی اور یہ فقیہ معصوم ہین پس اگر ہم اونمین سے کسی فقیہ کے مقلد

لِعِلْمِنَا أَنَّهُ عَالِمٌ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ فَلَا يَخْلُو قَوْلُهُ

ہوتے ہین تو یہ تقلید اسلیے ہے کہ ہم جانتے ہین کہ یہ فقیہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے آگاہ ہے

إِمَّا أَنْ يَكُونَ مِنْ صَرِيحِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ أَوْ مُسْتَنْبَطًا

سو اسکا قول اس سے خالی نہین کہ یا تو صریح کتاب اللہ اور سنت سی ماخوذ ہوگا یا ان دونو

عَنْهُمَا بِنَحْوٍ مِنَ الْاِسْتِنْبَاطِ أَوْ عَرَفَ بِالْقَرَائِنِ أَنَّ الْحُكْمَ

سی کسیطرح کے استنباط کی ذریعہ سی مستنبط ہوگا یا اسنے بواسطہ قرائن کے جان لیا ہوگا کہ

فِي صُورَةٍ مَا مَنُوطٌ بِعِلَّةِ كَذَا وَاطْمَأَنَّ قَلْبُهُ بِتِلْكَ الْمَعْرِفَةِ

فلانے صورت مین حکم فلانے علۃ سے متعلق ہے اور اس معرفۃ پر اسکے خاطر جمع ہو گئے

فَقَاسَ غَيْرَ الْمَنْصُوصِ عَلَى الْمَنْصُوصِ فَكَأَنَّهُ يَقُولُ ظَنَنْتُ

ہوگی سو اوسنے غیر منصوص حکم کو منصوص پر قیاس کر لیا ہی پس گویا کہ یہ کہتا ہی مینے ٹھیک گمان کر لیا ہے

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كلما وجدت

کہ رسول الله صلے الله علیہ وسلم یہہ فرمایا ہے جب یہہ علت

هذه العلة فالحكم ثمه هكذا او المقيس منه مندرج فى

پائی جاوے تو وسجگہ یہہ حکم ہے اور مقیس اس عموم کے

هذا العموم فهذا ايضا معزو الى النبي صلى الله عليه

داخل ہے سو یہہ بہی نبی صلے الله علیہ وآلہ وسلم کیطرف

وآله وسلم ولكن في طريقه ظنون ولولا ذلك لما

منسوب ہی لیکن اوسکے اس راہ مین ظن ہے ظن ہی اور اگر ایسا نہوتا

قلد مومن لمجتهد فان بلغنا حديث من الرسول

تو کوئی مومن کسی مجتہد کا مقلد نہوتا پس اگر ہمکو رسول معصوم صلی الله علیہ وسلم کے

المعصوم الذي فرض الله علينا طاعته بسند

حدیث جس کی طاعت الله نے ہمپر فرض کی ہے صحیح سند سے

صالح يدل على خلاف مذهبه وتركنا حديثه

ایسی پہونچی کہ اوس فقیہ کے مذہب کے خلاف پر دلالت کرتی ہو اور ہم اوس حدیث کو ترک

واتبعنا ذلك التخمين فمن اظلم منا وما عذرنا يوم

کریں اور اس ظن اور تخمین سکے تابع رہین تو ہم سے بڑا ظالم کون ہے اور ہمارا عذر قیامت

يقوم الناس لرب العلمين باب اختلاف الناس

کے دن کیا ہوگا باب لوگون کے اختلاف کا

في الاخذ بهذه المذاهب الاربعة وما يجب عليهم

ان چارون مذہب کی تقلید مین اور اس سے انپر کیا واجب ہوجاتا ہے

من ذلك اعلم ان الناس في الاخذ بهذه المذاهب

سمجہہ لے کہ لوگ ان مذاہب کے تقلید کرنے مین

عَلیٰ اَربعۃِ منازلَ ولِکُلِّ قومٍ حدٌّ لا یجوزُ اَن یتعدّوہ

چار قسم پر ہین اور ہر قوم یعنے قسم کے لیے ایک حد معین ہے کہ اوس سے کسی کو بڑہنا جائز نہین ہے

اَحدُہا مرتبۃُ المجتہدِ المطلقِ المنتسبِ اِلیٰ صاحبِ مذہبٍ

ایک مرتبہ مجتہد مطلق کا ہے کہ ان مذاہب مین سے

مِّن تلکَ المذاہبِ وثانیہا مرتبۃُ المخرّجِ وہو المجتہدُ فی

کسی اہل مذاہب کیطرف منتسب ہوتا ہے اور دوسرا مخرج کا مرتبہ ہے اور وہ مجتہد

المذہبِ وثالثہا مرتبۃُ المتبحّرِ فی المذہبِ الذی حفظ

فے المذہب ہوتا ہے اور تیسرا متبحر فے المذہب کا مرتبہ ہے جو کہ

المذہبَ واتقنہ وہو یفتی بما اتقن وحفظ مِن مذہب

مذہب کو خوب محفوظ رکھتا ہے اور منضبط کر لیا ہے اور وہ اپنے انضباط اور اپنے اصحاب کے

اصحابہ ورابعہا المقلدُ الصرفُ الذی یستفتی علماءَ

حفظ مذہب کی موافق فتویٰ دیتا ہے اور چوتہا صرف مقلد ہے جو کہ مذاہب کے علمار سے فتویٰ

المذاہبِ ویعمل علیٰ فتواہم وکتبُ الفقہِ مشحونۃٌ بشروط

پوچھتا ہے اور اون کے فتوے پر عمل کرتا ہے اور فقہا کی کتابین

کلِّ منزلٍ واحکامہ الّا اَنّ مِن الناسِ مَن لا یمیّز بین

ہر مرتبہ کی شرطون اور احکام سے بہری ہین لیکن بعضے ایسی آدمی ہین کہ ان مراتب

المنازلِ فیتخبّط فی تلکَ الاحکامِ ویظنُّہا متناقضۃً فاردنا

مین تمیز نہین کرتے پہر وہ ان احکام مین خبطے بن جاتے ہین اور اون مراتب کو متناقض

اَن نجعلَ لکلِّ منزلٍ فصلاً ونشیرُ الیٰ احکامِ

گمان کرتے ہین سو ہمنے یہ ارادہ کیا ہے کہ ہر مرتبہ سے جدا گانہ فصل بنا دین اور ہر مرتبہ

کلِّ منزلٍ علیحدۃً فصلٌ فی المجتہدِ المطلقِ المنتسب

کے احکام کیطرف الگ الگ اشارہ کر دین فصل مجتہد مطلق منتسب کے حال مین

وقد قدمنا شرطه فلا نعيده وحاصل كل ذلك انه

اور اوس کے شرط ہم پہلے بیان کر چکے ہین سو اب نہین دوہراتے اون سب شرطون کا

الجامع بين علم الحديث والفقه المروي عن اصحابه

حاصل یہ ہے کہ مجتہد منتسب وہ ہے کہ جامع ہو علم حدیث اور فقہ مین اور اس کے اساتذہ سی مروی ہے

واصول الفقه كحال كبار العلماء من الشافعية وهم

اور اصول فقہ مین جیسے شافعی مذہب مین بڑے بڑے علماء کا حال تہا اور

وان كانوا كثيرين في انفسهم لكنهم اقلون بالنظر

اگرچہ یہ علماء اپنی گنتی مین بہت ہین پر اور مراتب کے نسبت بہت تہوڑی

الى منازل الاخر وحاصل صنيعهم استقرانا

ہین اور ان کے عمل درآمد کا حاصل ہماری تلاش کے موافق

من كلامهم ان تعرض المسائل المنقولة عن مالك

جو اون کے کلام سے ہوتی ہے یہہ ہے کہ مسائل کا پیش کرنا جو کہ امام مالک

والشافعي وابي حنيفة والثوري وغيرهم من المجتهدين

اور امام شافعی اور ابوحنیفہ اور ثوری وغیرہ مقبول مجتہدون سی منقول ہے

المقبولة ومذاهبهم وفتاواهم على موطا مالك

اور اون کے مذاہب اور فتوون کا پیش کرنا امام مالک کے موطا پر

والصحيحين ثم على احاديث الترمذي وابي داود فما

اور صحیحین یعنی مسلم اور بخاری پر تہا پہر اون کے بعد ترمذی کے اور ابوداود کے

مسئلة وافقها السنة نصا او اشارة اخذوا بها

حدیثون پر پہر جو مسئلہ سنت سی باعتبار نص کے یا اشارہ کے موافق نکلتا

وعولوا عليها واي مسئلة خالفتها السنة مخالفة

تو اوس کو لیتے اور اوس پر اعتماد کرتے اور جو مسئلہ سنت کی صریح خلاف ہوتا

صريحة ردوها وتركوا العمل بها واي مسئلة اختلفت

صحیح خلاف ہونا اوسکو رد کرتے اور اوسپر عمل ترک کرتے اور جس مسئلہ مین حدیثین

فيها الاحاديث والآثار اجتهدوا في تطبيق بعضها

اور آثار مختلف ہوتے تو اون کے تطبیق مین ایک کو ایک سے اجتہاد کرتے

ببعض اما يجعل المفسر قاضيا على المبهم وتنزيل كل

یا تو مفسر کو مبہم کا حکم ٹھہراتے تھے اور ہر حدیث

حديث على صورة او غير ذلك فان كانت من باب

کو ایک صورت پر قائم کرتے یا اور کچھ کرتے پس اگر مسئلہ مسنون ہوتے

السنن والآداب فلكل سنة وان كانت من باب الحلال

یا آداب ہو ہر ایک ہوتا تو وہ سب مسنون ہوتے اور اگر مسئلہ

والحرام او من باب القضاء واختلفت

حلت اور حرمت کا یا در باب قضا ہوتا اور اوس مین

فيها الصحابة والتابعون والمجتهدون جعلوها على

صحابہ اور تابعین اور مجتہد مختلف ہوتے تو اوسکو

قولين او على اقوال ولم ينكروا على احد فيما اخذ

دو قول پر یا ایسی قولون پر ٹھہراتے اور کسی پر اعتراض نہ کرتے تھے اسمین کہ

منها وراوا في الامر سعة اذا كان يشهد الحديث

اوس نے جو قول اختیار کر لیا اور اوس امر مین فراخی تجویز کرتے جبکہ حدیث اور

والآثار لكل جانب ثم استفرغوا جهدهم في معرفة

آثار ہر جانب کے شاہد ہوتے پھر وہ اپنی محنت کو اوسکے

الاولى والارجح اما بقوة الرواية او بعمل اكثر

اور اغلب کے دریافت مین خوب صرف کرتے وہ اولیت یا روایت کی قوت سے ہوتے یا اوسپر اکثر

الصحابة به او كونه مذهب جمهور المجتهدين او موافقا

صحابہ کے عمل کرنے سے یا اس سبب سے کہ جمہور مجتہدون کا مذہب ہوگیا یا قیاس سے

للقياس كفيا النظر أيه ثم عملوا بذلك الاقوى من غير نكير

اپنی نظر دون کے برابر موافق ہوگیا پھر اوسی اقوی پر عمل کرتے تھے کسیپر اعتراض نہین تہا

على احد ممن اخذ بالقول الاخر فان لم يجدوا في المسئلة

جسنے دوسرا قول یعنی مرجوح اختیار کرلیا پس اگر مسئلہ مین ان طبقون مین سے

حديثا من تينك الطبقتين اجالوا قداح نظرهم في شواهد

حدیث نہ پاتے تو اپنے فکر کے تیر دان کو تیسرے طبقہ کے اظاہر

اقوالهم من الطبقة الثالثة من كتب الحديث والى ما

اقوال مین حدیث کی کتابون سے اور جو دلیل اور علت اون کے

يفهم من كلامهم من الدليل والتعليل فاذا اطمأن

کلام سے مفہوم ہوتے اوسمین جولانی دیتے پھر کسی بات پر اگر اون کے خاطر

الخاطر بشيء اخذوا به فان لم يطمئن بشيء مما ذكروه

جمع ہوجاتے تو وہی اختیار کرتے اور اگر کسی بات پر اونکی مذکورات مین سے اطمینان نہ ہوتا

او اطمأن بغيره وكانت المسئلة مما يتمكن فيه اجتهاد

اور اس کے غیر پر اطمینان ہوجاتا اور وہ مسئلہ بھی اس قسم کا ہوتا جسمین مجتہد کے اجتہاد کا

المجتهد ولم يسبق فيه اجماع وقام عندهم الدليل الصريح

دخل ہوسکے اور اسمین اجماع نہوا ہو اور کوئی صریح دلیل اون کے عندیہ مین قائم ہوجاتی

قالوا به مستعينين بالله متوكلين عليه وهذا باب نادر

تو اوسکے قائل ہوجاتے مین اس حال مین کہ اللہ سے استعانت مانگتے اور اوسیپر توکل کرتے اور اس قسم کا مادہ نادر

الوقوع صعب المرتقى يجتنبون مزالقه اشد اجتناب و

الوقوع سخت چڑہائی کا ہے اوس کے پہسلن سے نہایت درجہ کا اجتناب کرتے تھے اور

إن لم يقم عندهم دليل صريح اتبعوا السواد الأعظم و

اگر اونکی عندیہ لین کوئی دلیل صریح قائم ہوتے تو انبوہ کثیر کا اتباع کرتے اور

أي مسئلة ليس فيها تصريح أو تعليل صحيح من السلف

جس مسئلہ مین سلف سے تصریح یا صحیح تعلیل نہوتے تو

استفرغوا الجهد في طلب نص وإشارة أو إيماء من الكتاب

کتاب و سنت کے نص یا اشارہ یا ایما کے طلب مین

والسنة أو أثر من الصحابة والتابعين فإن وجدوا قالوا

یا صحابہ اور تابعین کے اثر کے تلاش مین محنت خوب صرف کرتے پھر اگر اس مین سے کچھ ملگیا تو اوس کے

به وليس عندهم أن يقلدوا عالماً واحداً في كل ما قال

قائل ہو جاتے اور اونکی یہہ رائے نہین تھی کہ کسی ایک عالم کے جو وہ بیان کرے

اطمأنت به نفوسهم أولا وإن كنت في ريب مما ذكرنا

اوسکا اطمینان خاطر ہو یا نہو مقلد ہو جائے اور اگر تجھکو ہماری بیان مین شک ہو

فعليك بكتب البيهقي وكتاب معالم السنن وشرح السنة

تو تجھکو لازم ہے کہ بیہقی کی کتابین اور کتاب معالم السنن اور بغوی کی شرح سنۃ کا مطالعہ

للبغوي فهذا طريقة المحققين من فقهاء المحدثين

کری پس فقہا محدثین مین سے محققین کا یہہ طریقہ تہا

وقليل ما هم وهم غير الظاهرية من أهل الحديث الذين

اور ایسی لوگ بہت تہوڑی ہین اور یہ لوگ اہلحدیث مین سوا اون لوگوں کے جو کہ ظاہری ہین اور

لا يقولون بالقياس ولا الإجماع وغير المتقدمين من

قیاس کے قائل نہین ہے اور نہ اجماع کے اور متقدمین محدثین

أصحاب الحديث ممن لم يلتفتوا إلى أقوال المجتهدين

سے جو کہ مجتہدین کے اقوال کے طرف اصلاً توجہ نہین کرتے الگ ہین

أصلاً ولكنهم أشبه الناس بأصحاب الحديث لأنهم صنعوا
ولیکن یہہ لوگ اصحاب حدیث سی بہت مشابہ ہین کیونکہ انہون نے مجتہدین کے
في أقوال المجتهدين ما صنع أولئك في مسائل الصحابة و
اقوال مین وہی کیا ہے جو اون لوگون نے صحابہ اور تابعین کے مسائل مین کیا ہے
التابعين فصل في المجتهد في المذهب فيه مسائل مسئلة
یہہ فصل مجتہد فی المذہب کے حال مین اور اس مین کئی مسئلے ہین مسئلہ
اعلم أن الواجب على المجتهد في المذهب أن يحصل من
یاد رکھہ کہ مجتہد فی المذہب پر یہہ واجب ہے کہ سنن اور آثار مین سے
السنن والآثار ما يحترز به من مخالفة الحديث الصحيح
اتنی استعداد حاصل کرے کہ اوس کے ذریعہ سے صحیح حدیث اور سلف کے
واتفاق السلف ومن دلائل الفقه ما يقتدر به على معرفة
اتفاق کے مخالف سی بچ جاوی اور فقہی دلائل مین سے اتنی کہ اوسکی ذریعہ سی اپنے اساتذہ
مأخذ أصحابه في أقوالهم وهو معنى ما في الفتاوى
کے اقوال کے ماخذ کی معرفت پر قادر ہو جاوے اور یہی مراد ہے اور اس قول سے جو فتاوی
السراجية لا ينبغي لأحد أن يفتي إلا أن يعرف أقاويل
سراجیہ مین ہے یعنی کسیکو مناسب نہین کہ فتوی دیاکری مگر اوسوقت کہ علما کے اقاویل سے
العلماء ويعلم من أين قالوا ويعرف معاملات الناس فإن
واقف ہوجاوی اور یہ جانجاوی کہ وہ کہان سے کہتی ہین اور لوگون کی معاملات سی واقف ہوجاوی
عرف أقاويل العلماء ولم يعرف مذاهبهم فإن سئل
پس اگر علما کے اقاویل تو جان لیے اور اونکی مذاہب سی واقف نہوا پھر اگر اوس سے ایسا
عن مسئلة يعلم أن العلماء الذين ينتحل مذهبهم
مسئلہ پوچھین کہ یہہ جانتا ہو کہ اون علما نے جنکا اوسنے مذہب اختیار کر رکھا ہے

قد اتفقوا عليه فلا بأس بأن يقول هذا جائز وهذا لا يجوز

اس پر بیشک اتفاق کیا ہے تو کچھ ڈر نہیں ہے کہ یہہ کہدے یہہ جائز ہے اور یہہ نہین جائز ہے

ويكون قوله على سبيل الحكاية وان كانت مسئلة قد

اور اسکا یہہ قول بر سبیل حکایت ہوویگا اور اگر مسئلہ ایسا ہو کہ

اختلفوا فيها فلا بأس بأن يقول هذا جائز في قول فلان

علماء نے اسمین اختلاف کیا ہے تو کچھ ڈر نہین ہے کہ کہدے یہہ فلانے کے قول مین جائز ہے

وفي قول فلان لا يجوز وليس له ان يختار فيجيب بقول

اور فلانے کے قول مین جائز نہین ہے اور اسکو یہ اختیار جائز نہین ہے کہ ایجاب اختیار کرکے ارکسی ایک کے

بعضهم ما لم يعرف حجتهم وفي فصول العمادية في الفصل

قول کا جواب دیوے جب تک انکی حجت سے واقف نہو اور فصول عمادیہ کے پہلے فصل مین یہ ہے

الاول وان لم يكن من اهل الاجتهاد لا يحل له ان يفتي

اور اگر اجتہاد والا نہو تو اسکو یہ حلال نہین ہے کہ فتوے دیا کرے

الا بطريق الحكاية فيحكي ما يحفظ من اقوال الفقهاء وعن

ہان بطریق حکایت فتوی دی تو دے پس فقہاء کے اقوال مین جو رہتا ہو بیان کردے اور

ابي يوسف وزفر وعافية بن زيد انهم قالوا لا يحل

ابو یوسف اور زفر اور عافیہ بن زید سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے کسیکو حلال نہین

لاحد ان يفتي بقولنا ما لم يعلم من اين قلنا وفيها ايضا

ہے کہ ہمارے قول کا فتوی دیوی جب تک خبر نہو کہ ہمنے کہان سے کہا ہے اور فصول عمادیہ مین یہ بھی ہے

عن بعضهم قالوا لو ان الرجل حفظ جميع كتب اصحابنا لا بد

بعضون سے منقول ہے کہ کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص ہماری اصحاب کی کتابین یاد کرے تو بھی ضرور ہے

ان يتلمذ للفتوى حتى يهتدي اليه لان كثيرا من المسائل

کہ فتوی کیواسطے شاگردی کرے تاکہ فتوی دینا آجاوے اس لیے اکثر مسائل مین

اجابَ عنها اصحابنا علی عادة اهل بلدهم ومعاملاتهم
ہماری اصحاب نے لئیے شہر والون کی عادت اور معاملات کے موافق جواب دیا ہے
فینبغی لکل مفتی ان ینظر الی عادة اهل بلده وزمانه
سو ہر ایک مفتی کو مناسب ہے کہ اپنی شہر اور زمانہ کے لوگون کے عادت کو لحاظ کرے
فیما لا یخالف الشریعة فی عمدة الاحکام من المحیط فاما
جہان کہ شریعت کی مخالف نہین ہے محیط ہین سے عمدة الاحکام مین ہے پس رہے
اهل الاجتهاد من یکون عالما بالکتاب والسنة و
اہل اجتہاد سو وہ ہین جو کتاب اور سنت اور
الآثار ووجوه الفقه ومن الخانیة نقل عن بعضهم
آثار اور فقہ کی توجیہات کے عالم ہون اور خانیہ مین بعضون سے منقول ہے
لابد للاجتهاد من حفظ المبسوط ومعرفة الناسخ والمنسوخ
اجتہاد کیواسطے مبسوط کا یاد رکہنا اور ناسخ اور منسوخ
والمحکم والماول والعلم بعادات الناس وعرفهم فی
اور محکم اور ماول سے معرفت اور لوگون کے عادات اور عرف کی آگاہی ضرور ہے
السراجیة قیل ادنی الشروط للاجتهاد حفظ المبسوط
سراجیہ مین کہتے ہین کہ اجتہاد کی شرطون مین سے کم مبسوط یاد رکہنا ہے یہہ
ذکر هذه الروایات فی خزانة المفتین اقول هذه العبارات
روایات خزانة الروایات مین مذکور ہین مین کہتا ہون کہ ان عبارتون کے
معناها الفرق بین المفتی الذی هو صاحب تخریج وبین
معنے فرق کرنا اوس مفتی مین جو تخریج کرتا ہو اور اُس
المفتی الذی هو متبحر فی مذهب اصحابه یفتی علی سبیل
مفتی مین جو اپنی اساتذہ کے مذہب مین متبحر ہو کہ بسبیل حکایت فتوی

الحكاية لا على سبيل الاجتهاد مسئلة اعلم ان القاعدة

ديتا ہو بسبيل اجتہاد نہين مسئلہ سمجھے کہ فقہاء

عند محققي الفقهاء ان المسائل على اربعة اقسام قسم تقرر

محققين کے نزديک قاعدہ يہہ ہے کہ مسائل چار قسم پر ہين ايک قسم يہ کہ

في ظاهر المذهب وحكمه ان يقبلوه على كل حال وافقت

جو ظاہر مذہب مين ٹھہر گيا ہے اسکا حکم يہ ہے کہ بہر حال اوسکو قبول کرين اصول

الاصول او خالفت ولذلك ترى صاحب الهداية و

موافق ہو يا مخالف اور اسيواسطے مصنف ہدايہ وغيرہ کو تو ديکھتا

غيره لا يتكلفون بيان الفرق في مسائل التجنيس وقسم

ہے کہ تجنيس کے مسائل مين فرق تکلف سے بيان کرتے ہين اور ايک قسم

هو رواية شاذة عن ابي حنيفة رح وصاحبيه وحكمه

وہ ہے جو امام ابو حنيفہ ؒ اور صاحبين سے شاذ روايت ہے اسکا حکم يہہ ہے

ان لا يقبلوه الا اذا وافق الاصول وكم في الهداية و

کہ مسلم نہين مگر اوس صورت مين کہ اصول سے موافق ہو اور ہدايہ وغيرہ مين

نحوها من تصحيح لبعض الروايات الشاذة لحال الدليل

بعضے روايات شاذہ کے تصحيح دليل کے امداد سے بہت ہی اور

وقسم هو تخريج من المتاخرين اتفق عليه جمهور الاصحاب

ايک قسم متاخرين کے ايسی تخريج ہے کہ اوسپر جمہور اصحاب متفق ہين اسکا

وحكمه انهم يفتون به على كل حال وقسم هو تخريج

حکم يہ ہے کہ اسپر بہر حال فتوی ديتے ہين اور ايک قسم وہ جو متاخرين کے ايسے

منهم لم يتفق عليه جمهور الاصحاب وحكمه ان يعرضه

تخريج ہے کہ اوسپر جمہور اصحاب متفق نہين ہين اسکا حکم يہہ ہے کہ

الْمُفْتِي عَلَى الْاُصُولِ وَالنَّظَائِرِ مِنْ كَلَامِ السَّلَفِ فَاِنْ وَجَدَ لَا
مفتئے اوسکو اصول اور نظائر پسلف کے کلام مین سے مطابق کرے پھر اگر اوسکے

مُوَافِقًا لَهَا اَخَذَ بِهِ وَاِلَّا تَرَكَهُ فِي خِزَانَةِ الرِّوَايَاتِ نَقْلًا
موافق نکلے تو اختیار کرے نہین تو چھوڑ دے خزانة الروایات مین فقیہہ

عَنْ بُسْتَانِ الْفَقِيهِ اَبِي اللَّيْثِ فِي بَابِ الْاَخْذِ عَنِ الثِّقَاتِ
ابو اللیث کو بستان باب الاخذ عن الثقات مین سے منقول ہے

وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا سَمِعَ حَدِيثًا اَوْ سَمِعَ مَقَالَةً فَاِنْ لَمْ تَكُنِ الْقَائِلُ
اور اگر کسی شخص نے حدیث سنے یا کسیکا مقولہ سنا پس اگر قائل ثقہ نہین ہے

ثِقَةً فَلَا يَسَعُهُ اَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ اِلَّا اَنْ تَكُونَ قَوْلًا يُوَافِقُ
تو اسکو روا نہین ہے کہ اوسے تسلیم کرے ہان اگر وہ قول اصول کے

الْاُصُولَ فَيَجُوزُ الْعَمَلُ بِهِ وَاِلَّا فَلَا وَكَذَا لَوْ وَجَدَ حَدِيثًا مَكْتُوبًا
موافق ہو تو اوسپر عمل جائز ہے اور نہین تو جائز نہین اور ایسے ہی اگر اوسنے حدیث یا

اَوْ مَسْئَلَةً فَاِنْ كَانَ مُوَافِقًا لِلْاُصُولِ جَازَ اَنْ يَعْمَلَ
کوئی مسئلہ لکھا ہوا دیکھا تو وہ اگر اصول کے موافق ہو تو اوسپر عمل جائز

بِهِ وَاِلَّا فَلَا وَفِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ عَنْ اَبِي اللَّيْثِ قَالَ سُئِلَ اَبُو
ہے اور نہین تو جائز نہین اور بحر الرائق مین ابو اللیث سے ہے کہتا ہے

نَصْرٍ عَنْ مَسْئَلَةٍ وَرَدَتْ عَلَيْهِ مَا تَقُولُ رَحِمَكَ اللّٰهُ
ابو نصر سے ایک مسئلہ پوچھا کہ اوسپر پیش ہوا تھا کیا کہتے ہو خدا تمپر رحمت کرے

تَعَالَى وَقَعَتْ عِنْدَكَ كُتُبٌ اَرْبَعَةٌ كِتَابُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ
تمہارے پاس چار کتابین ہین ابراہیم بن رستم کے

رُسْتُمَ وَاَدَبُ الْقَاضِي عَنِ الْخَصَّافِ وَكِتَابُ الْمُجَرَّدِ وَكِتَابُ
کتاب اور خصاف کے آداب القاضی اور کتاب المجرد اور کتاب

النوادر من جهة هشام هل يجوز لنا ان نفتي منها اولا وهذه

النوادر ہشام کی جہۃ سے آیا ہمکو جائز ہے کہ ان کے موافق فتوی دیوین یا نہین اور یے

الكتب محمودة عندك فقال ما صح عن اصحابنا فذلك علم

کتابین تمہاری رای مین محمود ہین پس ابو نصر نے جواب دیا جو ہماری اساتذہ سی ثابت ہوچکا ہی سو علم

محبوب مرغوب فيه مرضي به واما الفتيا فاني لا ارى

محبوب اور مرغوب اور پسندیدہ ہی اور رہا فتوی دینا سو مین کسیکے حق مین جائز نہ

لاحد ان يفتي بشئ لا يفهمه ولا يحتمل اثقال الناس فان

نہین دیکھتا کہ ایسی بات کا فتوی دیوی جسکو نہین سمجھتا اور لوگون کا بوجھ نہ اٹھا دی پس اگر

كانت مسائل قد اشتهرت وظهرت وانجلت عن اصحابنا

وہ ایسی مسائل ہون کہ ہماری اساتذہ سے مشہور اور ظاہر اور واضح ہین

رجوت ان يسع لي الاعتماد عليها في النوازل مسئلة اعلم

تو امید ہے کہ حوادث مین اونپر اعتماد کی گنجایش ہو مسئلہ سمجھ لے

ان المسئلة اذا كانت ذات اختلاف بين ابي حنيفة و

کہ مسئلہ اگر فیما بین امام ابو حنیفہ رح اور صاحبین کے مختلف فیہ ہو

صاحبيه فحكمها ان المجتهد في المذهب يختار من اقوالهم ما هو

تو اوسکا یہ حکم ہے کہ مجتہد فی المذہب اون کے اقوال مین سے وہ اختیار کرے جسکی دلیل

اقوى دليلا واقيس تعليلا وارفق بالناس لذلك افتى جماعات

قوی اور علت قیاس کے موافق اور لوگون کے حق مین سہل ہو اور اسی لیے حنفیہ علماء

من علماء الحنفية على قول محمد رح في طهارة الماء المستعمل و

کی جماعات نے مستعمل پانی کی طہارت مین امام محمد رح کے قول پر فتوی

على قولهما في اول وقت العصر والعشاء وفي جواز المزارعة

دیا ہی اور عصر اور عشا کے اول وقت مین اور مزارعہ کے جواز مین شیخین کے قول پر فتوی دیا ہی

وكتبهم مشحونة بذلك لا يحتاج الى ايراد النقول وكذلك

اور انکی کتابین اسے بھری ہوئی ہین نقل بیان کرنیکی کچھہ حاجت نہین ہے اور یعنی یہ

الحال في مذهب الشافعي في المنهاج وغيره في الفرائض ان

حال امام شافعی کے مذہب مین ہے منہاج وغیرہ مین فرائض کے باب مین ہے کہ

اصل المذهب عدم توريث ذوي الارحام وقد افتى المتاخرون

اصل مذہب تو ذوی الارحام کے عدم توریث کا ہی اور بیشک متاخرین نے

عند عدم انتظام بيت المال بتوريثهم وقد نقل فقيه اليمن

بروقت غیر منتظم ہونے بیت المال کے انکی وراثت کا فتوی دیا ہے اور فقیہ یمن ابن زیاد نے

ابن زياد في فتاواه مسائل افتى المتاخرون فيها بخلاف

اپنے فتاوی مین ایسے بہت مسئلے ذکر کیے ہین کہ متاخرین نے مسائل مین بخلاف مذہب

المذهب منها اخراج الفلوس من الزكوة المفروضة من النقدين و

فتوی دیا ہی ایک یہہ کہ سونی چاندی اور اسباب تجارت کی زکوۃ مفروضہ مین سے فلوس کا ادا کرنا بلقینی نے

عروض التجارة افتى البلقيني بجوازه وقال اعتقد جوازه ولكنه

اوس کے جواز کا فتوی دیا ہی اور کہا ہے کہ مین اسکو جائز جانتا ہون پر یہہ

مخالف لمذهب الشافعي وتبع البلقيني في ذلك البخاري

شافعی مذہب کے خلاف ہی اور بلقینی اس مسئلہ مین بخاری کا تابع ہوا ہے

ومنها دفع الزكوة الى الاشراف العلويين افتى الامام فخر

اور انہین سے یہہ ہی کہ اشراف علویین کو زکوۃ کا دینا امام فخر الدین الرازی نے

الدين الرازي بجوازه في هذه الازمنة حين منعوا سهمهم

اسکے جواز کا اس زمانہ مین فتوی دیا ہے جب اونکا حصہ

من بيت المال فضيهم الفقر ومنها بيع النحل في الكوارات مع

بیت المال سے بند ہو گیا اور انکو حاجت نے پکڑ لیا اور ایک یہہ ہی کہ شہد کی مکھیو نکا محال مین مع غیرہ

ما فيها من شمع وغيره اجاب البلقيني بالجواز ونقل ابن زياد

کیسہ جو اوس مین ہوتا ہے بیچنا بلقینی نے اوس کے جواز کا جواب دیا ہے اور ابن زیاد نے

عن الامام ابن عجيل انه قال ثلث مسائل في الزكوة يفتى

امام ابن عجیل سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے زکوۃ کے تین مسئلے ہین کہ اونمین بخلاف

فيها بخلاف المذهب نقل الزكوة ودفع الزكوة الى واحد

مذہب فتویٰ ہوا ہے زکوۃ کا نقل کرنا اور زکوۃ ایک کو دینا اور

دفعها الى احد الاصناف اقول وعندي في ذلك راى وهو

سات قسم مین سے ایک قسم کو دینا مین کہتا ہون میرے نزدیک اسمین یہ رای ہے کہ

ان المفتي في المذهب الشافعي سواء كان مجتهدا في المذهب

شافعی مذہب کا مفتی برابر ہے کہ مجتہد فی المذہب ہو

او متبحرا فيه اذا احتاج في مسئلة الى غير مذهبه فعليه

یا متبحر فی المذہب اگر کسی مسئلہ مین اپنے خلاف مذہب کا حاجتمند ہوجاوے تو

بمذهب احمد رح فانه اجل اصحاب الشافعي رح علما وديانة

اوسکو امام احمد رحمہ اللہ علیہ کا مذہب لازم ہے کیونکہ وہ باعتبار علم اور دیانت کے اصحاب شافعی مین بہت جلیل القدر

ومذهبه عند التحقيق فرع لمذهب الشافعي ووجه من

ہے اوسکا مذہب حقیقت مین شافعی مذہب کی فرع ہے اور اوس سے

وجوهه والله اعلم فصل في المتبحر في المذهب وهو

اقسام مین سے ایک قسم ہے واللہ اعلم فصل متبحر فی المذہب کی حال مین اور وہ

الحافظ لكتب مذهبه وفيه مسائل مسئلة من شرطه

اپنے مذہب کے کتابون کا حافظ ہوتا ہے اور اوس مین کئی مسئلے ہین مسئلہ اسکے شرط

ان يكون صحيح الفهم عارفا بالعربية واساليب الكلام

یہ ہے کہ صحیح الفہم عربیت دان اور کلام کے اسلوب اور

مَرَاتِبَ التَّرجِيحِ مُتَفَطِّنًا لِمَعَانِي كَلَامِهِم لَا يَخفَى عَلَيهِ غَالِبًا

ترجیح کے مراتب سے آگاہ ہو اونکی کلام کی معانی کا زود فہم غالبا اوس پر

تَقيِيدُ مَا يَكُونُ مُطلَقًا فِي الظَّاهِرِ وَالمُرَادُ مِنهُ المُقَيَّدُ وَاِطلَاقُ

ظاہر مین مطلق ہونا اوراس سے مراد مطلق لینا اسپر پوشیدہ نرہے اور

مَا يَكُونُ مُقَيَّدًا فِي الظَّاهِرِ وَالمُرَادُ مِنهُ المُطلَقُ نَبَّهَ عَلَى ذٰلِكَ

مقید کا ظاہر مین مطلق ہونا اوراس سے مراد مطلق لینا اسپر پوشیدہ نرہے اسپر

ابنُ نُجَيمٍ فِي البَحرِ الرَّائِقِ وَيَجِبُ عَلَيهِ اَن لَا يُفتِيَ اِلَّا بِاَحَدِ

ابن نجیم نے بحرالرائق مین تنبیہ کی ہے اور اوسپر واجب ہی دو مین سے

وَجهَينِ اِمَّا اَن يَكُونَ عِندَهُ طَرِيقٌ صَحِيحٌ يَعتَمِدُ عَلَيهِ

بدون ایک وجہ کے فتوی ندیوی یا تواس کے عندیہ مین امام تک طریق صحیح معتمد علیہ قائم

اِلَى اِمَامِهِ اَو يَكُونَ المَسئَلَةُ فِي كِتَابٍ مَشهُورٍ تَدَاوَلَتهُ الاَيدِي

ہو یا وہ مسئلہ ایسی مشہور کتاب مین ہو جو دست بدست

فِي النَّهرِ الفَائِقِ فِي كِتَابِ القَضَاءِ طَرِيقُ نَقلِ المُفتِي

چلی آتے ہے نہرالفائق کے کتاب القضا مین ہے مفتی مقلد کے

المُقَلِّدِ عَنِ المُجتَهِدِ اَحَدُ اَمرَينِ اِمَّا اَن يَكُونَ لَهُ

نقل کا طریقہ مجتہد سے دو مین سے ایک امر ہے یا اوس کے پاس مجتہد تک

سَنَدٌ اِلَيهِ اَو يَأخُذَهُ مِن كِتَابٍ مَعرُوفٍ تَدَاوَلَتهُ الاَيدِي

سند ہو یا اوس مسئلہ کو ایسی مشہور کتاب مین سے لے جو دست بدست چلی آتے ہے

نَحوُ كُتُبِ مُحَمَّدِ بنِ الحَسَنِ وَنَحوِهَا مِنَ التَّصَانِيفِ المَشهُورَةِ

جیسے محمد بن الحسن کے کتابین اور اوسکے مثل اور مجتہدون کے مشہور

لِلمُجتَهِدِينَ لِاَنَّهُ بِمَنزِلَةِ الخَبَرِ المُتَوَاتِرِ اَوِ المَشهُورِ وَهٰكَذَا

تصانیف کیونکہ وہ کتابین بمنزلہ متواتر یا مشہور خبر کے مین اور ایسا ہی

ذكر الرازي فعلى هذا لو وجد بعض النسخ النوادر في زماننا
رازی نے ذکر کیا ہے اس تقدیر پر اگر اوس نے نوادر کا کوی نسخہ ہماری زمانہ مین پایا

لا يحل عزو ما فيها الى محمد ولا الى ابي يوسف لانها لم تشتهر
تو اوسکے مسائل کو امام محمد کیطرف منسوب کرنا حلال نہین ہے اور نہ ابی یوسف کیطرف کیونکہ وہ نسخہ

في عصرنا في ديارنا ولم تتداول نعم اذا وجد النقل عن النوادر
ہماری زمانہ مین ہماری دیار مین مشہور نہین ہی اور نہ دست بدست آیا ہی ہان اگر نوادر کے نقل مثلاً

مثلا في كتاب مشهور معروف كالهداية والمبسوط كان
کسی کتاب مشہور مین لکھا ہی جیسے ہدایہ اور مبسوط اب یہ

ذلك تعويلا على ذلك الكتاب انتهى وفي فتاوى القنية
بھروسہ اوس کتاب پہ ہوویگا انتہی اور فتاوی

في باب ما يتعلق بالمفتي ان ما يوجد من كلام رجل
قنیہ کے باب ما یتعلق بالمفتی مین یہ ہے کہ وہ کلام شخص کا

ومذهبه في كتاب معروف وقد تداولته النسخ فانه
اور اوسکا مذہب ایسی کتاب مشہور مین ملتا ہے کہ سب نسخون مین موجود ہے تو اب

جاز لمن نظر فيه ان يقول قال فلان او فلان كذا وان
اوس کتاب کے ناظر کو یہ کہنا جائز ہے فلانے نے یا فلانے نے ایسا کہا ہے اگر

لم يسمعه من احد نحو كتب محمد بن الحسن وموطا مالك
کسی سے بھی نہ سنا ہو جیسے محمد بن الحسن کے کتابین اور امام مالک کے موطا

ونحوها من كتب المصنفة في اصناف العلوم لان
اور ایسی ہی اور کتابین جو علوم کے اقسام مین تصنیف ہوئے ہین اس لیے کہ

وجود ذلك على هذا الوصف بمنزلة الخبر المتواتر و
اوس کلام کا اوس حال پہ ہونا بجای متواترہ خبر اور

الاستفاضة لا يحتاج مثله الى اسناد مسئلة اذا وجد
اور استفاضہ کی ہے ایسی کلام مین سند کی حاجت نہین ہے مسئلہ اگر

المتبحر في المذهب حديثا صحيحا يخالف مذهبه فهل له
متبحر نے المذہب کو صحیح حدیث اوسکی مذہب کے مخالف مل جاوے تو آیا اسکو جائز

ان يأخذ بالحديث ويترك مذهبه في تلك المسئلة
ہے کہ اس حدیث کو اختیار کری اور اس مسئلہ مین اپنا مذہب ترک کرے

في هذه المسئلة بحث طويل واطال فيها صاحب خزانة
اس مسئلہ مین بڑی بحث ہی اور اسمین خزانۃ الروایات کے مؤلف نے

الروايات نقلا عن دستور المسالكين فلنورد كلامه من
دستور المسالکین سے نقل کرکے طوالت دی ہے ہم اسکا کلام اوس سے نقل

ذلك بعينه فان قيل لو كان المقلد غير المجتهد عالما
مین سے بعینہ لاتے ہین اگر کوئی کہے کہ مقلد غیر مجتہد عالم

مستدل لا يعرف قواعد الاصول ومعاني النصوص و
استدلال کرنیوالا اصول کے قواعد اور نصوص اور اخبار کے معانی سے آگاہ ہو

الاخبار هل يجوز ان يعمل عليها وكيف يجوز وقد قيل
تو آیا اسکو جائز ہے کہ اونپر عمل کری اور کسطرح جائز ہے اور حال یہہ ہے

لا يجوز لغير المجتهد ان يعمل الا على روايات مذهبه و
کہ کہتے ہین کہ غیر مجتہد کو جائز نہین ہے کہ سوا روایات اپنے مذہب کے اور

فتاوى امامه ولا يشتغل بمعاني النصوص والاخبار و
فتوون اپنے امام کے عمل کرے اور نصوص اور اخبار کے معانی مین اور اونپر

العمل عليها كالعامي قيل هذا في العامي الصرف
عمل کرنے مین عامی کیطرح مشغول نہو جاوی کوئی جواب دیتا ہے کہ یہ ایسی عامی

الجاهل الذي لا يعرف معاني النصوص والاحاديث و

خالص عامی جاہل کے حق مین ہے کہ نصوص اور احادیث کے معانی اور

تأويلاتها اما العالم الذي يعرف النصوص والاخبار و

اونکی تاویلات نہین جانتا ہو وہ عالم جو نصوص اور اخبار کو سمجھتا ہے اور وہ

هو من اهل الدراية وثبت عنده صحتها من المحدثين او من

صاحب دانش ہے اور اوسکی عندیہ مین اون کی صحت محدثین سے یا اون کے

كتبهم الموثوقة المشهورة المتداولة يجوز له ان يعمل عليها

معتبر مشہور مروج کتابون سے ثابت ہو تو اوسکو انپر عمل کرنا جائز ہے

وان كان مخالفا لمذهبه يؤيده قول ابي حنيفة ومحمد

اگرچہ اون کے مذہب سے مخالف ہو امام ابو حنیفہ اور امام محمد

والشافعي واصحابه وقول صاحب الهداية في روضة العلماء

اور امام شافعی اور اونکے اصحاب کا قول اور صاحب ہدایہ کا قول جو روضۃ العلماء

الزندويستية في فضل الصحابة سئل عن ابي حنيفة رحمة الله عليه

الزندویستیہ فی فضل الصحابہ مین ہے اسکا مؤید ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا

اذا قلت قولا وكتاب الله يخالفه قال اتركوا قولي بكتاب الله

کہ آپ جو کہیں اور کتاب اللہ اوس کے مخالف ہو جواب دیا میرا قول کتاب اللہ کے مقابلہ

فقيل اذا كان خبر الرسول صلى الله عليه واله وسلم

مین ترک کرو اوسنے پھر پوچھا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر اوس کے

يخالفه قال اتركوا قولي بخبر رسول الله صلى الله عليه

مخالف ہو [illegible] میرا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر کے مقابلہ مین

وسلم فقيل اذا كان قول الصحابة يخالفه

[illegible] پھر پوچھا صحابہ کرام کا قول اوس سے مخالف ہو

قَالَ اُتْرُكُوا قَوْلِي بِقَوْلِ الصَّحَابَةِ وَفِي الْاِمْتَاعِ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ

جواب دیا میرا قول صحابہ کے قول کے مقابلہ مین ترک کرو اور امتاع مین بیہقی نے سنن

فِي السُّنَنِ عِنْدَ الْكَلَامِ عَلَى الْقِرَاءَةِ بِسَنَدِهٖ قَالَ قَالَ الشَّافِعِيُّ رح

مین جہان قرات اسنادی پر کلام کیا ہے روایت کرتا ہے کہتا ہے امام شافعی کہتے ہین

اِذَا قُلْتُ قَوْلًا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ

جب مین کوئی مسئلہ کہون اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری قول

خِلَافَ قَوْلِي فَمَا يَصِحُّ مِنْ حَدِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

کے خلاف فرمایا ہے تو جو مسئلہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سے ثابت

وَسَلَّمَ اَوْلٰى فَلَا تُقَلِّدُوْنِيْ وَنَقَلَ اِمَامُ الْحَرَمَيْنِ فِي نِهَايَةِ

ہوا ہے وہی اولے ہے بس میرے تقلید مت کرو اور امام الحرمین نے نہایہ مین

عَنِ الشَّافِعِيِّ رح اَنَّهٗ قَالَ اِذَا بَلَغَكُمْ خَبَرٌ صَحِيْحٌ يُخَالِفُ مَذْهَبِيْ

شافعی رح سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہین اگر تمکو صحیح خبر میرے مذہب سے مخالف ملجاوے

فَاتَّبِعُوْهُ وَاعْلَمُوْا اَنَّهٗ مَذْهَبِيْ وَقَدْ صَحَّ مَنْصُوْصًا اَنَّهٗ قَالَ اِذَا

تو اوسکے تابعداری کرو اور سمجھ لو کہ میرا مذہب یہی ہے اور صاف ثابت ہوچکا ہے کہ امام

بَلَغَكُمْ عَنِّيْ مَذْهَبٌ وَصَحَّ عِنْدَكُمْ خَبَرٌ عَلٰى مُخَالَفَتِهٖ فَاعْلَمُوْا اَنَّ

شافعی رح نے کہا اگر تمکو میری مذہب کا مسئلہ پہنچے اور تمہاری عندیہ مین کوئی حدیث اوسکی مقابل ثابت ہوجاوے تو

مَذْهَبِيْ مُوْجَبُ الْخَبَرِ وَرَوَى الْخَطِيْبُ بِاِسْنَادِهٖ اَنَّ

سمجھ لو کہ میرا مذہب حدیث کا مضمون ہے اور خطیب نے اپنی اسناد سے روایت کیا ہے کہ

الدَّارَكِيَّ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ كَانَ يُسْتَفْتٰى وَرُبَّمَا يُفْتِيْ بِغَيْرِ

دارکی جو شافعی فقیہ علماء مین سے ہے فتوی پوچھا جایا کرتا تھا اور بعضی دفعہ بخلاف

مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ رح وَاَبِيْ حَنِيْفَةَ رح فَيُقَالُ لَهٗ هٰذَا يُخَالِفُ

مذہب شافعی اور ابوحنیفہ کی فتوی دیدیتا پھر اوسے کہتے کہ یہ تو ان دونو

قولهما فيقول ويلكم حدثت فلان عن فلان عن النبي

کے قول کے خلاف ہے وہ کہتا تمہارا برا ہو فلانا فلانے سے وہ نبی

صلى الله عليه وآله وسلم هكذا والأخذ بالحديث أولى

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ہی بیان کرتا ہے اور حدیث کو اختیار کرنا

من الأخذ بقولهما إذا خالفاه وكذا يؤيد ما ذكر في

بہ نسبت اختیار کرنے اون کے قول کے جب وہ حدیث کی خلاف ہوں اولی ہیں اور ایسی ہی ہدایہ میں

الهداية في مسئلة صوم المحتجم لو احتجم وظن أن ذلك

محتجم کے صوم کے بابت مذکور ہے اوسکی تائید کرتا ہے اگر کسی نے پچھنے لگوائے اور گمان

يفطره ثم أكل متعمدا عليه القضاء والكفارة لأن الظن

کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر قصدا کھالیا تو اوسپر قضا اور کفارہ دونوں ہیں کیونکہ

ما استند إلى دليل شرعي إلا إذا أفتاه فقيه بالفساد

ظن وہی ٹھیک ہوتا ہے جسکے سند دلیل شرعی ہو مگر اوس صورت میں کوئی فقیہ اوسی کہدے کہ

لأن الفتوى دليل شرعي في حقه ولو بلغه الحديث و

روزہ ٹوٹ گیا اسلیے کہ اوسکے حق میں فتوی دلیل شرعی ہے اور اگر اسکو حدیث ملے اور اسپر

اعتمده فكذلك عن محمد لأن قول الرسول صلى الله عليه

اعتماد کیا تو بھی ایسا ہی امام محمد سے ہے اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

وآله وسلم لا ينزل عن قول المفتي في الكافي والحميدي

فرمودہ مفتی کے قول سے گھٹکر نہیں ہوتا کافی اور حمید میں ہے

أي لا يكون أدنى درجة من قول المفتي يصلح دليلا

یعنے مفتی کے قول سے کم درجہ کا نہیں ہوتا اور مفتی کا قول تو

شرعيا فقول الرسول صلى الله عليه وآله وسلم

شرعی دلیل ہوتا ہے تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمودہ

اولی وعن ابیوسف خلاف ذلک لان علی العامی الاقتداء

اولے ہے اور ابو یوسف رح سے اسکا خلاف مروی ہے اسواسطیکہ عامی پر فقہا ہے کا اقتداء

بالفقہاء لعدم الاھتداء فی حقہ الی معرفۃ الاحادیث و

لازم ہے کیونکہ اس کے حقمین حدیث کی معرفت کی راہ یابی نہین ہے اور

ان عرف تاویلہ تجب الکفارۃ وفی المناوی بالاتفاق و

اگر اوس کے معنی سمجھتا ہی تو اوسپر کفارہ واجب ہی اور مناوی مین ہے کہ یہ بالاتفاق ہے اور

اما الجواب عن قول ابیوسف ان للعامی الاقتداء بالفقہاء

رہا امام ابو یوسف کے قول کا جواب کہ عامی کو فقہا کے پیروی ہے

فمحمول علی العامی الصرف الجاھل الذی لا یعرف معنی

سو یہہ اوس عامی پر محمول ہے جو نرا ایسا جاہل ہو کہ حدیث کے معنے

الاحادیث وتاویلاتہا لانہ اشار الیہ بقولہ لعدم الاھتداء

اور اوسکی تاویلات نہین جانتا اسوسطے کہ یہ اشارہ کردیا کہ اس کے حقمین

ای فی حقہ الی معرفۃ الاحادیث وکذا قولہ وان عرف

معرفت احادیث کی راہ یابی نہین ہے اور ایسا ہی ابو یوسف کا قول اور اگر عامی

العامی تاویلہ تجب الکفارۃ یشیر الی ان المراد من العامی

حدیث کے معنے جانتاہے تو اوسپر کفارہ ہے اسقول کا بھی اشارہ ہے کہ عامی سے مراد

غیر العالم وفی الحمیدی العامی منسوب الی العامۃ وھم

جاہل ہے اور حمیدی مین ہے کہ عامی عوام کیطرف منسوب ہوتا ہے اور وہ

الجہال فعلم من ھذہ الاشارات ان مراد ابی یوسف رح ایضا

جہال ہوتے ہین پس ان اشارات سے معلوم ہوا کہ ابو یوسف کی مراد بھی

من العامی الجاھل الذی لا یعرف معنی النص وتاویلہ

عامی سے وہ جاہل ہے جو نص کے معنے اور تاویل نہین جانتا ہے

فيما ذكر من قول ابي حنيفة والشافعي ومحمد حينئذ فعمّ قول

ابوحنیفہ اور شافعی اور محمد کا قول جو مذکور ہوا اوس ہی اس قائل کا قول

القائل يجب العمل بالرواية بخلاف النص انتهى ما نقلناه

کہ نص کے خلاف روایت پر عمل واجب ہے دفع ہوا خزانۃ الروایات

من خزانة الروايات وفي المسئلة قول آخر وهو انه اذا

مین سے جو ہمنے نقل کیا تھا تمام ہوا اور مسئلہ مین ایک اور قول ہے اور وہ یہ ہی جس صورت

لم يجمع آلات الاجتهاد لا يجوز له العمل على الحديث بخلاف

مین اسکو اجتہاد کا مادہ جمع نہووی تو اوسکو حدیث پر اپنے مذہب کے خلاف عمل جائز نہین ہے

مذهبه لانه لا يدري انه منسوخ او ماول او محكم

کیونکہ اسکو کیا معلوم کہ یہ حدیث منسوخ یا ماول یا محکم

محمول على ظاهره ومال الى هذا القول ابن الحاجب في

اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اسے قول کیطرف ابن الحاجب اپنے

مختصره وتابعوه ورد بانه ان اراد عدم التيقن بنفي هذه

مختصر مین اور اوسکے شاگرد مائل ہوئے ہین اور یہ قول اسطور رد کیا گیا ہی کہ اگر ان احتمالات کی نفی کا

الاحتمالات فالمجتهد ايضا لا يحصل له اليقين بذلك

عدم التیقن مراد ہی تو اسکا یقین تو مجتہد کو بھی حاصل نہین ہوتا وہ تو

وانما يبني اكثر امره على غالب الظن وان اراد انه لا

اپنے اکثر مسائل غالب ظن پر بیٹھے کیا کرتا ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ وہ شخص عہ

عہ تبحر فی المذہب

يدري ذلك بغالب الرأي معناه في صورة النزاع لان

اسکو بغالب رای نہین جانتا تو اسکو نزاع کیصورت مین نہین مانتے کیونکہ

المتبحر في المذهب المتتبع لكتب القوم الحافظ من الحديث

متبحر فی المذہب کو کہ قوم کے کتب کو ڈھونڈھتا پھرتا رہے حدیث

والفقه بجملة صالحة كثيرًا ما يحصل له غالب الظن بأن

اور فقہ میں سے مقدار شایستہ کا حافظ ہو اکثر اوقات یہ بات ظن غالب حاصل ہو جاتی ہے کہ

الحديث غير منسوخ ولا مأول بتاويل يجب القول به

حدیث منسوخ نہیں ہے اور نہ ایسی ماول جسکے تاویل کا قائل ہونا واجب ہووے اور

وإنما البحث فيما حصل له ذلك والمختار ههنا هو قول ثالث

بحث تو اوس صورت میں ہے کہ اسکو یہ ملکہ حاصل ہووے اور یہاں پسندیدہ تیسرا قول ہے

وهو ما اختاره ابن الصلاح وتبعه النووي وصححه قال

وہ جو ابن الصلاح نے اختیار کیا ہے اور نووی اسکا تابع ہوا ہے اور اسکو صحیح قرار دیا ہے

ابن الصلاح من وجد من الشافعية حديثا يخالف

ابن الصلاح کہتا ہے شافعیوں میں سے جسکو حدیث اسکے مذہب کی

مذهبه نظر إن كملت له آلة الاجتهاد مطلقا أو في

برخلاف ملے تو یہ دیکھے اگر اسکو اجتہاد مطلق کا مایہ کامل ہو گیا ہے یا

ذلك الباب أو المسئلة كان له الاستقلال بالعمل به وإن

اوسی خاص باب اور مسئلہ میں تو اوسکو عمل بالاستقلال اوسپر روا ہوگا اور اگر

لم يكمل وشق مخالفة الحديث بعد أن بحث فلم يجد

مایہ کامل نہیں ہوا اور حدیث کی مخالفت دشوار گذرتی ہو بحث کے بعد بھی اوسکے

لمخالفته جوابا شافيا عنه فله العمل به إن كان عمل به

مخالفت کا جواب شافی نہیں ملتا تو اسکو عمل اوسپر روا ہی بشرطیکہ بجز

إمام مستقل غير الشافعي رح ويكون هذا عذرا في ترك

شافعی کے کسی مستقل امام نے اوسپر عمل کیا ہو اور اسکیواسطے اپنے امام کا

مذهب إمامه ههنا وحسنه النووي وقرره مسئلة

مذہب ترک کرنے میں یہاں یہ عذر ہو جائیگا اور اسکو نووی نے حسن کہا ہے اور قائم کیا ہے مسئلہ

إِذَا أَرَادَ الْمُتَبَحِّرُ فِي الْمَذْهَبِ أَنْ يَعْمَلَ فِي مَسْئَلَةٍ بِخِلَافِ

اگر ایک متبحر نے المذہب یہہ ارادہ کرے کہ کسی مسئلہ مین اپنے امام کے

مَذْهَبِ إِمَامِهِ مُقَلِّدًا فِيهَا لِإِمَامٍ آخَرَ هَلْ يَجُوزُ لَهُ ذٰلِكَ

مذہب کے خلاف کسی اور امام کا مقلد ہوکر عمل کری آیا یہہ اسکو جائز ہے اسمین

اخْتَلَفُوا فِيهِ فَمَنَعَهُ الْغَزَالِيُّ وَشِرْذِمَةٌ وَهُوَ قَوْلٌ ضَعِيفٌ

علما نے اختلاف کیا ہی سو امام غزالی اور ایک گروہ نے منع کیا ہی اور یہہ قول جمہور کے

عِنْدَ الْجُمْهُورِ لِأَنَّ مَبْنَاهُ عَلَى أَنَّ الْإِنْسَانَ يَجِبُ عَلَيْهِ

نزدیک ضعیف ہی کیونکہ اسکے اصل یہ ہے کہ انسان پر واجب ہی

أَنْ يَأْخُذَ بِالدَّلِيلِ فَإِذَا فَاتَ ذٰلِكَ لِجَهْلِهِ بِالدَّلَائِلِ

کہ دلیل کے ذریعہ سے اختیار کرے پہر جب وہ دلیل سے دلائل کے جہالت کے سبب ہی فوت ہوگئے

أَقَمْنَا اعْتِقَادَ أَفْضَلِيَّةِ إِمَامِهِ مَقَامَ الدَّلِيلِ فَلَا يَجُوزُ

تو ہمنے اوسکی امام کے فضیلت کا اعتقاد دلیل کے قایم مقام کردیا سو اوسکو

لَهُ أَنْ يَخْرُجَ مِنْ مَذْهَبِهِ كَمَا لَا يَجُوزُ لَهُ أَنْ يُخَالِفَ

اپنے امام کے مذہب سے نکلنا جائز نہین ہے جیسا کہ اسکو جائز نہین کہ شرعی

الدَّلِيلَ الشَّرْعِيَّ وَرُدَّ بِأَنَّ اعْتِقَادَ أَفْضَلِيَّةِ الْإِمَامِ

دلیل کے مخالفت کرے اور یہہ قول اسطور رد کیا گیا ہے کہ امام کے مطلق افضلیت کا اعتقاد

عَلَى سَائِرِ الْأَئِمَّةِ مُطْلَقًا غَيْرُ لَازِمٍ فِي صِحَّةِ التَّقْلِيدِ

تمام ائمہ پر صحت تقلید کے باب مین بالاجماع لازم نہین

إِجْمَاعًا لِأَنَّ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِينَ كَانُوا يَعْتَقِدُونَ أَنَّ

ہے اسواسطے کہ صحابہ اور تابعین یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ

خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ رَضِ وَكَانُوا يُقَلِّدُونَ فِي كَثِيرٍ

اس امت مین افضل اول ابوبکر رضہ ہی پہر عمر رضہ اور انکا یہ حال تہا کہ بہت

من المسائل غيرهما بخلاف قولهما ولم ينكر على ذلك احد

مسائل مین اونکی قول کے برخلاف اوروں کی تقلید کرتے تھے اور کسی نے کسی پر اعتراض نہین کیا

فكان اجماعا على ما قلناه واما افضلية قوله في هذه المسئلة

سو ہماری قول پر اجماع ہو گیا اور وہی فضلیت اوسکی امام کے قول کی اس مسئلہ مین

فلا سبيل الى معرفتها للمقلد الصرف فلا يجوز ان يكون

سو اسکی پہچان کی راہ مقلد صرف کو کوئی نہین ہے پس تقلید کی یہ

شرطا للتقليد اذ يلزم منه ان لا يصح تقليد جمهور المقلدين

شرط ٹھیرانے جائز نہین ہے اسواسطے کہ لازم آتا ہے کہ جمہور مقلدین کے تقلید جائز نہووی

ولو سلم ففي مسئلتنا هذه هذا عليكم لا لكم لان كثيرا

اور اگر فرض کیا جاوی تو ہماری اس مسئلہ مین یہ تمکو مضر ہے مفید نہین ہے اس لیے کہ اکثر

ما يطلع على حديث يخالف مذهب امامه او يجد قياسا

اوقات کبھی حدیث معلوم ہو جاتی ہے کہ اوسکی امام کے مذہب کی مخالف ہوتی ہے یا قیاس قوی

قويا يخالف مذهبه فيعتقد الافضلية في تلك المسئلة

ہاتھ آجاوی کہ اوسکی مذہب کے خلاف ہوتا ہے پھر وہ اس مسئلہ مین اوروں کی افضلیت کا معتقد ہو جاتا ہے

لغيره وذهب الاكثرون الى جوازه منهم الآمدي وابن

اور اکثر علما اسکو جائز کہتے ہین اونہین سے آمدی ہے اور ابن

الحاجب وابن الهمام والنووي واتباعه كابن حجر والرملي

الحاجب اور ابن الہمام اور نووی اور اوسکی اتباع جیسے ابن حجر اور رملی

وجماعات من الحنابلة والمالكية ممن يفضي ذكر اسمائهم

اور حنبلیون مین کا اور مالکیون مین کا ایک ایک گروہ اتنے کہ اونکی نامون کے ذکر سے

الى التطويل وهو الذي نعتقد عليه الاتفاق من مفتي

تطویل ہوتی ہے اور یہ وہ مسئلہ ہے جسپر چاروں مذاہب کے متاخر مفتیون کا

الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ مِنَ الْمُتَأَخِّرِيْنَ وَاسْتَخْرَجُوْهُ مِنْ كَلَامِ أَوَائِلِهِمْ

انفاق منعقد ہوچکا ہے اور اسکو اوائل کے کلام میں سے استخراج کیا ہے

وَلَهُمْ رَسَائِلُ مُسْتَقِلَّةٌ فِيْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ إِلَّا أَنَّهُمْ اخْتَلَفُوْا

اور اس مسئلہ مین انکے مستقل رسالے ہین اتنا ہی کہ جواز کے

فِيْ شَرْطِ جَوَازِهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ لَا يَرْجِعُ فِيْمَا قَلَّدَ اتِّفَاقًا فَسَّرَهُ ابْنُ

شرطون مین اختلاف کیا ہے سو اونمین سے بعضے یہہ کہتے ہین کہ بالاجماع اپنی تقلید سے رجوع نکرے اسکو

الْهُمَامِ فَقَالَ أَيْ عَمِلَ بِهِ وَاخْتَلَفَ الشُّرَّاحُ فِيْ مَعْنٰى هٰذِهِ

ابن ہمام نے تفسیر کیا ہے پس یہ کہا ہے یعنے اوسپر عمل کرے اور شارحون نے عمل کے معنون مین اختلاف

الْكَلِمَةِ فَقِيْلَ فِيْمَا عَمِلَ بِهِ بِخُصُوْصِهِ بِأَنْ يَقْضِيَ تِلْكَ الصَّلٰوةَ

کیا ہے سو کوئی کہتا ہے بالخصوص اوسیکے مسئلہ مین عمل کرے اسطور کہ اوس نماز

الْوَاقِعَةَ عَلَى الْمَذْهَبِ الْأَوَّلِ مَثَلًا وَهُوَ الصَّحِيْحُ الَّذِيْ لَا يَتَّجِهُ

معین کو مثلاً پہلے ہی مذہب پر قضا کرے اور یہی اور ایسا صحیح ہے کہ تحقیق کے

غَيْرُهُ عِنْدَ التَّحْقِيْقِ وَقِيْلَ بِجِنْسِهِ وَرُدَّ بِأَنَّهُ لَيْسَ اتِّفَاقِيًّا بَلْ

وقت کچھہ اور ظاہر نہین ہوتا اور کوئی کہتا ہے اوس قسم کے مسائل مین عمل کرے اور یہ رد کیا گیا ہے کہ یہ اجماعی امر نہین ہے

الْأَكْثَرُ مَا رُوِيَ عَنِ السَّلَفِ هُوَ الْعَمَلُ بِخِلَافِ الْمَذْهَبِ فِيْمَا

بلکہ سلف سے اکثر روایت یہہ ہین کہ وہ مذہب کے خلاف ہی پر عمل کرنا ہے جہان کہ

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ لَا يَلْتَقِطُ الرُّخَصَ فَقِيْلَ يَعْنِيْ

وہ عمل کرچکے ہین اور انمین سے بعضے کہتے ہین رخصتون کو چن نلیوے کوئی کہتا ہے حضرت کی

مَا سَهُلَ عَلَيْهِ وَرُدَّ بِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

معنے یہ یعنی جو اوسپر آسان ہو اور یہہ اسطور رد کیا گیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

كَانَ إِذَا خُيِّرَ اخْتَارَ أَهْوَنَ الْأَمْرَيْنِ مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا وَقِيْلَ

جب اختیار رہتا تھا تو دو نو شق مین آسان کو اختیار کرلیتے تہے جبکہ وہ آسان گناہ نہو اور کوئی یہہ کہتا ہے

ما لا يقويه الدليل بل الدليل الصحيح الصريح قائم بخلافه مثل

کو دلیل اوس کے تقویت نکرتے ہو بلکہ صحیح کھ دلیل اوسکی خلاف پر قائم ہو جیسے

المتعة والصرف وهذا وجه وجيه وجدت في كتاب التخليص

متعۃ النسا اور بیع صرف اور یہ قوی وجہہ ہے مین نے کتاب التخلیص کے کتاب النکاح

تخريج احاديث الرافعي للحافظ ابن حجر العسقلاني في كتاب

مین پایا ہے جہان رافعی نے حافظ ابن حجر عسقلانی کے احادیث کی تخریج کے ہے

النكاح منه نقلا عن الحاكم في كتاب علوم الحديث باسناده

حاکم سے کتاب علوم الحدیث مین نقل کرکر کہ اون کے اسناد

الى الاوزاعي قال يجتنب او يترك من قول اهل الحجاز

اوزاعی کیطرف ہو کہا ہے اہل حجاز کے پانچ قول سے اجتنات کیا جاوے یا ترک کیے

خمس ومن قول اهل العراق خمس من اقوال اهل الحجاز استماع

جاوین اور اہل عراق کے پانچ قول اہل حجاز کے سو قول مین ملا ہے

الملاهي والمتعة واتيان النساء في ادبارهن والصرف

کا سننا اور متعہ اور عورتون کی پس پشت جماع کرنا اور بیع صرف

والجمع بين الصلوتين بغير عذر ومن قول اهل العراق شرب

اور بلا عذر دو نمازون کو جمع کردینا اور اہل عراق کے یہ قول ہین نبیذ

النبيذ وتاخير العصر حتى يكون ظل الشيء اربعة امثاله

کا پینا اور عصر کے اتنی تاخیر کرنے کا سایہ چوگنا ہوجاوے

ولا جمعة الا في سبعة امصار والفرار من الزحف والاكل بعد

اور سوای سات شہرون کے جمعہ نہین ہو اور لڑائی مین سے بھاگ جانا اور رمضان مین

الفجر في رمضان ثم قال ابن حجر وروى عبد الرزاق عن

فجر کے بعد کھانا پھر ابن حجر کہتا ہے اور عبد الرزاق معمر سے

مَعْمَرٌ لَوْ اَنَّ رَجُلًا اَخَذَ بِقَوْلِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فِيْ اِسْمَاعِ الْغِنَاءِ
روایت کرتا ہے اگر کوئی شخص غنا کے سننے مین — اور عورتون کے ادبار مین

وَاِتْيَانِ النِّسَاءِ فِيْ اَدْبَارِهِنَّ وَبِقَوْلِ اَهْلِ مَكَّةَ فِي الْمُتْعَةِ وَ
جماع کرنے مین — اہل مدینہ کا قول اور متعہ مین — اور بیع صرف مین

الصَّرْفِ وَبِقَوْلِ اَهْلِ الْكُوْفَةِ فِي الْمُسْكِرِ كَانَ شَرَّ عِبَادِ اللهِ وَمِنْهُمْ
اہل مکہ کا قول اور نشے مین اہل کوفہ کا قول اخذ کرے تو وہ اللہ کے بندون مین بڑا بدہی اور انہین سے بعضے

مَنْ قَالَ لَا يُلَفِّقُ بِحَيْثُ يَتَرَكَّبُ حَقِيْقَةٌ مُمْتَنِعَةٌ عِنْدَ الْاِمَامَيْنِ
خصوصا بعضے کہتے ہین کہ تلفیق نکرے بطور کہ دونون امامون کے نزدیک محال حقیقت مرکب بن جاوی

قِيْلَ الْمَمْنُوْعُ اَنْ يَتَرَكَّبَ حَقِيْقَةٌ مُمْتَنِعَةٌ فِيْ مَسْئَلَةٍ وَاحِدَةٍ
کوئی کہتا ہے ممنوع یہ ہے کہ ایک مسئلہ مین حقیقت محال مرکب ہو جاوی

مِثْلُ الْوُضُوْءِ بِلَا تَرْتِيْبٍ ثُمَّ خَرَجَ مِنْهُ الدَّمُ السَّائِلُ لَا فِيْ
جیسے بلا ترتیب وضو کیا پھر اوسمین خون جاری نکل آیا — دو

مَسْئَلَتَيْنِ كَمَا اِذَا طَهُرَ الثَّوْبُ بِمَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ وَصَلّٰى
مسئلون مین نہین جیسے امام شافعی کے مذہب موافق تو کپڑا پاک ہو — اور — امام

بِمَذْهَبِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَيَتَّجِهُ اَنْ يُّقَالَ فِيْهِ بَحْثٌ لِاَنَّهُ اِنْ كَانَ
ابو حنیفہ کے مذہب موافق نماز پڑھے اور یہ بات رہتی ہے کہ کوئی کہے اسمین بحث ہے اسلیے کہ اگر

الْمَقْصُوْدُ مِنْ هٰذَا الْقَيْدِ اَنْ لَّا يَخْرُجَ مَجْمُوْعُ مَا انْتَحَلَهُ مِنَ
اس قید سے مقصود یہ ہے کہ ان مجموعہ جو اوسنے چاہا ہے متفق علیہ مین سے نہ

الْاِتِّفَاقِ فَهُوَ حَاصِلٌ فِيْ مَسْئَلَتَيْنِ اَيْضًا وَاِنْ كَانَ الْمَقْصُوْدُ
نکل جاوی تو یہ بات دو مسئلون مین بھی موجود ہے اور اگر یہ مقصود ہے کہ

اَنْ لَّا يَخْرُجَ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ وَحْدَهَا مِنَ الْاِجْمَاعِ فَيَكْفِيْ عَنْهُ
یہ اکیلا مسئلہ اجماع مین سے نہ نکل جاوی تو اسمین یہ ہی شرط

الدليل او كثرة من عمل به في السلف او كونه احوط او كونه

دلیل مین ہے یا سلف مین اوسکی عاملون کے کثرت سے یا اوسمین کسی ایسی دشواری سے مخلصی ہو

تفصيًا من مضيق لا يمكن له الطاعة معه لقوله صلى الله

کہ اوس دشواری کے ساتھہ اوسے اطاعت ممکن نہو اس لیے کہ حضرت صلی الله

عليه وآله وسلم اذا امرتكم بامر فأتوا منه ما استطعتم ونحو

علیہ وآلہ وسلم کا فرمودہ ہے جب مین تمکو کچھہ امر کردن سو اوسمین سے جتنا ہو سکے سو کرو اور

ذلك من المعاني المعتبرة في الشرع لا مجرد الهوى وطلب الدنيا

ایسی ہی اور شرع کے معتبر معانی وہ خواہش خاطر صرف ہوا وہوس اور دنیا کے طلب سے نہو

وفي الوجوب شرط ان يتعلق به حق لغيره فينقض القاضي

اور وجوب کیواسطے یہہ شرط ہے کہ اوس سے غیر کا حق متعلق ہو پس قاضی اپنی مذہب کی خلاف

بخلاف مذهبه في خزانة الروايات في كشف القناع واذا قلد فقيها

فیصلہ کردے خزانۃ الروایات مین کشف القناع مین سے ہے اور اگر کسی مسئلہ مین کسی فقیہ کی تقلید کرے

في شيء هل يجوز له ان يرجع عنه الى فقيه آخر المسئلة

تو آیا اوسکو جائز ہے کہ اوسی اور فقیہ کیطرف رجوع کرے یہہ مسئلہ

على وجهين احدهما ان لا يكون التزم مذهبا معينا كمذهب

دو طرح پر ہے ایک تو یہ کہ ایسا نہو کہ اوسنے ایکمعین مذہب لازم کرلیا ہو جیسی

ابي حنيفة والشافعي وغيرهما والثاني التزم فقال اني

ابوحنیفہ اور شافعی وغیرہ کا مذہب اور دوسرا یہ کہ لازم کرلیا ہو اور کہتا ہو کہ مین

ملتزم متبع ففي الوجه الاول قال ابن الحاجب لا يرجع بعد

لازم کرنیوالا متبع ہون پس پہلے صورت مین ابن الحاجب کہتا ہی کہ تقلید کے بعد

تقليده فيما قلد اتفاقا وفي حكم آخر المختار الجواز لقوله تعالى

جس مسئلہ مین تقلید کرچکا ہی بالاتفاق رجوع نکرے اور دوسرے مسئلہ مین جواز ہی مختار ہی بدلیل اس آیت کے

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون فالقول بوجوب

پوچھہ لو یاد رکھنے والون سے اگر تم نہین جانتے پس رجوع کی وجوب کا قائل ہونا

الرجوع الی من قلد اولا فی مسئلة یکون تقیید النص وهو

اوس فقیہ کیطرف جسکا پہلی ایک مسئلہ مین مقلد ہو چکا ہی نص کا مقید کر دینا ہو جایگا اور بعض کرنا یہ

یجری مجری النسخ علی ما تقرر فی الاصول وبقوله صلی الله علیه

امر قائم مقام نسخ کے ہے چنانچہ اصول مین ٹہر چکا ہے اور بدلیل

وآله وسلم اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم

اس حدیث کے میرے اصحاب ستارونکی مانند ہین جسکا اقتدا کروگے ہدایت پاوگے

وان العوام فی السلف کانوا یستفتون الفقهاء من غیر

اور سلف کی زمانہ مین عوام لوگ فقہا سے بدون رجوع کے

رجوع الی معین من غیر انکار فحل محل الاجماع علی الجواز

کسی معین کیطرف فتوی لیتے تھے جسپہ اعتراض نہین تہا پس اجماع کا محل جواز پر ہو گیا

کذا فی شرح ابن الحاجب واما الجواب فی الوجه الثانی وهو

یہ ابن حاجب کی شرح مین ہے اور رہا جواب دوسری وجہ مین کہ

ما اذا التزم مذهبا معینا کابی حنیفة والشافعی فقد اشار

یہ ہے کہ کسی مذہب معین کو جیسے حنفی اور شافعی لازم کرلے سو

ابن الحاجب الی الاختلاف فی ذلك اختلاف مذهبه و

ابن الحاجب نے اس وجہ مین اختلاف کیطرف منجملہ اختلاف اپنے مذہب کے

اشار انه اختلف العلماء فی ذلك علی ثلاثة اقاویل

اشارہ کیا ہے اور یہ اشارہ کہ علما کے اس باب مین مختلف تین قول ہین

فقیل لا یجوز مطلقا وقیل یجوز مطلقا والقول الثالث

پس کوئی کہتا ہی مطلقاً جائز نہین ہے اور کوئی کہتا ہے مطلقاً جائز ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ

ان الحكم في هذا الوجه الوجه الاول سواء فلا يجوز ان يرجع

کہ وجہ کا حکم اور پہلی وجہ کا یکسان ہے سو اوس مذہب سے رجوع کرنا

عنه بعد تقليده فيما قلد اي عمل به ويجوز في غيره وفي عمدة

تقلید کے بعد جس مسئلہ مین تقلید کر چکا یعنی اوسپر عمل کر لیا ہے جائز نہین ہے اور اور مسئلہ مین جائز ہے اور

الاحكام من الفتاوى الصوفية سئل عن يوم عيد الفطر انا نرى

فتاوی صوفیہ مین سے عمدۃ الاحکام مین ہے روز عید الفطر کے حال سے پوچھا کہ ہم بعضے

بعض الناس يتطوعون في الجامع عند الزوال فنمنعهم عن

آدمیون کو دیکھتے ہین کہ وہ جامع مسجد مین زوال کے وقت نفلین پڑھتے ہین سو ہم

ذلك ونخبرهم عن ورود النهي عن الصلوة في الاوقات الثلثة

انکو اس سے منع کرتے ہین اور انکو سناتے ہین کہ تین وقت مین نماز کے ممانعت آئی ہے

قال اما المنع فلا لكيلا يدخل تحت قوله تعالى ارايت الذي

جواب دیا ممانعت تو نہین چاہیے تاکہ اس آیت کے مضمون مین نہ آجاوے تو نے دیکھا وہ جو

ينهى عبدا اذا صلى ولا نتيقن وقت الزوال بل عسى ان يكون

منع کرتا ہے ایک بندہ کو جو نماز پڑھتا ہے اور یہ یقین نہین ہے کہ زوال ہی کا وقت ہے شاید کہ

قبله او بعده ولئن كان وقته فقد روي عن ابي يوسف

پہلے ہو یا پیچھے ہو اور اگر بالفرض زوال ہی کا وقت ہو تو ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے

لا يكره ذلك التطوع عند الزوال يوم الجمعة والشافعي رح

کہ یہ نفلین زوال کیوقت جمعہ کے دن مکروہ نہین ہین اور امام شافعی

لا يكره ذلك في جميع الايام فلئن اعترضت على هذا المصلي

تو کسی دن بھی مکروہ نہین کہتے پس اگر تو اس مصلے پر اعتراض کریگا

فعسى ان يجيبك انه تقلد في هذه المسئلة من يرى جواز

تو شاید کہ تجھکو یہہ جواب دیدے کہ مین اس مسئلہ مین ایسے کا مقلد ہون جو اسکو جائز جانتا ہے

ذلك و يحتجّ عليك بما احتجّ به من اختار ذلك فليس

یا تجھ سے وہی استدلال کرے جو اس قول کے پسند کرنیوالی نے کیا ہے سو تجھکو نہین چاہیے

لك ان تنكر على من قلد مجتهدا او احتجّ دليلا وفيها ايضا

کہ ایسی پر جو مجتہد کی تقلید یا ایسی دلیل سے حجت کرے اعتراض کیا کرے اور یہ بھی اسی مین

من التجنيس والمزيد وربما قلده هذا المصلي فلا ينكر على من فعل

تجنیس اور مزید سے ہے اور کبھی یہ مصلے اوسکی تقلید کرتا ہے سو اوسپر کیا اعتراض جو فعل اجتہادی

فعلا مجتهدا او تقلد بمجتهد في الظهيرية ومن فعل فعلا

عمل مین لاوے یا کسی مجتہد کی تقلید کرے اور ظہیریہ مین ہے اور جو شخص فعل مجتہد فیہ پر عمل کرے

مجتهدا فيه او قلد مجتهدا في فعل مجتهد فيه فلا عار ولا شناعة

یا فعل مجتہد فیہ مین مجتہد کی تقلید کرے تو اوسپر نہ تو کچھہ عار ہے اور نہ زشتی

ولا انكار عليه وفي المنهاج للبيضاوي لو راى الزوج

اور نہ کوئی اعتراض اور بیضاوی کی منہاج مین ہے اگر زوج نے

لفظا كناية ورآنه المرأة صريحا فله الطلب ولها الامتناع

ایک لفظ کو کنایہ سمجھا اور عورت نے اسکو صریح سمجھا تو زوج کو حق طلب حاصل ہے اور عورت کو حق امتناع

فيتراجعان الى غيرهما فائدة استشكل رجل شافعي

پھر وہ دونو اور کے سامنے پیش کرین فائدہ ایک شخص شافعی مذہب نے

الاختلاف بين عبارتي الانوار فاجبته بما يحل الاختلاف

انوار کے دو مختلف عبارتون پہ اعتراض کیا سو مین نے اسکو ایسا جواب دیا جس سے وہ اختلاف رفع ہوجاتا ہے

في كتاب القضاء من كتاب الانوار ما حاصله اذا دونت هذه

انوار مین سے کتاب القضاء مین تو ایسی عبارت ہے جسکا حاصل یہ ہوتا ہے جب یہہ

المذاهب جاز للمقلد ان ينتقل من مذهب مجتهد الى مذهب

مذہب کتابون مین مندرج ہو گئے تو مقلد کو جائز ہے کہ ایک مجتہد کے مذہب سے منتقل ہو کر دوسرے مجتہد کے مذہب مین چلا جاوے

آخر وكذا لو قلد مجتهدا في بعض المسائل وآخر في البعض

اور ایسی ہی اگر بعض مسائل مین ایک مجتہد کے تقلید کری اور بعض اور مسائل مین دوسری مجتہد کے

الآخر حتى لو اختار من كل مذهب الأهون كالحنفي إذا افتصد

یہانتک کہ اگر ہر ایک مذہب مین کو سہل اختیار کرے جیسے حنفی جب فصد کھلوائی

وأراد أن يأخذ بالشافعي لئلا يتوضأ والشافعي مس فرجه

اور یہ چاہے کہ شافعی مذہب لیلی تاکہ وضو نکرنا پڑے یا شافعی اپنی شرمگاہ کو

أو امرأة وأراد أن يأخذ بالحنفي لئلا يتوضأ وغير ذلك من

یا عورت کو چھوی اور یہ چاہے کہ حنفی مذہب لیلیوں تاکہ وضو نکرنا پڑے

المسائل جاز هذا حاصل كلام صاحب الأنوار في كتاب القضاء

اور اور مسائل تو جائز ہے اور یہ تو خلاصہ انوار کے مصنف کی کلام کا کتاب القضا مین ہی

وقال في باب الاحتساب لو رأى الشافعي شافعيا يشرب

اور باب الاحتساب مین کہتا ہے اگر کوئی شافعی کسی شافعی کو دیکھے کہ نبیذ پیتا ہے

النبيذ أو ينكح بلا ولي ويطأها فله أن ينكر لأن على كل

یا بغیر ولی کے نکاح کرکر وطی کرتا ہے تو اوسکو چاہیے کہ اعتراض کرے کیونکہ ہر

مقلد اتباع مقلده ويعصي بالمخالفة ولو رأى الشافعي الحنفي

مقلد پہ اپنی متبوع کا اتباع لازم ہے اور مخالفت سی گنہگار ہوتا ہی اور اگر شافعی نے حنفی کو دیکھا

يأكل الضب أو متروك التسمية عمدا فله أن يقول إما

کہ سوسمار کو یا قصداً متروک التسمیہ کو عمداً کہاتا ہی تو اوسکو لازم ہے کہ کہدیوی یا تو تو

أن تعتقد أن الشافعي أولى بالاتباع وإما أن تترك هذا

یہ اعتقاد کر کہ شافعی کی متابعت اولی ہے یا یہ کہانا چھوڑ دے

كلامه في الاحتساب وبين القولين اختلاف أقول وحل

مصنف کا یہ کلام احتساب مین ہی اور ان دونو قول مین اختلاف ہی مین کہتا ہون اور میری

الاختلاف عندي والله اعلم ان معنى قوله يعصي بالمخالفة

عندیہ میں اس اختلاف کا رفع اور امر جوب جاتا ہے یوں ہو کہ اس قول یعصی بالمخالفہ کے یہ معنی ہیں

انه يعصي بالمخالفة اذا عزم على تقليده في جميع المسائل

کہ وہ مخالفت سے جب گنہگار ہوتا ہے کہ اسکی تقلید کا عزم تمام مسائل میں کرے

او في هذه المسئلة ثم اقدم على المخالفة فهذه معصية

یا اس خاص مسئلہ میں عزم کرے پھر مخالفت کرنے لگے تو یہ تو بلا شک معصیت ہی

بلاشك واما اذا قلد في هذه المسئلة غيره فذلك الغير

اور رہی وہ صورت کہ اس مسئلہ میں اور کا مقلد ہو سو وہ اور

هو مقلده ولم يخالفه او نقول المسئلة الثانية مبنية

وہی اسکا متبوع ہے اور اسکی مخالفت نہیں کی یا میں یہ کہتا ہوں کہ دوسرا مسئلہ یعنی انوار کا

على قول الغزالي وشرذمة والاول على الجمهور فافهم

امام غزالی اور ایک گروہ کے قول پر بنی ہی اور پہلا مسئلہ جمہور کے قول پر پس سمجھ لے

فان حل هذا الاختلاف قد صعب على بعض المصنفين

کیونکہ اس اختلاف کا حل بعض مصنفین پر بیشک دشوار ہوا ہے

مسئلة اعلم ان تقليد المجتهد على وجهين واجب و

مسئلہ سمجھ لے کہ مجتہد کی تقلید دو قسم کی ہے واجب اور

حرام فاحدهما ان يكون من اتباع الرواية دلالة تفصيله

حرام لیکن تو یہ ہی کہ باعتبار دلالت کی روایت کا اتباع ہو اسکی تفصیل یہ ہے

ان الجاهل بالكتاب والسنة لا يستطيع بنفسه التتبع و

کہ جو شخص کتاب اور سنت کو نہیں جانتا تو وہ بذات خود تتبع اور

لا الاستنباط فكان وظيفته ان يسأل فقيها ما حكم رسول

استنباط کی استطاعت نہیں رکھتا پس اسکا یہی وظیفہ ہے کہ فقیہ سے پوچھ لے کہ رسول

الله صلى الله عليه وآله وسلم في مسئلة كذا وكذا فاذا الخبر

الله صلی الله علیه وسلم نے فلانی فلانی مسئلہ مین کیا حکم فرمایا ہے جب فقیہ

تبعه سواء كان ماخوذا من صريح نص او مستنبطا منه

بتادی تو اسکا اتباع کرے برابر ہے کہ صریح نص سے لیا ہو یا اوس سے استنباط کیا ہو

او مقيسا على المنصوص فكل ذلك راجع الى الرواية عنه

یا منصوص پر قیاس کیا ہو پہر سب صورتین حضرت صلی الله علیہ وسلم کی روایت کیطرف

صلى الله عليه وآله وسلم ولو دلالة وهذا قد اتفقت

رجوع کرتے ہین اگرچہ دلالتہ ہو اسکی صحت پر تو تمام

الامة على صحته قرنا بعد قرن بل الامم كلها اتفقت على

امت کا ہر ہر طبقہ مین اتفاق ہے بلکہ اور تمام امتین اپنے اپنے شارع مین

مثله في شرائعهم وامارة هذا التقليد ان يكون عمله

ایسی صورت پر متفق ہین اور اس تقلید کا نشان یہ ہے کہ اوسکا عمل

بقول المجتهد كالمشروط بكونه موافقا للسنة فلا يزال

مجتہد کے قول پر مثال مشروط کی ہے کہ سنت کی موافق ہو سو ہمیشہ جہانتک ہو سکے

متفحصا عن السنة بقدر الامكان فمتى ظهر حديث يخالف

سنت کی تلاش مین رہے پہر جب ایسی حدیث ملجاوے کہ اس قول کے مخالف ہو

قوله هذا اخذ بالحديث واليه اشار الائمة قال الشافعي رح

تو حدیث پر عمل کرے اور ائمہ نے بہی اشارہ کیا ہے امام شافعی کہتے ہین

اذا صح الحديث فهو مذهبي واذا رايتم كلامي يخالف

جب حدیث صحیح ہوجاوے تو میرا مذہب وہی ہے اور جب تم میرے کلام کو دیکھو کہ

الحديث فاعملوا بالحديث واضربوا بكلامي الحائط وقال مالك رح

حدیث کی خلاف ہے تو حدیث پر عمل کرو اور میرا کلام دیوار پر ٹیک دو اور امام مالک کا قول ہے

ما من احد الا وما خوذ من كلامه ومردود عليه الا رسول

جو ہی سوا اپنے کلام سے ماخوذ ہوگا اور اوسپر اوسکا کلام رد کیا جاوے گا

الله صلى الله عليه واله وسلم وقال ابو حنيفة رح لا ينبغي

سوای رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جو شخص

لمن لم يعرف دليلي ان يفتي بكلامي وقال احمد لا تقلدني

میری دلیل سے واقف نہو تو اسکو سزاوار نہین کہ میری کلام کا فتوی دیوے اور امام احمد کہتے ہین کہ میری تقلید نکرنا

ولا تقلدن مالكا ولا غيره وخذ الاحكام من حيث اخذوا

اور نہ مالک کے تقلید کرنا اور نہ اور کی اور احکام وہان سے لے جہان سے انہون نے لیا ہے

من الكتاب والسنة الوجه الثاني ان يظن بفقيه انه بلغ

کتاب او سنت سے اور دوسری قسم یہی کہ کسی فقیہ کی حقین یہ گمان کرے کہ یہ

الغاية القصوى فلا يمكن ان يخطي فمهما بلغه حديث

نہایہ درجہ کو پہنچ گیا ہی سو ممکن نہین کہ یہ خطا کرے پہر جب اوس مقلد کو صحیح

صحيح صريح يخالف مقالته لم يتركه او ظن انه لما قلده

صریح ایسی حدیث ملی کہ فقیہ کے قول کے خلاف ہو تو قول کو چہوڑی یا یہ خیال کری جب مین اسکا مقلد ہو گیا

كلفه الله بمقالته وكان كالسفيه المحجور عليه فان بلغه

تو میری حقمین اللہ کا حکم اسی کا قول ہے اور یہ مقلد ایسا ہے جیسے بیوقوف ممنوع التصرف پہر اگر اسکو

حديث واستيقن بصحته لم يقبله لكون ذمته مشغولة

حدیث ملجاوی اور صحت کا یقین بہی کرے تو بہی نمانے کیونکہ اسکا ذمہ

بالتقليد فهذا اعتقاد فاسد وقول كاسد ليس له شاهد

تقلید مین لگا ہوا ہے پس یہ اعتقاد فاسد اور کہوٹی بات اسکا کوئی شاہد نہین ہے

من النقل والعقل وما كان احد من القرون السابقة

نہ نقل اور نہ عقل اور طبقات سابقہ مین سے کوئی نہ تہا

يفعل ذلك وقد كذب في ظنه من ليس بمعصوم من

کہ ایسا کرتا ہو اور بے گمان کاذب میں خطا سے غیر معصوم کو

الخطاء معصوما حقيقة او معصوما في حق العمل بقوله وفي

حقیقتے معصوم یا اوسکے قول پر عمل کرنے میں معصوم ٹھرا لیا ہی اور اوسکے

ظنه ان الله تعالى كلفه بقوله وان ذمته مشغولة بتقليده

گمان میں یہ ہی کہ اللہ کا حکم اوسی قول پر ہے اور اوسکا ذمہ اسی تقلید میں لگا ہوا ہے

وفي مثله نزل قوله تعالى وانا على اثارهم مقتدون وهل كان

ایسی ہی کے حقمین یہ آیت اتری ہے اور ہم تو اونکے نشان کے پیرو ہین اور کیا ملل سابقہ کے

تحريفات الملل السابقة الا من هذا الوجه مسئلة اختلفوا

تحریفات ہی نہین تھین وجہ سے مسئلہ روایات

في الفتوى بالروايات الشاذة المهجورة في خزانة الروايات في السراجية

شاذہ متروکہ پر فتوی دینے مین اختلاف کیا ہی خزانۃ الروایات مین سراجیہ مین سے ہے

ثم الفتوى على الاطلاق على قول ابي حنيفة رح ثم بقول ابي

پہر علی الاطلاق فتوی امام ابوحنیفہ کے قول پر ہے پہر امام

يوسف رح ثم بقول محمد بن الحسن الشيباني رح ثم بقول زفر بن

ابو یوسف کے قول پر پہر محمد بن الحسن شیبانی رحمہ کے قول پر پہر امام زفر بن

هذيل والحسن بن زياد رح وقيل اذا كان ابو حنيفة رح في

ہذیل اور حسن بن زیاد کے قول پر اور کوئی کہتا ہے اگر امام ابوحنیفہ

جانب وصاحباه في جانب فالمفتي بالخيار والاول اصح اذا

ایک طرف ہون اور دو ادس گردہ ایک طرف تو مفتی کو اختیار ہے اور اول بات صحیح ہی اگر

لم يكن المفتي مجتهدا لانه كان اعلم زمانه حتى قال

مفتی مجتہد نہو کیونکہ ابوحنیفہ اپنی زمانہ کے اعلم تھے یہانتک کہ

الشافعیؒ الناس کلھم عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ فی المضمرات

کہ امام شافعیؒ روکہتے ہیں تمام فقہا ہیں امام ابو حنیفہؒ کے عیال ہیں مضمرات میں ہے

وقیل اذا کان ابو حنیفۃؒ فی جانب وابو یوسفؒ ومحمدؒ فی جانب

اور کوئی کہتا ہے اگر امام ابو حنیفہؒ ایک طرف ہوں اور امام ابو یوسف اور امام محمد ایک طرف

فالمفتی بالخیار ان شاء اخذ بقولہ وان شاء اخذ بقولھما

تو مفتی کو اختیار ہے چاہے ابو حنیفہ کا قول اختیار کرے اور اگر چاہے ان دونو کا قول

وان کان احدھما مع ابی حنیفۃ یاخذ بقولھما البتۃ الا اذا

اور اگر ان دونو میں سے کوئی ساتھ ابو حنیفہ کے ساتھ ہو تو قطعًا ان دونو کا قول اختیار کرے مگر جب

اصطلح المشائخ الاخذ بقول ذلک الواحد فیتبع اصطلاحھم

مشائخ نے اوس ایک کی قول میں مصلحت ٹہرائی ہو تو ان کی مصلحت کا تابع ہو جاوے

کما اختار الفقیہ ابو اللیث قول زفرؒ فی قعود المریض للصلوۃ

جیسا فقیہ ابو اللیث نے امام زفر کے قول کو مریض کے نماز کیواسطے بیٹھائی میں اختیار کر رکھا ہے

انہ یقعد کما یقعد المصلی فی التشھد لانہ ایسر علی المریض

کہ مریض اس طور بیٹھے جیسے مصلی تشہد میں بیٹھتا ہے اس لیے کہ مریض پر آسان

وان کان قول اصحابنا ان یقعد المریض فی حال القیام متربعا

ہے اگرچہ ہماری اصحاب کا یہ قول ہے کہ مریض قیام کی حالت میں متربعًا[منہ]

او محتبیا لیکون فرقا بین القعد والقعود الذی ھو فی حکم

یا گوٹ مار کر بیٹھے تاکہ قعدہ اور قعود میں جو کہ قیام کے حکم میں ہے

القیام ولکن ھذا یشق علی المریض لانہ یتعود ھذا القعود و

فرق رہے لیکن یہ طریقہ مریض پر دشوار ہوتی ہے کیونکہ اس طرح سے بیٹھنے کی عادت نہیں ہے

کذلک اختاروا تضمین الساعی اذا سعی الی السلطان بغیر

اور ایسے ہی مشائخ نے چغل خور پر ضمان ڈالنا اختیار کر رکھا ہے جب بلا اجازت سلطان کے چغلخوری کرے

منہ — یعنی آلتی پالتی مار کر بیٹھنا مراد

منہ — یعنی سرین پر بیٹھنا

اذن وهذا قول زفر حسدا لباب السعاية وان كان قول اصحابنا

اور یہ امام زفر کا قول ہے تاکہ چغلخوری کا باب بند ہو جاوے اگرچہ ہماری اصحاب کا یہ قول ہے

لا يجب الضمان لانه لم يتلف عليه مالا ويجوز للمشائخ ان

کہ ساعی پر ضمان نہین آتا کیونکہ اوسنے کچھ مال تلف نہین کر دیا اور مشائخ کو جائز ہے

ياخذوا بقول واحد من اصحابنا عملا لمصلحة الزمان

کہ ہماری اصحاب مین سے کسی ایک کا قول زمانہ کی مصلحت پر عمل کرنیکو اختیار کر لین قنیہ کے

في القنية في باب ما يتعلق بالمفتي من النوادر قال رض والفتوى

باب ما یتعلق بالمفتی مین نوادر سے ہی کہتا ہے اور فتوی اون مسائل مین

فيما يتعلق بالقضاء على قول ابي يوسف لزيادة تجربته وفي

جو قضا سے متعلق ہین ابو یوسف کی قول پر ہے کیونکہ انکا تجربہ زیادہ تھا اور

المضمرات لا يجوز للمفتي ان يفتي ببعض الاقاويل المهجورة

مضمرات مین ہے اور مفتی کو یہہ جائز نہین کہ بعضی اقاویل متروکہ پہ منفعت کیواسطے

لجر منفعة لان ضرر ذلك في الدنيا والاخرة اتم واعم

فتوی دیوی کیونکہ اسکا ضرر دنیا اور آخرت مین کامل اور شامل ہے

بل يختار اقاويل المشائخ واختيارهم ويقتدي بسير السلف

بلکہ مشائخ کے اقاویل اور انکی مختارات کو اختیار کرے اور سلف کی حالات کی پیروی کرے

ويكتفي باحراز الفضيلة والشرف في القنية في كتاب ادب

اور فضیلت اور شرف حاصل کرنے پہ اکتفا کرے قنیہ کے کتاب ادب

القاضي في باب مسائل متفرقة مسئلة المسائل التي

القاضی کی باب مسائل متفرقہ مین ہے مسئلہ جو مسائل کہ

يتعلق بالقضاء والفتوى فيها على قول ابي يوسف لانه

قضا سے متعلق ہین اونمین فتوے ابو یوسف کی قول پر ہے کیونکہ ابو یوسف کو

حَصَلَ لَهُ زِيَادَةُ عِلْمٍ بِالتَّجْرِبَةِ وَفِي عُمْدَةِ الْاَحْكَامِ مِنْ كَشْفِ

تجربہ کا علم بہت زیادہ حاصل تھا کشف البزدوی میں سے عمدۃ الاحکام میں ہے

الْبَزْدَوِيِّ يُسْتَحَبُّ لِلْمُفْتِي الْاَخْذُ بِالرُّخَصِ تَيْسِيرًا عَلَى

مفتی کو مستحب ہے کہ رخصتوں کو اختیار کرے تاکہ عوام پر آسانی ہو

الْعَوَامِّ مِثْلُ التَّوَضِّي بِمَاءِ الْحَمَّامِ وَالصَّلٰوةِ فِي الْاَمَاكِنِ

جیسے حمام کے پانی سے وضو کرنا اور پاک مکانوں میں بدون

الطَّاهِرَةِ بِدُونِ الْمُصَلِّي وَعَدَمِ الْاِحْتِرَازِ عَنْ طِينِ الشَّوَارِعِ

جانماز کے نماز ادا کرنے اور سڑکوں کی کیچڑ سے جس جگہ میں

فِي مَوْضِعٍ حَكَمُوا بِطَهَارَتِهِ فِيهَا وَلَا يَلِيقُ ذٰلِكَ بِاَهْلِ الْعُزْلَةِ

طہارت کا یقین ہو احتراز نکرنا اور یہ آسانی اہل عزلت کو لائق نہیں ہے

بَلِ الْاَخْذُ بِالْاِحْتِيَاطِ وَالْعَمَلُ بِالْعَزِيمَةِ اَوْلَى بِهِمْ وَفِي الْقُنْيَةِ

بلکہ ان کو احتیاط اختیار کرنا اور عزیمت پر عمل کرنا اولی ہے اور قنیہ میں ہے

ثُمَّ يَنْبَغِي لِلْمُفْتِي اَنْ يُفْتِيَ النَّاسَ بِمَا هُوَ اَسْهَلُ عَلَيْهِمْ كَذَا

پھر مفتی کو چاہیے کہ لوگوں کو وہی فتوے دیوے جو ان پر آسان ہو

ذَكَرَهُ الْبَزْدَوِيُّ فِي شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيرِ يَنْبَغِي لِلْمُفْتِي اَنْ

ایسا ہی بزدوی نے جامع صغیر کے شرح میں ذکر کیا ہے کہ مفتی کو چاہیے کہ

يَاْخُذَ بِالْاَيْسَرِ فِي حَقِّ غَيْرِهِ خُصُوصًا فِي حَقِّ الضُّعَفَاءِ لِقَوْلِهِ

غیر کے حقمیں آسان کو اختیار کرے علی الخصوص ناتوان کے حقمیں کیونکہ

عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لِاَبِي مُوسَى الْاَشْعَرِيِّ وَمُعَاذٍ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوموسی اشعری اور معاذ کو

حِينَ بَعَثَهُمَا اِلَى الْيَمَنِ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَفِي عُمْدَةِ الْاَحْكَامِ

یمن کیطرف بھیجتے ہوئے فرمایا تھا آسانی کرنا تنگ مت کرنا اور عمدۃ الاحکام کے

في كتاب الكراهية سؤر الكلب والخنزير نجس خلافا

کتاب الکراہتہ مین ہے کہتے اور سور کا جوٹھا نجس ہے بخلاف

لمالك وغيره ولو افتى بقول مالك جاز وفي القنية فقيه

مالک وغیرہ کے اور اگر مالک کے قول پر فتوی دیدے تو جائز ہے قنیہ مین ہے ایک فقیہ ہے

يفتي بمذهب سعيد بن المسيب ويزوج للزوج الاول بقية

کہ سعید بن المسیب کے مذہب پر فتوی دیتا ہے اور مطلقہ ثلاثہ کا نکاح زوج اول سے کردیتا ہے

مطلقة بثلاث تطليقات كما كان ويعزر الفقيه و

تو وہ مطلقہ ثلاثہ ویسی کی ویسی مطلقہ رہیگی اور فقیہ کو تعزیر دیجاوی گی اور

فقيه يحتال في الطلقات الثلاث ويأخذ الرشى بذلك

ایک فقیہ ہی کہ تین طلاقون مین حیلہ کرتا ہے اس مین اور رشوت لیتا ہے

ويزوجها للاول بدون دخول الثاني هل يصح النكاح وما

اور اوس عورت کا نکاح بدون دخول زوج ثانی کے زوج اول سے کردیتا ہی آیا یہ نکاح صحیح ہوجاتا ہی اور ایسا

جزاء من يفعل ذلك قالوا يسود ويبعد وفي الفتاوى الاعتمادية

کرنیوالیکی کیا سزا ہے سب نے جواب دیا منہ کالا کرکے نکالدیا جاوی فتاوی اعتمادیہ مین

من الفتاوى السمرقندي ان سعيد بن المسيب رجع عن

فتاوی سمرقندی سے منقول ہے کہ سعید بن المسیب نے اپنے اس قول سے

قوله ان دخول المحلل ليس بشرط في التحليل فلو قضى به قاض

کہ عورت کی حلال ہونےمین محلل کا دخول شرط نہین ہے رجوع کیا پس اگر قاضی یہ ہی حکم دیوے

لا ينفذ قضاءه ولو حكم به فقيه لا يصح ويعزر الفقيه

تو اوسکا حکم جاری نہین ہوگا اور اگر کوئی فقیہ حکم دیوی تو صحیح نہین ہوگا اور فقیہ کو تعزیر دی جاوی گی

وفي التحفة شرح المنهاج نقل الغزالي في الاجماع على تخيير

اور تحفہ منہاج کی شرح مین ہے کہ غزالی نے اجماع نقل کیا ہے

المقلد بين قولي امامه اي على جهة البدل لا الجمع اذا

کہ مقلد کو اپنے امام کے دو قول میں اختیار ہے یعنی بطور بدل کے اختیار ہے بطور جمع کے نہیں جس وقت میں

لم يظهر ترجيح احدهما وكانه اراد اجماع ائمة مذهبه

کہ کسی ایک قول کی ترجیح نہ ظاہر ہو اور شاید کہ اوس مذہب کے ائمہ کا اجماع مراد ہے

كيف ومقتضى مذهبنا كما قاله السبكي منع ذلك في القضاء

کیونکہ یہہ ہی مراد نہو حالانکہ ہماری مذہب کا مقتضا چنانچہ سبکی کہتا ہے قضاء

والافتاء دون العمل لنفسه وبه يجمع بين قول الماوردي

اور افتا میں اسکا منع کرتا ہے اپنی حق میں عمل کرنا ممنوع نہیں ہے اور سبکی سے ماوردی کی قول میں موافقت ہو جاتی

يجوز عندنا وانتصر له الغزالي كما يجوز لمن اداه اجتهاده

ہے کہ ہماری نزدیک جائز ہے اور غزالی نے اسکی مدد کی ہے جیسے اوس شخص کو کہ اوسکا اجتہاد قبلہ کی جہت میں

الى تساوي جهتين ان يصلي الى ايهما شاء اجماعا وقول الامام

دو طرف مساوات پیدا کرے اختیار ہے کہ بالاجماع دونو طرف میں سے جدہر چاہے نماز پڑہے اور

يمتنع انكانا في حكمين متضادين كايجاب وتحريم

امام کا قول یہ ہے کہ اختیار نہیں ہے جس صورت میں کہ دو قول دو حکم متضاد یعنے مخالف میں ہونگے

بخلاف نحو خصال الكفارة واجرى السبكي ذلك

جیسے وجوب اور حرمت بخلاف مثل اقسام کفارہ کی اور سبکی نے یہہ بہی جاری کر دیا ہے

وتبعوه في العمل بخلاف المذاهب الاربعة اي مما علم

اور لوگ برخلاف مذاہب اربعہ کے عمل کرنے میں اوسکی تابع ہو گئے ہیں اور مسئلہ مدون

نسبته لمن يجوز تقليده وجميع شروطه عنده وحمل على

کہ اوسکی نسبت اسی مجتہد کی طرف جسکی تقلید جائز ہوئے اور مجتہد کی شرطیں اوسکی پاس جمع ہوں عمل میں آئی ہو اور

ذلك قول ابن الصلاح لا يجوز تقليد غير الائمة الاربعة

ابن الصلاح کا یہہ قول کہ بجز چاروں امام کے کسیکی تقلید جائز نہیں ہے

اى فى قضاءٍ وّافتاءٍ وّمحلّ ذلك وغيرهٖ من صور التّقليد

یعنی قضا اور افتا مین اسکے پر محمول ہوای اور اسکا اور اسکے غیر کا محل تقلید کے صورتون مین جبتک ہے

ما لم يتتبّع الرّخص بحيث تنحلّ ربقة التّقليد عن عنقه

کہ رخصتون کا متلاشی نہو یہان تک کہ تقلید کے رسی اوسکی گردن سے کہل جاوے

والّا اثم به بل قيل فسق وهو وجيه قيل ومحلّ ضعف ان

اور نہین تو اس سے گنہگار ہوویگا بلکہ کوئی کہتا ہے فاسق ہو ویگا اور یہی توجیہ ہے اور کوئی کہتا ہے ضعف کا محل یہ ہے

يّتبّعها من المذاهب المدوّنة والّا فسق قطعًا انتهى فصل

کہ مذہب ودنہ مین سے رخصتون کا متلاشی ہو اور نہین تو یقینًا فاسق ہوگا تحفہ کا قول تمام ہوا فصل

فى العامىّ اعلم انّ العامىّ الصّرف ليس له مذهب

عامی کے حال مین سمجھ لے کہ نری عامے کا کوئی مذہب نہین ہے

وانّما مذهبه فتوى المفتى فى البحر الرّائق لو احتجم او اغتاب

اسکا مذہب تو یہ ہے مفتی کا فتوی ہے بحر الرائق مین ہے اگر پچھنے لگائی یا غیبت کے

فظنّ انّه يفطّره ثمّ اكل ان لم يستفت فقيهًا ولّا بلغه

اور گمان کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر کہا لیا تو اگر اوسنے کسی فقیہ سے نہین پوچھا اور نہ اوسکو

الخبر فعليه الكفّارة لانّه مجرّد جهل وانّه ليس بعذر

حدیث پہنچی تو اوسپر کفارہ ہی اس واسطے کہ یہ جہالت ہی جہالت ہے اور دار الاسلام مین جہالت

فى دار الاسلام وان استفتى فقيهًا فافتاه لا كفّارة عليه لانّ

عذر نہین ہے اور اگر کسی فقیہ سے پوچھ لیا اور اوسنے فتوی دیدیا تو اوسپر کفارہ نہین ہے کیونکہ

العامىّ يجب عليه تقليد العالم اذا كان يعتمد على فتواه

عامی پر عالم ہی کی تقلید واجب ہوتی ہے جس صورت مین کہ وہ عامی اوس عالم کے فتوی پر استناد کرتا ہو

فكان معذورًا فيما صنع وان كان المفتى مخطيًا فيما افتى وان

تو یہ عامی اپنی کار مین معذور ہوا اگرچہ مفتی فتوی دینے مین خطادار ہو اور اگر

لم یستفت لکنہ بلغہ الخبر وھو قولہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اوس عامی نے پوچھا تو نہیں پر اوسکو یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملگئے

افطر الحاجم والمحجوم وقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

کہ حاجم اور محجوم کا روزہ جاتا رہتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث

الغیبۃ تفطر الصائم ولم یعرف النسخ والا تاویلہ لا کفارۃ

کہ غیبت روزہ دار کا روزہ توڑ دیتی ہے اور وہ نسخ کو جانتا نہیں اور نہ اسکی تاویل جانتا ہے طرفین کے نزدیک

علیہ عندھما لان ظاھر الحدیث واجب العمل بہ خلافا

اوسپر کفارہ نہیں ہے کیونکہ ظاہر حدیث واجب العمل ہے

لابی یوسف لانہ لیس للعامی العمل بالحدیث لعدم علمہ

ابو یوسف کے خلاف ہے اسلیے کہ عامی کو حدیث پر عمل کرنا نہیں چاہیے کیونکہ عامی

بالناسخ والمنسوخ ولو لمس امرأۃ او قبلھا بشھوۃ او اکتحل

ناسخ و منسوخ کو نہیں جانتا اور اگر عورت کو چھوا یا شہوت سے اسکا بوسہ لیا یا سرمہ ڈالا

فظن ان ذلک تفطر ثم افطر علیہ الکفارۃ الا اذا استفتی

اور گمان کیا کہ اس سے روزہ جاتا رہا پھر افطار کردیا تو اوسپر کفارہ ہے ہاں اگر

فقیھا فافتاہ بالفطر او بلغہ خبر فیہ ولو نوی الصوم

کسی فقیہ سے پوچھے اور وہ افطار کا فتویٰ دیدے یا اسکو اس باب مین خبر ملجاوے٥٥ اور اگر زوال سے ٥٥ تو کفارہ نہیں ہے ۱۲

قبل الزوال ثم افطر لم یلزمہ الکفارۃ عند ابی حنیفۃ

پہلے روزہ کے نیت کی پھر توڑ دیا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اوسپر کفارہ لازم نہیں ہے

خلافا لھما کذا فی المحیط وقد علم من ھذا ان مذھب

صاحبین کے برخلاف یہ محیط مین ہے اور اس سے خوب معلوم ہوگیا کہ عامی کا مذہب

العامی فتوی مفتیہ وفیہ ایضا فی باب قضاء الفوائت

مفتی کا فتویٰ ہے اور اسی مین باب قضا الفوائت مین

عند قوله ويسقط لضيق الوقت والنسيان ان كان عاميا

اس قول کے پاس اور وقت کی تنگی سے اور بھول جانے سے ساقط ہو جاتی ہیں ہے اگر عامی ہے

ليس له مذهب معين فمذهبه فتوى مفتيه كما صرحوا

تو اسکا کوئی مذہب معین نہیں ہے بس اسکا مذہب مفتی کا فتوی ہے چنانچہ اسکی سب نے تصریح کر دی ہے

به فان افتى حنفي اعاد العصر والمغرب وان افتاه شافعي

پس اگر حنفی نے فتوی دیا تو عصر اور مغرب دونوں کو دوہرا دے اور اگر شافعی نے فتوی دیا

فلا يعيدهما ولا عبرة برأيه وان لم يستفت احدا وصادف

تو دونوں کو نہ دوہرا دے اور اسکی رای کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور اگر کسی سے بھی نہ پوچھا

الصحة على مذهب مجتهد اجزأه ولا اعادة عليه انتهى

اور کسی مجتہد کے مذہب کے موافق صحیح ہوا تو اسکو کافی ہے اور اسپر اعادہ نہیں ہے تمام ہوا

في شرح منهاج البيضاوي لابن امام الكاملية فاذا

اور بیضاوی کے منہاج کی شرح امام کاملیہ کی تصنیف میں بھی ہے اگر

وقعت لعامي حادثة فاستفتى فيها مجتهدا وعمل فيها

کسی عامی کو کوئی حادثہ پیش آوے اور اسنے اس حادثہ میں کسی مجتہد سے فتوی پوچھا اور اسی مجتہد کے

بفتوى ذلك المجتهد فليس له الرجوع عنه الى فتوى غيره

فتوی پر عمل کر لیا تو اسکو اس فتوی سے اور کے فتوی کیطرف

في تلك الحادثة بعينها بالاجماع كما نقله ابن الحاجب و

اسی حادثہ معین میں رجوع کرنا بالاجماع جائز نہیں ہے چنانچہ اسکو ابن الحاجب وغیرہ نے

غيره وفي جمع الجوامع الخلاف فيه ان كان قبل العمل فقال

نقل کیا ہے اور جمع الجوامع میں ہے اسمیں خلاف ہے اور اگر پیش از عمل رجوع ہو تو

النووي المختار ما نقله الخطيب وغيره انه ان لم يكن

نووی کہتا ہے کہ مختار وہی ہے جو خطیب وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ اگر وہاں دوسرا

هناك مفتي آخر لزمه بمجرد فتواه وإن لم تسكن نفسه

مفتی نہو تو اوسکے فتوی دیتے ہی عمل لازم ہو جائیگا اگرچہ اوسکی خاطر جمع نہو

وإن كان هناك آخر لم يلزمه بمجرد إفتائه إذ له أن يسأل

اور اگر وہان اور بھی مفتی ہو تو اوسکے فتوی دیتے ہی عمل لازم نہین آتا اسلیے کہ اوسکو اختیار ہی کہ اوسکے سوا اور سے پوچھے

غيره وحينئذ فقد يخالفه فيجئ فيه الخلاف في اختلاف

اور اب شاید کہ یہ اوس سے مخالف ہووے پھر اوس مین خلاف ہوویگا اختلاف

المفتين أما إذا وقعت له حادثة غير ذلك فالأصح أنه

المفتین مین ہے کہ اگر اسکو اور حادثہ پیش آوی تو اصح یہ ہے کہ اوسکو

يجوز له أن يستفتي فيها غير من استفتاه في الحادثة

جائز ہے کہ اس حادثہ ثانی مین اور مفتی سے اوس کے سوا جس سے پہلے حادثہ مین پوچھا تھا

السابقة وقطع الكيا الهراسي بأنه يجب على العامي أن يلتزم (نسخہ: الكراسي)

پوچھ لی اور کیا الہراسی نے قطع کہا ہے کہ عامی پر یہ واجب ہے کہ کوئی

مذهبا معينا واختار في جمع الجوامع أنه يجب ذلك و

ایک معین مذہب لازم کرے اور جمع الجوامع مین یہ اختیار کیا ہے کہ یہ واجب تو ہی اور اسکو

يفعله لمجرد التشهي بل يختار مذهبا يقلده في كل شيء

صرف خواہش کے موافق دیکھکر نہ اختیار کرے بلکہ ایسا مذہب اختیار کرے کہ اسکی تقلید ہر باب مین

يعتقده أرجح أو مساويا لغيره لا مرجوحا وقال النووي

ارجح یا دوسری کے مساوی اعتقاد کرے مرجوح نہ سمجھے اور نووی کہتا ہے

الذي يقتضيه الدليل أنه لا يلزمه التمذهب بمذهب

کہ دلیل کا مقتضا تو یہہ ہے کہ اوسکو کسی مذہب کا مقید ہونا لازم نہین ہے

بل يستفتي من شاء لكن من غير تلقط للرخص ولعل من منعه

بلکہ جس سے چاہے فتوی پوچھ لی پر آسانیون کو نہ تلاش کری اور شاید جسنے اسکو منع کیا ہی

لَمْ يَبْقَ بَعْدُ مِنْ تَكَلُّفِهِ وَإِذَا الْتَزَمَ مَذْهَبًا مُعَيَّنًا فَيَجُوزُ لَهُ الْخُرُوجُ

اور سنے اسکی آسانیان تلاش کرنے پر استناد نہین کیا اور جب وہ کوئی سا مذہب معین لازم کری تو اسکو باہر

عَنْهُ عَلَى الْأَصَحِّ وَفِي كِتَابِ زُبَدٍ لِابْنِ رُسْلَانَ وَالشَّافِعِيُّ وَ

اصح قول پر جائز ہے اور ابن رسلان کی کتاب زبد مین ہے اور شافعی اور

مَالِكٌ وَالنُّعْمَانُ وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَسُفْيَانُ وَغَيْرُهُمْ مِنْ سَائِرِ

مالک اور نعمان اور احمد بن حنبل اور سفیان وغیرہ تمام

الْأَئِمَّةِ عَلَى هُدًى وَالْاِخْتِلَافُ رَحْمَةٌ وَفِي شَرْحِهِ غَايَةِ

ہدایت پر ہین اور اختلاف خدا کی رحمت ہی اور غایت البیان

الْبَيَانِ لَوِ اخْتَلَفَ جَوَابُ مُجْتَهِدَيْنِ مُتَسَاوِيَيْنِ فَالْأَصَحُّ

اسکی شرح مین ہے اگر دو مجتہد متساوی مختلف جواب دیوین تو اصح قول یہ ہے کہ

أَنَّ لِلْمُقَلِّدِ أَنْ يَتَخَيَّرَ بِقَوْلِ مَنْ شَاءَ مِنْهُمَا وَقَدْ مَرَّ مَا فِي

مقلد کو جائز ہے کہ جس کے قول کو چاہے اختیار کرے اور اس مسئلہ مین

التُّحْفَةِ فِي هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ بَابٌ وَهٰذَا الَّذِي ذَكَرْنَاهُ مِنَ

جو تحفہ مین تھا سو گذر چکا ہے باب اور یہ جو ہمنے ذکر کیا ہے ایک امر

الْأَمْرِ بَيْنَ الْأَمْرَيْنِ هُوَ الَّذِي مَشَى عَلَيْهِ جَمَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ

دو امرون مین سے یہ ایسا ہی کہ جسپر جمہور علماء

مِنَ الْآخِذِينَ بِالْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ وَوَصَّى بِهِ أَئِمَّةُ الْمَذَاهِبِ

مذاہب اربعہ کے پیرو ہو گئے ہین اور مذہب کے امامون نے اپنے شاگردونکو اسکے

أَصْحَابَهُمْ قَالَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْوَهَّابِ الشَّعْرَانِيُّ فِي الْيَوَاقِيتِ

وصیت کی ہے شیخ عبد الوہاب شعرانی نے یواقیت

وَالْجَوَاهِرِ رُوِيَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَا يَنْبَغِي

والجواہر مین کہتے ہین امام ابوحنیفہ سے روایت ہے کہ وہ کہا کرتے تھے اسکو

لمن لم يعرف دليلي ان يفتي بكلامي وكان رضـ اذا افتي
جو میری دلیل نہ جانتا ہو منزاوار نہین ہے کہ میری قول پر فتوی دیوے اور فتوی دیتی ہوئی
يقول هذا راي النعمان بن ثابت يعني نفسه وهو احسن
کہدیا کرتے تھے یہ تو نعمان بن ثابت کی رای ہے اسی اپنے آپ کو مراد لیتی تھے اور جو بہتر ہوسکا
ما قدرنا عليه فمن جاء باحسن منه فهو اولى بالصواب
اسمین بہتر ہے پھر جو شخص اسی بہتر لادی پس وہ صواب تر ہے
وكان الامام مالك يقول ما من احد الا وماخوذ من
اور امام مالک کا یہ حال تہا کہ کہا کرتے تھے جو ہی سوا اپنی کلام مین ماخوذ ہے
كلامه ومردود عليه الا رسول الله صلى الله عليه
اور اسکا کلام قابل رد کے ہے بجز رسول الله صلی الله علیه وسلم کے
واله وسلم وروى الحاكم والبيهقي عن الشافعي انه
اور حاکم اور بیہقی شافعی سے روایت کرتے ہین کہ
كان يقول اذا صح الحديث فهو مذهبي وفي رواية اذا رايتم
کہا کرتے تہے اگر حدیث صحیح پیدا ہوجاوے تو میرا مذہب وہی ہے اور ایک روایت مین ہے جب
كلامي يخالف الحديث فاعملوا بالحديث واضربوا
میری کلام کو دیکہو کہ حدیث سی مخالف ہے تو حدیث پر عمل کرو اور میری کلام کو
بكلامي الحائط وقال يوما للمزني يا ابراهيم لا تقلدني
دیوار پر پہینک دو اور ایک دن مزنی سے کہا ای ابراہیم میری ایک بات مین میری
في كل ما اقول وانظر في ذلك لنفسك فانه دين وكان
تقلید نکرنا اور اسمین اپنی جان پر رحم کرنا کیونکہ یہ دین ہے اور شافعی
رحمة الله عليه يقول لا حجة قول احد دون رسول الله
رحمۃ الله علیہ کہا کرتے تھے کسیکے قول مین حجت نہین ہے سوای رسول الله

صلى الله عليه وسلم وإن كثروا ولا في قياس ولا في

صلے اللہ علیہ وسلم کے اگرچہ کہنے والے کثرت سے ہون اور نہ کسی قیاس مین اور نہ

شيء وما ثم إلا طاعة الله ورسوله بالتسليم وكان الإمام

کسی شی مین اور یہان بجز طاعة اللہ اور اسکے رسول کے تسلیم کرنے کے اور کچھ نہین ہے اور امام

أحمد يقول ليس لأحد مع الله ورسوله كلام وقال أيضا

احمد کہا کرتے تھے کہ کسیکو اللہ اور رسول کے ساتھہ کلام کی گنجایش نہین اور ایک شخص سے یہ بھی کہا

لرجل لا تقلدني ولا تقلدن مالكا ولا الأوزاعي ولا

کہ میری تقلید کرنا اور نہ مالک کے اور نہ اوزاعی کے اور نہ

النخعي ولا غيرهم وخذ الأحكام من حيث أخذوا من

نخعی کی اور نہ کسی اور کے تقلید کرنا اور احکام کو وہان سے لے جہان سے انہون نے لیے ہین

الكتاب والسنة انتهى ثم نقل عن جماعة عظيمة من علماء

کتاب اور سنت سے تمام ہوا پھر اوسنے علما مذہب مین سے ایک بڑے گروہ کا یہ حال

المذاهب أنهم كانوا يعملون ويفتون بالمذاهب من غير

کہ وہ لوگ مذاہب کے مطابق عمل کرتے اور فتوی دیتے کسی مذہب معین کا

التزام مذهب معين من زمن أصحاب المذاهب إلى

التزام نہین تہا ارباب مذاہب سے لیکر اوسکی زمانہ تک کا

زمانه على وجه يقتضي كلامه أن ذلك أمر لم يزل

ایسی طور پر نقل کیا کہ اوسکے کلام سے لازم آتا ہے کہ علماے متقدمین

العلماء عليه قديما وحديثا حتى صار بمنزلة المتفق عليه

اور متاخرین ہمیشہ اسی حال پر رہے مین یہانتک کہ یہ حال متفق علیہ ہو گیا

فصار سبيل المسلمين الذي لا يصح خلافه ولا

اور مسلمانون کا ایسا رستہ پڑ گیا کہ اسکا خلاف صحیح نہین ہے اور کسیکو

حاجة بنا بعد ما ذكره وبسطه الى نقل الاقاويل ولكن

کیا ضرورت ہی کہ اوسکے ذکر اور تفصیل کے بعد اقاویل نقل کرین اور لیکن

لاباس ان نذكر بعض ما نحفظه في هذه الساعة

کچھہ ڈر نہین ہے کہ جو کچھہ مجھکو اسوقت یاد ہے بیان کر دین

قال البغوي في مفتتح شرح السنة واني في اكثر ما اوردته

بغوی شرح السنہ کے ابتدا مین کہتا ہے اور مین نے جو اکثر بیان کیا ہے

بل في عامته متبع الا القليل الذي لاحلي بنوع من

بلکہ سب کا سب تبعیت سے بیان کیا ہے مگر کچھہ تہوڑا ایسا جو مجھکو

الدليل في تاويل كلام محتمل او ايضاح مشكل او

کلام محتمل کے تاویل مین یا مشکل کے واضح کرنے مین یا

ترجيح قول على اخر وقال في باب الدعاء الذي يستفتح به

ایک قول کو دوسرے پر ترجیح دینے مین کسی دلیل سے ظاہر ہوا ہی اور اوس دعا کے باب مین جس سے نماز شروع کرتے ہین

الصلوة بعد ما ذكر التوجيه وسبحانك اللهم وقد روي غير

توجیہ اور سبحانک اللہم کے ذکر کے بعد یہ کہا ہے اور نماز

هذا من الذكر في افتتاح الصلوة فهو من الاختلاف المباح

شروع کرنے مین اور دعا مین بہے مروی ہین سو یہ اختلاف مباح ہے

فبايها استفتح جاز وقال في باب المراة لاتخرج الا مع

پھر جس دعا سے نماز شروع کریگا جائز ہے اور ایک باب مین کہا ہی عورت بدون محرم کے

محرم وهذا الحديث يدل على ان المراة لايلزمها الحج اذا

سفر کو نہ جاوی اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ عورت پر حج فرض نہین ہے جس صورت مین

لم تجد رجلا ذا محرم يخرج معها وهو قول النخعي والحسن

کہ کوئی ایسا محرم مرد نہ ملی کہ اوس عورت کی ساتھ جاوی اور یہ ہی نخعی اور حسن بصری کا قول ہے

البصري وبه قال الثوري واحمد واسحاق واصحاب الرأي

بصری کا قول ہے اور یہی ثوری اور احمد اور اسحق اور اصحاب الرای کہتے ہین

وذهب قوم الى انه يلزمها الخروج مع جماعة النساء وهو

اور ایکقوم اس طرف گئی ہے کہ اس عورت کو جماعت عورتون کے ساتھ جانا لازم ہے یہہ

قول مالك والشافعي والاول اولى بظاهر الحديث قال

امام مالک اور امام شافعی کا قول ہے اور ظاہر حدیث سے قول اول اولی ہے

البغوي في حديث بروع بنت واشق قال الشافعي رحمة الله

بغوی بروع دختر واشق کے حدیث مین کہتے ہین کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین

عليه فان كان يثبت حديث بروع بنت واشق فلا حجة

اگر بروع دختر واشق کے حدیث ثابت ہی

في قول احد دون النبي صلى الله عليه واله وسلم وقال مرة

تو بجز نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی کے قول مین کچھہ حجت نہین ہے

عن معقل بن يسار ومرة عن معقل بن سنان ومرة عن بعض

کیونکہ کبھی کہتا ہے معقل بن یسار سے اور کبھی معقل بن سنان سے اور کبھی کسی اشجع سے

وان لم يثبت فلا مهر لها ولها الميراث انتهى قول

اور اگر وہ حدیث ثابت نہین ہے تو اسکے لیے مہر نہین ہے اور اسکیواسطے میراث ہے

البغوي وقال الحاكم بعد حكاية قول الشافعي ان صح

بغوی کا قول تمام ہوا اور حاکم بعد حکایت قول شافعی کے کہ اگر

حديث بروع بنت واشق قلت به ان بعض مشايخه قال

حدیث بروع دختر واشق کے صحیح ہوتی تو مین اسکا قائل ہوتا کہتا ہے

لو حضرت الشافعي لقمت على رؤس اصحابه وقلت

کہ میرا ایک استاد کہتا تھا کہ اگر مین شافعی کے عہد مین ہوتا تو اوسکی شاگردون کی مجمع مین جاکر کہتا ہے

قد صحح الحديث نقل به انتهى قول الحاكم وهكذا توقف

کہ حدیث تو صحیح ہی بس اسکا قائل ہو جب حاکم کا قول تمام ہوا اور ایسی ہی

الشافعي في حديث بريدة الاسلمي في اوقات الصلوة

امام شافعی نے بریدۃ الاسلمی کی حدیث مین جو نماز کے اوقات مین ہے توقف کیا ہے

وصحح الحديث عند مسلم فرجع جماعات من المحدثين و

اور یہ حدیث مسلم کے نزدیک صحیح ہو محدثین کی ایک جماعت نے رجوع کیا

هكذا في المعصفر استدرك البيهقي على الشافعي بحديث

ایسی ہی معصفر کے مسئلہ مین بیہقی نے شافعی پر

عبد الله بن عمرو واستدرك الغزالي على الشافعي في مسئلة

عبد اللہ بن عمر کے حدیث سی خوردہ بگڑا ہے اور غزالی نے شافعی کے نجاست کے مسئلہ

نجاسة الماء اذا كان دون القلتين في كلام كثير مذكور

مین جب وہ قلتین سے کمتر ہو کلام طویل مین جو احیاء العلوم مین مذکور ہے

في الاحياء وللنووي وجه ان بيع المعاطاة جائز على

خوردہ بگڑا ہے اور نووی کے ایک وجہ ہے کہ بیع معاطاۃ کے

خلاف نص الشافعي واستدرك الزمخشري على

برخلاف نص شافعی کے جائز ہے اور بعض مسائل مین زمخشری نے

ابي حنيفة في بعض المسائل منها ما قال في اية التيمم

امام ابو حنیفہ پر خوردہ بگڑا ہے ایک یہ کہ وہ جو سورہ مائدہ مین سے تیمم کے

من سورة المائدة قال الزجاج الصعيد وجه الارض ترابا

آیت مین کہا ہے زجاج کہتا ہے صعید زمین کا سطح ہے مٹی ہو

كان او غيره وان صخرا لا تراب عليه فلو ضرب

یا کچھہ اور ہو اگرچہ صاف پتھر ہو کہ اوس پر غبار نہو پھر اگر متیمم نے اوس پر

المتيمم يده عليه ومسح لكان ذلك طهوره وهو مذهب
اپنا ہاتھ مارا اور مسح کرلیا تو بیشک یہہ ہی اوسکا پاک کرنیوالا ہے اور یہی

ابي حنيفة فان قلت فما تصنع بقوله تعالى في سورة المائدة
ابو حنیفہ کا مذہب ہے اگر تو یہ اعتراض کرے پھر کیا کہوگے سورہ مائدہ کی اس آیت مین

فامسحوا بوجوهكم وايديكم منه اي بعضه وهذا لا يتاتى
پس مسح کرو اپنے مونہوں پر اور ہاتھوں پر اوسمین سے یعنی کچھ اسمین سے اور اوس پتھر مین

في الصخر الذي لا تراب عليه قلت قالوا ان من لابتداء
کیونکہ صاف ہوتا ہے جسپر مٹی نہیں ہوتی پر اثر نہیں ہو سکتا مین جواب دونگا کہ فقہا کہتے ہین کہ منہ مین من ابتداء

الغاية فان قلت قولهم انها لابتداء الغاية قول متعسف ولا
غایت کا ہی پھر اگر تو کہے کہ فقہا کا یہ قول کہ من ابتدا غایت کا ہے زبردستی کا قول ہے اور

يفهم من قول العرب مسحت برأسه من الدهن ومن
عرب کے اس محاورہ سے مسحت برأسہ من الدہن یعنے مین نے اسکے سر کو تیل لگادیا اور

التراب ومن الماء الا معنى التبعيض قلت هو كما تقول
مٹی لگادی اور پانی لگادیا تبعیض ہی کے معنے سمجہ مین آتے ہین مین کہتا ہون تو سچ کہتا ہے

والاذعان للحق احق من المراء انتهى كلام الزمخشري
اور حق کا یقین کرنا آدمی کو سزاوار تر ہے زمخشری کا قول تمام ہوا

وهذا الجنس من مواخذات العلماء على ائمتهم لا سيما
اور علماء کے ایسی ایسی اعتراض اپنے اماموں پر علی الخصوص

مواخذات المحدثين اكثر من ان يحصى وقد حكى لي شيخي
محدثین کے مواخذے گننے سے زیادہ ہین اور بیشک میرے استاد شیخ

الشيخ ابو طاهر الشافعي عن شيخه الشيخ حسن العجيمي
شیخ ابو طاہر شافعی نے اپنے استاد شیخ حسن عجیمی حنفی سے نقل مجھسے بیان کے

الحنفي انه كان يأمرنا ان لا نشدد على نسائنا في النجاسة

کہ ہمکو فرمایا کرتے تھے کہ ہم اپنی عورتون پہ قلیل نجاست کے باب مین

القليلة لما كان لحرج الشديد ويأمرنا ان نأخذ في ذلك

سخت گیری کیا کرین کیونکہ بڑا سخت حرج ہے اور ہمکو فرماتے کہ اسمین

بمذهب ابي حنيفة في العفو عما دون الدرهم وكان شيخنا

ابوحنیفہ کے مذہب پہ درہم سے کمتر مین عفو پہ عمل کیا کرین اور ہماری استاد شیخ

ابو طاهر يرتضي هذا القول ويقول به في الانوار وانما يحصل

ابوطاہر اس قول کو پسند کرتی تھی اور اسی کے قائل تھے انوار مین ہے اور

اهلية الاجتهاد بان يعلم امورا الاول كتاب الله

اجتہاد کا استحقاق بدون کئی امور کے نہیں ہوتا اول قرآن مجید

تعالى ولا يشترط العلم بجميعه بل بما يتعلق بالاحكام

اور یہ شرط نہیں ہے کہ سارے قرآن کا علم ہو بلکہ جسقدر احکام سے علاقہ رکھتا ہی

ولا يشترط حفظه بظهر القلب الثاني سنة رسول الله

اور نہ دلمین یاد کر لینا شرط ہی دوسری رسول اللہ

صلى الله عليه وآله وسلم ما يتعلق بالاحكام لا جميعا

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حدیث جسقدر احکام سے متعلق ہین سب نہین

ويشترط ان يعرف منهما الخاص والعام والمطلق و

اور یہ بھی شرط ہی کہ قرآن اور حدیث دونون مین سے خاص اور عام اور مطلق اور

المقيد والمجمل والمبين والناسخ والمنسوخ ومن السنة

مقید اور مجمل اور مبین اور ناسخ اور منسوخ کو پہچانتا ہو اور صرف حدیث مین سے

المتواتر والاحاد والمرسل والمسند والمتصل والمنقطع

متواتر اور آحاد اور مرسل اور مسند اور متصل اور منقطع کو

وحال الرواة جرحاً وتعديلاً الثالث أقاويل علماء الصحابة

اور باعتبار جرح اور تعدیل کے راویوں کا حال جانتا ہو تیسری علماء صحابہ کے

فمن بعدهم إجماعاً واختلافاً الرابع القياس جليه وخفيه

اور انکے بعد کی لغت کو بحث اجماعی اور اختلافی چوتھی قیاس جلی کو اور قیاس خفی کو

وتمييز الصحيح من الفاسد الخامس لسان العرب لغةً وإعراباً

اور قیاس صحیح اور فاسد سے تمیز ہو پانچویں عربی زبان باعتبار لغت اور اعراب کے

ولا يشترط التبحر في هذه العلوم بل يكفي معرفة جمل منها

اور ان علوم میں تبحر شرط نہیں ہے بلکہ اسمیں سے مجملاً معرفت کافی ہے

ولا حاجة أن يتتبع الأحاديث على تفرقها بل يكفي أن

اور یہ حاجت نہیں کہ متفرق احادیث کو تلاش کرتا پھرے بلکہ اتنا کافی ہے کہ

يكون له أصل مصحح يجمع أحاديث الأحكام كسنن الترمذي

انکے پاس کوئی اصل الاجماع احکامی احادیث کی صحت کو موجود ہو جیسے سنن ترمذی

والنسائي وغيرهما كأبي داود ولا يشترط ضبط جميع

اور سنن نسائی اور انکی سوا جیسے سنن ابی داؤد اور نہ یہ شرط ہے کہ اجماع

مواضع الإجماع والاختلاف بل يكفي أن تعرف في المسألة

اور اختلاف کے تمام مواضع ضبط کرے بلکہ اتنا کافی ہے کہ جس

التي يقضي فيها أن قوله لا يخالف الإجماع

مسئلہ میں حکم دیتا ہے یہ سمجھ لے کہ میرا قول اجماع کے مخالف نہیں ہے

بأن يعلم أنه وافق بعض المتقدمين أو يغلب على

اسطور کہ یہ جان لیوے کہ میرا قول بعض متقدمین کے موافق ہے یا ظن غالب

ظنه أنه لم يتكلم الأولون فيها بل تولدت في عصره

یہ معلوم ہو کہ متقدمین نے اسمیں گفتگو نہیں کی بلکہ اسی زمانہ میں حادث ہوا ہے

وكذا معرفة الناسخ والمنسوخ وكل حديث اجمع السلف

اور ایسی ہی ناسخ اور منسوخ کی آگاہی ہے اور جس حدیث کو سلف نے بالاجماع مان لیا ہو

على قبوله او تواترت اهلية رواته فلا حاجة الى البحث

یا اوسکی راویون کے اہلیت متواتر ہو رہی ہو تو اوسکی راویون کے

عن عدالة رواته وما عدا ذلك يبحث عن عدالة رواته

عدالت مین بحث کرنیکی کچھ حاجت نہین ہے اور اوسکے علاوہ حدیث کی راویون کے عدالت مین

واجتماع هذه العلوم انما اشترط في المجتهد المطلق الذي

اور ان علوم کا جمع ہونا جو شرط ٹھہرا ہے تو اوس مجتہد مطلق مین ہے کہ

يفتي في جميع ابواب الشرع ويجوز ان يكون مجتهدا في

تمام شرع کے ابواب مین فتوی دیوے اور جائز ہے کہ کسی باب مین

باب دون باب ومن شرط الاجتهاد معرفة اصول الاعتقاد

مجتہد ہو کسی مین نہو اور اعتقادی اصول کی آگاہی اجتہاد کی شرط ہے

قال الغزالي ولا يشترط معرفته على طرق المتكلمين

غزالی کہتا ہے متکلمین کی طرف کی معرفت دلائل کے ساتھہ شرط نہین ہے

بادلتها التي يحررونها ومن لا يقبل شهادته من المبتدعة

جو دلائل کہ وہ تحریر کرتے ہین اور بدعتیون مین سے جسکے شہادت مقبول نہین ہو

لا يصح تقليده القضاء وكذا تقليد من لا يقول بالاجماع

اوسکو قاضی کرنا صحیح نہین ہے اور ایسا ہی ایسی کا قاضی کرنا جو اجماع کا قائل نہو

كالخوارج او باخبار الآحاد كالقدرية او بالقياس

جیسے خارجی لوگ یا اخبار آحاد کا قائل نہو جیسے قدریہ یا قیاس کا قائل نہو

كالشيعة وفي الانوار ايضا ولا يشترط ان يكون المجتهد

جیسے شیعے اور یہ بھی انوار مین ہے اور یہ شرط نہین ہے کہ مجتہد کا

مذهب مدوّن وإذا دُوّنت المذاهب جاز للمقلّد
مذہب مدون ہی ہوا کرے اور جب مذہب مدون ہوجاوین تو مقلد کو جائز ہے
ان ينتقل من مذهب الى مذهب وعند الاصوليين ان
کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب مین چلا جاوے اور اصولیین کے نزدیک اگر اوسنے کسی حادثہ مین
عمل به في حادثة فلا يجوز فيها ويجوز في غيرها وان لم يعمل جاز
عمل کرچکا ہے تو اُس حادثہ مین انتقال جائز نہین اور حادثہ مین جائز ہے اور اگر ابھی عمل نہین کیا
فيها وفي غيرها ولو قلد مجتهدا في مسائل وآخر في مسائل
تو یہین اور دوسرے مین جائز ہے اور اگر بعض مسائل مین ایک مجتہد کی تقلید کی اور دوسرے مجتہد کی اور مسائل مین تقلید
جاز وعند الاصوليين لا يجوز ولو التقط من كل مذهب الاهون
تو جائز ہے اور اصولیون کے نزدیک جائز نہین ہے اور اگر ہر مذہب مین سے سہل سہل چھانٹ لیا
قال ابو اسحاق يفسق وقال ابن ابي هريرة لا وروجه
تو ابو اسحاق کہتا ہے وہ فاسق ہے اور ابن ابی ہریرہ کہتا ہے فاسق نہین ہوتا اور
في بعض الشروح وفي الانوار ايضا المنتسبون الى مذهب
بعضے شرحون مین اسکو ترجیح دی ہے اور یہ بھی انوار مین ہے منتسب طرف مذہب
الشافعي وابي حنيفة ومالك واحمد اصناف احدها
شافعی اور ابو حنیفہ اور مالک اور احمد کے کئی قسم کے ہین
العوام وتقليدهم للشافعي متفرع على التقليد للميت
ایک تو عوام اور ان کے تقلید شافعی کیواسطے میت کی تقلید پر متفرع ہے
الثاني البالغون الى رتبة الاجتهاد والمجتهد لا يقلد مجتهدا
دوسری قسم جو اجتہاد کے رتبہ کو جا پہنچے ہین اور مجتہد ہو کر مجتہد کی تقلید نہین کیا کرتا
وانما ينتسبون اليه لجريهم على طريقته في
اور منتسب اسواسطے کہلاتے ہین کہ اجتہاد مین

الاجتهاد واستعمال الادلة وترتيب بعضها على بعض

اور دلائل کے استعمال میں اور بعض کو بعض پر ترتیب دینے میں اُسکے طریقہ پر چلتے ہیں

الثالث المتوسطون وهم الذين لم يبلغوا رتبة الاجتهاد

تیسرے قسم درمیانی لوگ ہیں وہ ہوتے ہیں کہ اجتہاد کا رتبہ تو نہیں پاتے

لكنهم وقفوا على اصول الامام وتمكنوا من قياس ما لم

پر وہ امام کے اصول سے واقف ہو جاتے ہیں اور یہ قدرت ہو جاتی ہے

يجدوه منصوصا على ما نص عليه وهؤلاء مقلدون

کہ جو مسئلہ منصوص نہیں پاتے اسکو منصوص پر قیاس کر لیتے ہیں اور یہی گروہ اُسکی مقلد ہوتی ہیں

له وكذا من يأخذ بقولهم من العوام والمشهور انهم لا

اور ایسی ہی عوام میں سے جو لوگ انکے قول پر عمل کرتے ہیں اور مشہور یہ ہے کہ [illegible] شخص

يقلدون في انفسهم لانهم مقلدون وقال ابو الفتح

خود مقلد انہیں ہوتے ہیں کیونکہ وہ آپ مقلد ہوتے ہیں اور ابو الفتح

الهروي وهو من تلامذة الامام مذهب عامة

ہروی امام کے شاگردوں میں کا کہتا ہے عام فقہاء کا مذہب

الاصحاب في الاصول ان العامي لا مذهب له فان وجد

اصول میں یہ ہے کہ عامی کا کوئی مذہب نہیں ہے اگر اوسنے کوئی مجتہد پایا تو اوسکے

مجتهدا قلده وان لم يجده ووجد متبحرا في مذهب

تقلید کرے اور اگر مجتہد نہ پایا تو متبحر فی المذہب پایا [تو اوسکا]

قلده فانه يفتيه على مذهب نفسه وهذا تصريح بانه

مقلد ہوگا وہ متبحر ہے اُسکو اپنے مذہب کا فتویٰ دیوے گا اور یہ آیات کی تصریح ہے

يقلد المتبحر في نفسه والمرجح عند الفقهاء ان العامي

کہ متبحر فی نفسہ مقلد ہوتا ہے اور قول مرجح فقہا کے نزدیک یہ ہے کہ عامی

المنتسب الى مذهب له مذهب لا يجوز له مخالفته و

جو کسی مذہب کیطرف منتسب ہو اسکا یہی مذہب ہوتا ہی اور اسکو اوس مذہب سے مخالفت جائز نہین ہوتی

لو لم يكن منتسبا الى مذهب فهل يجوز ان يتخير و

اور اگر وہ کسی مذہب کیطرف منتسب نہو تو آیا اوسکو جائز ہے کہ پسند کرے

يتقلد اي مذهب شاء فيه خلاف مبني على انه

جس مذہب کا چاہی مقلد ہو جاوی اسمین خلاف اسبات پر مبنی ہے

يلزمه التقليد بمذهب معين ام لا فيه وجهان قال

کہ عامی کو کسی مذہب معین کی تقلید لازم ہے یا نہین اسمین دو وجہہ ہین

النووي والذي يقتضيه الدليل انه لا يلزمه بل يستفتي

نووی کہتا ہے دلیل کا تقاضہ تو یہ ہے کہ تعیین لازم نہین ہے بلکہ

من شاء ومن اتفق لكن من غير تلقط للرخص في كتاب

جس سے چاہے اور جس کے اتفاق پڑے فتوی پوچھے پر سہل سہل نہ ڈھونڈا کرے

اداب القاضي من فتح القدير واعلم ان ما ذكر

فتح القدیر کے کتاب آداب القاضی مین ہے اور سمجھ لے کہ مصنف نے

المصنف في القاضي ذكر في المفتي فلا يفتي الا المجتهدون

جو قاضی کی حقمین ذکر کیا ہے وہی مفتی کی حقمین ذکر کیا ہے سو مجتہدون کے سوا اور لوگ نہ فتوی دیا

وقد استقر رأي الاصوليين على ان المفتي هو المجتهد

کرین اور بیشک اصولیونکی رائے اسبات پہ ٹہر گئی ہے کہ مفتی مجتہد ہی ہوتا ہے

فاما غير المجتهد ممن يحفظ اقوال المجتهد فليس بمفتي

اور غیر مجتہد کہ مجتہد کے مسائل یاد رکھتا ہو سو مفتی نہین ہوتا

والواجب عليه اذا سئل ان يذكر قول المجتهد على طريق

اور اسپر یہی واجب ہی کہ جب اوس سے مسئلہ پوچھین تو مجتہد کا قول بطور

الحكاية كأبي حنيفة على جهة الحكاية فعُرف ان ما يكون في

حکایت کی بیان کردی جیسے ابو حنیفہ کے جہت پر حکایتہ پس معلوم ہوا کہ جو ہماری

زماننا من فتوى الموجودين ليس بفتوى بل هو نقل كلام

زمانہ مین حال کے مفتیونکا فتوی ہوتا ہے وہ فتوی نہین ہے بلکہ مفتی کی کلام کا

المفتي ليأخذ به المستفتي وطريق نقله كذلك عن المجتهد

نقل کرنا ہی تاکہ پوچھنے والا اوسپر عمل کرے اور مجتہد سے بطور حکایت نقل کرنیکا طریقہ

احد امرين اما ان يكون له سند فيه اليه او يأخذ من

دو مین سے ایک امر ہے یا تو اسکی پاس اوس مجتہد کیطرف کی اوس مسئلہ مین سند ہو یا

كتاب معروف تداولته الايدي نحو كتب محمد بن الحسن ونحوها

کتاب مشہور معروف سے لیوی جو دست بدست چلی آتی ہے جیسے محمد بن حسن کے کتابین

من التصانيف المشهورة للمجتهدين لانه بمنزلة الخبر

اور انکی مانند اور مجتہدان کے مشہور تصنیفات کیونکہ یہ کتب بمنزلہ اونکے

المتواتر عنهم او المشهور هكذا ذكر الرازي فعلى هذا

خبر متواتر کے یا خبر مشہور کے ہین ایسا ہی رازی نے ذکر کیا ہے اس بیان کے موافق

لو وجد بعض نسخ النوادر في زماننا لا يحل رفع ما فيها

اگر بعضے نئی کتابین ہماری زمانہ مین لیین نوادر کے مسائل کو امام محمد کیطرف منسوب کرنا

الى محمد ولا الى ابي يوسف لانها لم تشتهر في عصرنا في

حلال نہین ہے اور نہ ابو یوسف کیطرف کیونکہ یہ نئی کتابین ہماری زمانہ مین ہماری ملک مین

ديارنا ولم تتداول نعم اذا وجد النقل عن النوادر مثلا

مشہور نہین ہوئین اور نہ ہم مین رواج پکڑا ہان اگر کوئی ان ہی کتابونکا مسئلہ

في كتاب مشهور معروف كالهداية والمبسوط كان ذلك

مشہور و معروف کتاب مین ملجاوی مثلاً جیسے ہدایہ اور مبسوط تو اب

تعويلا على ذلك الكتاب فلو كان حافظا للاقاويل المختلفة

اوس کتاب پر اعتماد ہووےگا پس اگر وہ مفتی مجتہدون کے مختلف اقوال کا

للمجتهدين ولا يعرف الحجة ولا قدرة له على الاجتهاد

حافظ ہووے اور حجت کو نجانتا ہو اور نہ اسکی اتنی قدرت ہی کہ اجتہاد کرکے

للترجيح لا يقطع بقول منها ولا يفتي به بل يحكيها للمستفتي فيختار

ترجیح پیدا کرے تو اون اقوال مین سے کسی قول کو قطعی نہ ٹہراوے اور نہ اوسپر فتوی دیوے بلکہ سائل کے سامنے سب بیان کردے

المستفتي ما يقع في قلبه انه الاصوب ذكره في بعض الجوامع وعندي

پہر سائل جو اسکی دلکو صواب معلوم ہوتا ہو اختیار کرے یہ تقریر بعض جوامع مین مذکور ہے اور میری راے مین یہ ہی کہ اوسپر تمام

انه لا يجب عليه حكاية كلها بل يكفيه ان يحكي قولا منها

اقوال کا بیان کرنا واجب نہین ہے بلکہ اسکو اتنا ہی کافی ہے کہ اونمین سے کوئی ایک قول بیان کردے کیونکہ مقلد

فان المقلد له ان يقلد اي مجتهد شاء فاذا ذكر احدها

کو تو اختیار ہے جس مجتہد کی چاہے تقلید کرے پس جب اوسنے ایکقول

فقلده حصل المقصود نعم لا يقطع عليه فيقول جواب

بیان کردیا اور اوسنے تقلید کرلی تو مطلب حاصل ہوگیا ہان اوسپر قطع نکردے یون کہے تیرے مسئلہ کا

مسئلتك كذا بل يقول قال ابو حنيفة حكم هذا كذا نعم

جواب یہی ہے بلکہ اسطور کہے کہ امام ابوحنیفہ کہتے ہین کہ اسکا حکم یہ ہے ہان اگر اوسنے

لو حكى الكل فالاخذ بما يقع في قلبه انه اصوب واولى

سب اقوال بیان کیے پہر جو اسکی دل مین اصوب اور اولی معلوم ہوتا ہو وہی اختیار کرنا چاہیے ہو

العامي لا عبرة بما يقع في قلبه من صواب الحكم وخطائه

عامی کے دل کی حقیقت کا کچھ اعتبار نہین کہ اوسکے دل مین حکم کا صواب ہونا یا خطا ہونا واقع ہو اس تقریر

وعلى هذا اذا استفتى فقيهين اعني مجتهدين فاختلفا

کے موافق اگر عامی نے دو فقیہون یعنی دو مجتہدون سے پوچھا پہر انہون نے مختلف بیان کیا

عليه الأولى أن يأخذ بما يميل إليه قلبه منهما وعندي

تو اولی یہہ ہے کہ انہین سے جسکیطرف اوسکی دلکا میلان ہو اختیار کرے اور میرے نزدیک یہی کہ

أنه لو أخذ بقول الذي لا يميل إليه جاز لأن ميله وعدمه

اگر اوسکا قول ہی اختیار کرے جدہر میلان نہین ہے تو جائز ہے کیونکہ اوسکا میل اور عدم میل

سواء والواجب عليه تقليد مجتهد وقد فعل أصاب ذلك

یکسان ہے اور اوسپر کسی ایک مجتہد کے تقلید وجب ہے سو وہ کر چکا

المجتهد أو أخطأ وقالوا المنتقل من مذهب إلى مذهب

مجتہد مصیب ہو یا مخطی ہو اور فقہا کہتے ہین کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب کیطرف

باجتهاد وبرهان آثم يستوجب التعزير فبلا اجتهاد و

بذریعہ اجتہاد اور برہان کے منتقل ہونیوالا گنہگار ہوتا ہے سزاوار تعزیر کا ہے سو بلا اجتہاد

برهان أولى ولا بد أن يراد بهذا الاجتهاد معنى التحري

اور بلا برہان اولے تر سزاوار ہے اور ضرور ہے کہ اس اجتہاد سے تحری

وتحكيم القلب لأن العامي ليس له اجتهاد ثم حقيقة

اور دل کا یقین مراد ہو اسلیے کہ عامی کے واسطے اجتہاد نہین ہوتا پھر انتقال

الانتقال إنما تتحقق في حكم مسئلة خاصة قلد فيه وعمل

کی حقیقت تو صرف ایک خاص ایسے مسئلہ کے حکم مین جسمین تقلید کرکے عمل کر چکا ہو ثابت ہوتی ہے

به وإلا فقوله قلدت أبا حنيفة فيما أفتى به من المسائل

اور نہین تو اوسکا مثلاً یہہ کہنا مین نے ابو حنیفہ کی مسائل مین جو جو فتوی دیوی تقلید کی ہے

مثلا والتزمت العمل به على الإجمال وهو لا يعرف صورها

اور اسپر مجملاً عمل لازم کر لیا ہے حالانکہ وہ مسائل کے صورتین نہین جانتا

ليس حقيقة التقليد بل هذا حقيقة تعليق التقليد

حقیقت مین تقلید نہین ہے بلکہ یہہ حقیقت مین تقلید یا عدم تقلید کا معلق کرنا ہے

او وعد به كأنه التزم ان يعمل بقول ابي حنيفة فيما يقع

گویا اوسنے ابو حنیفہ کے قول پر اون مسائل مین

له من المسائل التي تتعين في الوقائع فان ارادوا هذا

جو حوادث مین متعین ہونگے عمل کریگا التزام کیا ہے پس اگر فقہا کی مراد تقلید سے یہی التزام ہے

الالتزام فلا دليل على وجوب اتباع المجتهد المعين بالزامه نفسه

تو مجتہد معین کی اتباع واجب ہونے پر اپنی آپ اتباع لازم کرلینے سے زبانی یا نیت کرکے

ذلك قولا او نية شرعا بل الدليل واقتضاء العمل بقول

کوئی شرعی دلیل نہین ہے بلکہ دلیل اور مجتہد کے قول پر

المجتهد فيما احتاج اليه بقوله تعالى فاسئلوا اهل الذكر

عمل کا تقاضا جہان کہ اوسکی قول کیطرف حاجت پڑے یہ آیت ہی پس پوچھو یاد رکھنے والون سے

ان كنتم لا تعلمون والسؤال انما يتحقق عند طلب حكم الحادثة

اگر تم نہین جانتے اور پوچھنا جبہی پیدا ہوتا ہے کہ حادثہ معینہ کے حکم کے تلاش پر

المعينة وحينئذ اذا ثبت عنده قول المجتهد وجب عمله به

اور اب اگر مجتہد کا قول اوسکی پاس ثابت ہوجاوے گا تو اوسپر عمل واجب ہوجاویگا اور

الغالب ان مثل هذه الزامات منهم لكف الناس عن تتبع

غالب یہی کہ ایسے ایسے الزامات فقہا کیطرف سے ہین تاکہ لوگ رخصتون کے تلاش سے

الرخص والا اخذ العامي في كل مسئلة بقول مجتهد اخف

باز رہین اور نہین تو عامی ہر مسئلہ مین مجتہد کا وہی قول لیویگا جو اوسپر آسان ہو

عليه ولكنا لا ادري ما يمنع هذا من النقل والعقل فكون

اور مین نہین جانتا کہ اسکو نقل اور عقل مین سے کون مانع ہے پس

الانسان متتبع ما هو اخف على نفسه من قول مجتهد يسوغ

انسان کا اپنی جان پر سہولت کا متلاشی رہنا ایسی مجتہد کے قول سے جسکو اجتہاد کرنا جائز ہووے

له الاجتهاد ما علمت من الشرع ذمه عليه وكان صلى الله

مجھکو معلوم نہیں کہ شرع نے اسپر اسکی مذمت کی ہو اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم

عليه وسلم يحب ما خفف عن امته والله سبحانه اعلم بالصواب

اپنی امت پر سہولت کو محبوب رکھتے تھے اور اللہ سبحانہ صواب کو خوب جانتا ہے ہو چکی عبارت فتح القدیر

انتهى وهذا آخر ما اردنا ايراده في هذه الرسالة والحمد لله اولا وآخرا

کے اور یہ اسکا آخر ہے جو ہمنے اس رسالہ میں بیان کرنا چاہا تھا اور اول اور آخر اللہ کی ستایش ہے

تمت

تمام شد کتاب عقد الجید فی احکام الاجتهاد والتقلید از تصانیف شاه ولی الله صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله ملهم الحكم + ومفيض النعم + والصلوة والسلام على سيد العرب والعجم وعلى آله وصحبه اهل الفضل والكرم اما بعد میگوید فقیر ولی الله عفی عنه این کلمات چند ست که اولاد و احباب خود را بآن وصیت میکنم سميتها بالمقالة الوضية في النصيحة والوصية حسبنا الله ونعم الوكيل وهو الهادي الى سواء السبيل اول وصیت این فقیر چنگ زدن ست بکتاب و سنت در اعتقاد و عمل و پیوسته بتدبیر هر دو مشغول شدن و هر روز حصه از هر دو خواندن و اگر طاقت خواندن ندارد ترجمه ورقی از هر دو شنیدن و در

عقاید مذهب قدما را اهل سنت اختیار کردن و از تفصیل و تفتیش آنچه سلف تفتیش نکردند اعراض نمودن و به تشکیکات خام معقولیان التفات نکردن و در فروع پیروی علمای محدثین که جامع باشند میان فقه و حدیث کردن و دائما تفریعات فقهیه را بر کتاب و سنت عرض نمودن آنچه موافق باشد در حیز قبول آوردن و الا کالای بد ریش خاوند دادن امت را هیچ وقت از عرض مجتهدات بر کتاب و سنت استغنا حاصل نیست و سخن متقشفه فقها که تقلید عالمی را (پیش نمودن ۱۲) دست آویز ساخته تتبع سنت را ترک کرده اند نشنیدن و بدیشان التفات نکردن و قربت خدا جستن بدوری ایشان

وصیت دیگر حدّ امر معروف چنانچه بخاطر این فقیر ریختند آن ست که در فرایض و کبائر و ذنوب و شعائر اسلام بعنف (به تشدید ۱۲) امر معروف و نهی منکر باید کرد و باک نه کرد دران باب تساهل روا دارند صحبت نباید داشت و دشمن ایشان باید بود و در سائر آداب (از در باقی ۱۲) امر خصوصا در آنچه سلف با خلف اختلاف کرده باشند امر معروف و نهی منکر تبلیغ آن حدیث ست د لین و عنف در ان مستحسن نیست

وصیت دیگر آن ست که دست در دست مشائخ این زمان که بانواع بدعت مبتلا هستند هرگز نباید داد و بیعت با ایشان نباید کرد و بغلوّ عام مغرور نباید بود و نه بکرامات زیرا که اکثر غلوّ عام بسبب سمعه ست و امور رسمیه را بالحقیقت اعتباری نیست و کرامات فروشان این زمان همه الا ماشاء الله طلسمات و نیرنجات را کرامات دانسته اند تفصیل این اجمال آنکه اشهر اصناف خرق اشراف بر خواطر ست و انکشاف واقعات آینده و اشراف (مطلع شدن) و کشف را طرق بسیار ست از انجمله ست باب ضمیر از علم نجوم و رمل نه پنداری که حکم در نجوم موقوف ست بر تسویه بیوت و رمل را از آنچه در کار ست ما تجربه کرده ایم که ماهر در فن نجوم چون دانست که الحال کدام دقیقه ست از دقائق روز از ینجا ذهن او منتقل میشود بطالع و سمه بیوت و مواضع کواکب در خاطر خل صورت می بندد گویا صفحه تسویة البیوت مقابل

او ایستاده است همچنین ماهر در فن رمل گاهی در دل خود معین میکند که فلان انگشت را لحیان
قرار داده ام و فلان انگشت را فلان شکل و در ذهن صورت می بندد که ازین اشکال کدام
متولد میشود تا آنکه زائچه پیش او حاضر شود و از انجمله باب کهانت با نواعها و آن فن بغایت
متسع است تارة باحضار جن و تارة بغیر آن و از ان جمله باب طلسم که قوای کواکب را در صور
بند میکنند و از ان اشراف حاصل میشود و اعمال جوگ که بعضی ملاحظات جوگیه را خاصیتی تمام
ست در اشراف و کشف مَن اَرادَ تحقیقَ ذلکَ فلیرجع الی کتب هذه الفنون و همت
بستن بر کاری و بشکل مهیب آمدن و دل بر دل کسی گماشتن و طالب را مسخر کردن همه از فنون نیرنج
ست چند ملاحظه هستند که باینکار میرسانند صلاح و فجور و سعادت و شقاوت و مقبول بودن
یا مردود بودن درینجا هیچ فرق پیدا نمیکنند همچنین وجد و شوق و قلق و سرایت این حالت
در حاضران منشاء آن حدت قوة بهیمیه است لهذا هر که قوت بهیمیه او قوی تر وجد او زیاده تر آری
این اعمال این احوال بعض صالحان هم میکنند و منتجی از نیات نیک اینقدر آنها را از کرامات
نمیگردانند کمالات مخفی و بسیاری از ساده لوحان را دیده ایم که چون این اعمال را از شیخی فرا گرفته
اند آن را عین کرامات میدانند چاره کار آنکه کتب حدیث مثل صحیح بخاری و مسلم و سنن
ابی داؤد و ترمذی و کتب فقه حنفیه و شافعیه بخواند و عمل بر ظاهر سنت پیش گیرد اگر حق سبحانه
در دل او شوقی صادق کرامت فرماید و طلب این راه غالب شود کتاب عوارف را از آداب نماز
و روزه و اوراد کار و معموری اوقات پیش گیرد و رسائل نقشبندیه را در طریق پیدا کردن یادداشت
و این بزرگان این هر دو باب بوجهی روشن نوشته اند که احتیاج بتلقین هیچ
مرشدی نمانده چون کیفیت نور عبادت و نسبت یادداشت حاصل شد بران مواظبت نماید
اگر درین فرصت عزیزی را در یابد که صحبت او مفتاح جذب است و تاثیر صحبت او در مردان

در پیر دستگیر دباوی صحبت دارد تا آنکه حالت مطلوبه ملکه گردد بعد ازان بگوشه بنشیند و بدان ملکه مشغول باشد درین زمانه هیچ کس نیست الا ماشاء الله که من جمیع الوجوه کمال داشته باشد اگر از یک وجه کمال دارد از وجه دیگر عاطل ست پس همان کمال را باید حاصل کرد و از چیزهای دیگر نظر باید پوشید خُذ ما صفا و دع ما کدر نسبتهای صوفیه غنیمت کبری است در رسوم ایشان هیچ نمی ارزد این سخن بر بسیاری گران خواهد بود اما مرا کاری فرمودند بر حسب آن میباید گفت و بر گفته زید و عمر و تعریج نمی باید کرد **وصیت دیگر** باید دانست که میان اهل زمان اختلافست صوفی منشان گویند که اصل مطلوب فنا و بقا و استهلاک و انسلاخ است و مراعات معاش و اقامت طاعات بدنیه که شرع بدان وارد شده برای آن ست که همه کس آن حاصل نمی توانند بجا آورد و ما لا یدرک کله لا یترک کله و متکلمان گویند که غیر از آنچه شرع بدان وارد شده چیزی مطلوب نیست و ما می گوییم مغلوب باعتبار صورت نوعیه انسان بجز شرع نیست و شارع بیان آن اصل فرموده برای خاصه تفصیل این اجمال آنکه نوع انسان بوجهی مخلوق شده که جامع است میان قوة ملکیه و بهیمیه و سعادت وی در تقویت ملکیه است و شقاوت وی در تقویت بهیمیه و بوجهی مخلوق شده که نفس وی رنگهای اعمال و اخلاق قبول کند و در جذر خود در آرد و بعد موت آن را مستصحب سازد مثل آنکه بدن وی کیفیات غذا را برمیدارد و با خود مستصحب میسازد و لهذا تخمه و حمی و غیر آن مبتلا میگردد و بوجهی مخلوق شده که میتواند لحوق بحظیرة القدس و تلقی الهام از آنجا کند و تحجیم در حکم الهام ست و تلقی سرور و بهجت اگر بنسبت آن ملائکه ملائمتی داشته باشد و تلقی ضیق و وحشت اگر بنسبت ایشان منافرتی کسب نموده بود بالجمله چون نوع انسان بوجهی واقع شده بود که اگر ایشان را با بیشان گذارند امراض نفسانیه اکثر افراد را الم رساند حضرت حق سبحانه بمحض فضل و کرم

خود کارسازی ایشان کرد و برای ایشان یقین راه نجات نمود و ترجمان لسان غیب که حضرت پیغامبر
است صلی الله علیه وسلم از ایشان بدیشان فرستاد تا نعمت تمام شود در ربوبیت که اول مقتضی ایجاد
ایشان بود دیگر بار دست ایشان گرفته باشد پس صورت نوعیه بلسان حال شرع را از مبدا فیاض
دریوزه کرده و حکم آن لازمست جمیع افراد نوع را بحکم سریان صورة نوعیه در ایشان و خصوصیة افراد
را در آنجا دخلی نیست و فنا و بقا و استهلاک وغیر اینها مطلوب اند باعتبار خصوصیة افراد زیرا که
بعض افراد در غایت علو و تجرد مخلوق می شوند و خدا تعالی اینها را براه ایشان والالت می فرماید فنا این
حکم نوعی نیست ملکه لسان حال این فرد از جهة خصوصیت فردیت تقاضای آن کرده و کلام شارع هرگز
بران معانی محمول نیست نه صریحا و نه اشارة آری قومی این مطالب از کلام شارع فهمیده اند مثل
آنکه قصهٔ لیلی و مجنون شنود و هر سخنی را بر سرگذشت خود حمل نماید و آن را در عرف ایشان اعتبار گویند
بالجمله افراط در مقدمات انسلاخ و استهلاک و مشغول شدن هر کس و ناکس بآن از اعضال است در ملت
مصطفویه خدا رحم کناد کسی را که سعی در اخمال آنها کند گو بحسب بعضی استعدادات اصلی داشته باشد هرچند این
سخن بر بسیاری از صوفیه گران و ناگوار خواهد بود اما مرا کاری فرموده اند حسب آن میگویم با زید و عمرو کاری
نیست **وصیت دیگر** آنکه در حق اصحاب آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم اعتقاد نیک
باید داشت و زبان بجز مناقب ایشان جاری نباید ساخت درین مسئله دو صنف خطا کرده اند قومی
گمان میکنند که ایشان باهم سینه صاف بودند هرگز مشاجرات میان ایشان نگذشته و این وهم
صرف است زیرا که نقل مستفیض شاهدست بر مشاجرات ایشان و انکار این نقل مستفیض نمیتوان کرد
و قومی چون این چیزها بدیشان منسوب دیدند زبان بطعن و لعن کشادند و در وادی هلاک افتادند درین فقیر تحقیق کرده
اند که اگرچه اصحاب معصوم نبودند و از بعض عوام ایشان ممکن که چیزها بوجود آمده باشد که اگر از دیگران مثل آن
بوجود آید مورد طعن و جرح گردد اما ما مور یم بکف لسان از مساوی ایشان و ممنوعیم از سب و طعن ایشان

تعبدًا ابرای مصلحتی و آن مصلحت آن ست که اگر فتح باب جرح در ایشان شود روایت از حضرت پیغامبر
صلی الله علیه و آله وسلم منقطع گردد و در انقطاع روایت برهم خوردن ملت است و چون روایت از هر
صحابی برداشته میشود اکثر احادیث مستفیض باشند و تکلیف امت بحجتی قائم گردد و جرح بعض در آن
نقل خلل نکند این فقیر از روح فتوح آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم سوال کرد که حضرت چه میفرمایند
در باب شیعه که مدعی محبت اهلبیت اند و صحابه را بد می گویند آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم نوعی از کلام
روحانی القا فرمودند که مذهب ایشان باطل است و بطلان مذهب ایشان از لفظ امام معلوم می شود چون
از آن حالت افاقت دست داد در لفظ امام تامل کردم معلوم شد که امام باصطلاح ایشان معصوم مفترض
الطاعة منصوب للخلق ست و وحی باطنی در حق امام تجویز مینمایند پس در حقیقت ختم نبوت را منکر اند گو
بزبان آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم را خاتم الانبیا می گفته باشند و چنانکه در حق اصحاب اعتقاد نیک باید
داشت همچنان در حق اهلبیت معتقد باید بود و صالحین ایشان را بمزید تعظیم تخصیص باید کرد قَدْ
جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا این فقیر را معلوم شده است که ائمه اثنا عشر رضی الله عنهم اقطاب
نسبتی بوده اند از نسبتها و رواج تصوف مقارن انقراض ایشان پیدا شد اما عقیده و شرع را
بجز از حدیث پیغامبر صلی الله علیه و آله وسلم نتوان گرفت قطبیه ایشان امری ست باطنی به تکلیف
شرعی کار ندارد و نص و اشاره هر یکی بر متاخر باعتبار همان قطبیت است و امور امامت که می گفتند از
بهتان ست که بعض خلص یاران خود را بران مطلع میساختند پس از زمانی قومی تعمق کردند و قول
ایشان را محلی دیگر فرود آوردند وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ **وصیت دیگر** طریق تعلیم علم چنانکه
بتجربه محقق شد آن ست که نخست رسائل مختصر صرف و نحو درس گویند سه سه نسخه از هر یکی یا چهار چهار
بقدر ذهن طالب بعد از ان کتابی از تاریخ یا حکمت عملی که بزبان عربی باشد آموزند و دران میان
بر طریق تتبع کتب لغت و بر آوردن مشکل از جای آن مطلع سازند چون قدرت بزبان عربی یافت موطا

بروایت یحیی بن یحیی مصمودی بخوانانند و سر گران را معطل نگذارند که اصل علم حدیث ست و
خواندن آن فیضها دارد و مدار اسناد جمیع آن سلسل ست بعد ازان قرآن عظیم درس گویند
بآن صفت که صرف قرآن بخوانند بغیر تفسیر و ترجمه گویند و در آنچه مشکل باشد در نحو یا در شان نزول
متوقف شود و بحث نماید و بعد فراغ از درس تفسیر جلالین بقدر درس بخوانند درین طریق
فیضها ست بعد ازان هر یک وقت کتب حدیث میخوانده باشد از صحیحین و غیر آنها و کتب فقه و عقاید
و سلوک و در یک وقت کتب دانشمندی مثل شرح ملا جامی و قطبی و غیر آن اسلے ماشاء الله و اگر میسر
آید که مشکوة را یک روز بخوانند و روز دیگر شرح طیبی بقدر آنچه روز اول خوانده است بخوانند خیلی
نافع است **وصیت دیگر** امردم غریبیم که در دیار هندوستان آبای ما بغربت افتاده
اند و عربیت نسب و عربیت لسان هر دو فخر ماست که ما را بسید اولین و آخرین و افضل انبیا و
مرسلین و فخر موجودات علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات نزدیک گرداند شکر این نعمت عظمی آن
است که بقدر امکان عادات و رسوم عرب اول که منشاء آنحضرت ست صلی الله علیه وسلم
از دست ندهیم و رسوم عجم و عادات هنود را در میان خود نگذاریم اخرج البغوی عن ابی
عثمان النهدی قال اتانا کتاب عمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه و نحن باذربیجان
مع عتبة بن فرقد اما بعد فاتزروا وارتدوا وانتعلوا والقوا الخفاف والقوا السراويلات
وعليكم بلباس ابيكم اسمعيل واياكم والتنعم وزي العجم وعليكم
بالشمس فانها حمام العرب وتمعددوا واخشوشنوا واخلولقوا واعطوا الركب
وانزوا نزوا وارموا الاغراض وفي رواية وانزوا على ظهور الخيل نزوا
یعنی چون عرب برای جهاد باطراف عجم منتشر شدند حضرت عمر رضی الله عنه ترسیدند
که رسم عجم را اختیار کنند و رسم عرب را ترک نمایند پس بریشان نامه نوشتند که ازار بندید و چادر

تتمه

پوشید نعل پوشید و مگذارید موزها را و بگذارید شلوارها را و لازم گیرید
لباس پدر خود اسمعیل را و خود را دور دارید از تنعم و هیئت عجم و لازم گیرید نشستن
در آفتاب که آفتاب حمام عرب ست و بر سم قوم معد باشید و درشت لباس باشید
و سخت گذران باشید و کهنه پوشی خو کنید و تناول کنید شتران را یعنی بگیرید
و رام سازید و جست کرده سوار شوید بر اسپان و تیر اندازید بنشانها **یکی**
از عادات شنیعهٔ هنود آن ست که چون شوهر زنے بمیرد نگذارند که آن زن شوهر
دیگر کند و این عادت اصلاً در عرب نبود نه قبل از آن حضرت صلی الله علیه وسلم
خدا تعالی رحمت کناد بر آن کس که این عادت شنیعه را استیصال سازد و اگر ممکن
نباشد که از عموم ناس مرتفع شود در میان قوم خود اقامت این عادت عرب باید کرد و اگر
این نیز ممکن نباشد این عادت را قبیح باید دانست و بدل دشمن آن باید بود که ادنے
مراتب نهی منکر همین ست **دیگر** از عادات شنیعهٔ ما مردم آن ست
که مهر بسیاری معین کنند آن حضرت صلی الله علیه وآله وسلم که اشرف ما در دین و دنیا
آن حضرت صلی الله علیه وسلم منتهی مهر اهلبیت خود که بهترین مردم اند دوازده اوقیه
و نشی مقرر فرموده اند و آن پانصد درم است **دیگر** از عادات شنیعه
ما مردم اسراف ست در افراح و رسوم بسیار در آن مقرر کردن آنچه آنحضرت
صلی الله علیه وسلم در شادیها مقرر فرموده اند دو شادی ست ولیمه و عقیقه این هر دو
را باید گرفت و غیر آن را باید گذاشت یا اهتمام و التزام آن نباید کرد **دیگر**
از عادات شنیعه ما مردم اسراف ست در ماتمها و سوم و چهلم و ششماهی و
فاتحه سالینه و اینهمه را در عرب اول وجود نبود مصلحت آن ست که غیر تعزیت

وارثان بہت تا سہ روز ذا طعام ایشان یک شبانروز بسے نباشد بعد
سہ روز زنان قبیلہ جمع شوند و طیب و ثیاب زینت استعمال کنند
واگر زوجہ است بعد انقضائے عدت قطع احداد نماید سعید از ما کسی
ست کہ بلسان عرب و صرف و نحو و کتب ادب مناسبت پیدا کند و حدیث و قرآن
را ادراک نماید اشتغال بکتب فارسیہ و ہندیہ کہ علم شعر و معقول و ہر چہ
ضروریہ پیدا کردہ اند و ملاحظۂ تاریخہای ماجریات ملوک و مشاجرات
اصحاب ہمہ ضلالت در ضلالت است واگر رسم زمانہ مقتضی اشتغال بآن
گردد این قدر خود ضرور است کہ این علم دنیا داند و از آن مستغفر باشد
واستغفار و ندامت کند و مارا لابد است کہ بجبین محدثین روییم و روی
خود را بر آن آستانہاے مالیم سعادت ما این است و شقاوت ما در
اعراض ازین **وصیت** در حدیث شریف آمدہ است مَن
اَدرَکَ مِنکُم عِیسَی ابنَ مَریَمَ فَلیَقرَأ مِنِّی السَّلَامَ
این فقیر آرزوی تمام دارد اگر ایام حضرت روح اللہ را در یابد اول
کسیکہ تبلیغ سلام کند من باشم واگر من آن را نہ دریافتم ہر کسیکہ از
اولاد یا اتباع این فقیر زمان بہجت نشان آن حضرت علی نبینا
وعلیہ السلام دریابد حرص تمام کند در تبلیغ سلام تا کتیبۂ آخرہ از
کتائب محمدیہ ما باشیم

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

فہرست بعض کتب موجودہ دکان تاجران ناچیز فقیر اللہ و عبد القادر و عبد العزیز واقع شہر لاہور بازار کشمیری

کل کتب موجودہ کی فہرست جسمین قیمت بھی مرقوم ہے بارسال ٹکٹ قیمتی ۱/ در خط پیڈ مین روانہ کر کے جسکا دل چاہے طلب فرمائے

نام کتاب

تفسیر محمدی کامل پانچ پنجابی نظم
تفسیر کبیر مطبوعہ استنبول
تفسیر فتح البیان
تفسیر معالم
تفسیر محی الدین عربی
تفسیر حسینی فارسے
ایضاً اردو در دو جلد
تفسیر عزیزی فارسی ہر پارہ
تفسیر نقرہ کار فارسے
فوز الکبیر فارسے معہ
فتح الخبیر عربے از شاہ ولی اللہ
بلاغ المبین فارسی از شاہ ولی اللہ
عقد الجید معہ وصیت نامہ وغیرہ
فتح المبین فی رد مغالطات
المقلدین اردو
سفر السعادۃ فارسے
ایضاً برکاغذ ڈبائی
ایضاً کاغذ رسمی
سفر السعادۃ اردو
سفر السعادۃ عربے چھاپہ مصر
زاد المعاد کامل از ابن قیم
شرح شمائل نبوی فارسے
معارج النبی نظم فارسے
راہ سنت نظم
دقائق الاخبار
لباب الاخبار نودی
انیس الواعظین
رفیق الواعظین
صحیح بخاری معہ دو شرح
فارسے تا ۱۵ پارہ

نام کتاب

صحیح بخاری محشی
صحیح بخاری معہ شرح قسطلانے
صحیح مسلم جدید معہ شرح نووی
ابو داؤد محشی
ترمذی محشی
ابن ماجہ محشی
صحیح نسائی نظامی معہ شرح
موطا امام مالک
مصفی و مسوی ہر دو
شرح موطا مالک
کشف المغطا ترجمہ اردو
موطا مالک
ترمذی اردو
مشارق الانوار ترجمہ اردو
مقدمہ فتح الباری
مشکوۃ شریف محشی
صحیح چھاپہ
عبد الحق شرح فارسے
مشکوۃ شریف
مسند امام اعظم معہ شرح
ملا علی قاری
فقہ اکبر مترجم معہ وصیت نامہ
شرح فقہ اکبر ملا علی قاری
حقیقۃ الاسلام فارسے
نور الاسلام ترجمہ حقیقۃ الاسلام
اردو
تذکرۃ الموتی والقبور
رسالہ لٹھہ شریعت معہ
تحفۃ الاحباب
موضوعات امام شوکانی

نام کتاب

موضوعات کبیر ملا علی قاری
موضوعات صغیر علی قاری
جزو القراۃ امام بخاری
معہ ترجمہ
رسالہ رفع الیدین امام
بخاری مترجم
تعقبات جلال الدین
سیوطی علی ابن الجوزی
بستان المحدثین
عجالہ نافعہ اصول حدیث
رسائل خمسہ شاہ عبد العزیز
رسائل تسعہ سیوطے
رسائل خمسہ
حکم النبی لمن لا یصلے
صواعق محرقہ فارسے
تنبیہ الغافلین فارسے
معہ رسالہ عمل بالحدیث
تحفہ فقیر معہ ہدیہ فقیر و نعت
حکایات الصالحین عربے
روضۃ الریاحین عربے
صغیری شرح منیہ
قدوری عربے
قدوری فارسے
کنز فارسے
مختصر وقایہ عربے کامل
تبصرۃ الجمعہ فی جمیع الامکنۃ
والازمنۃ مترجم اردو
معہ مجموعہ خطب مترجم
مجموعہ خطب تمام سال
مجموعہ خطب مترجم

نام کتاب

رسالہ جمعہ سیوطی معہ ترجمہ اردو
فرائض مصطفوی
حرز و رسالہ ضروری معہ ورد المریدین
فتوح الغیب معہ شرح فارسے
منہاج العابدین فارسے
کیمیائے سعادۃ فارسے
نسب نامہ کلان معہ بیان ۲۷ فرقہ
و ۱۴ خانوادہ
تحفۃ الاحرار محشے
سبحۃ الابرار
مطلع الانوار محشے
مخزن اسرار
تحفہ رسولیہ
حدیقۃ الاولیا
درر المجالس
تحفۃ النصائح
شرح تحفۃ النصائح
صرف بہائے
شرح صرف بہائے
صرف میر محشے معہ تکملہ
شرح صرف میر نور محمد مدقق
درایہ شرح ہدایۃ النحو
تالیف شریفی طب
تریاق مستمنا
خلاصۃ الحساب معہ شرح
اردو و کامل الحساب
زمرد اخضر عربے
زمرد اخضر اردو

تمت

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

[illegible]

خاتمه [illegible]

۱- [illegible]

۲- [illegible]

۳- [illegible]

۴- [illegible]

۵- [illegible]

۶- [illegible] مسائل [illegible]

۷- [illegible]